

میزانِ قدیمینِ مضمونِ نالغی (دہرہ) اب بوقتِ تقہ کھلے کھلے

جلد اول

# سبع مشانی

— (یعنی) —

خدائے سخن جنابِ اسلامت علی صاحبِ دہرہ طائرہ کے ۱۲ اہم نظیر اور صحیح ترین مرثیوں کا مجموعہ

— (مصدقہ) —

فخر المتقین تادالتاخرین یادگار حضرت سید صفیہ شاہین باق ج مرحوم جناب زرا محمد طاہر صاحبِ فیض علیہ السلام

— (مرتبہ) —

تراجم المومنین جنابِ میر حسین صاحبِ حیدر ضوی لکھنوی ارشد لاف حضرت باق ج منقول علی المقام

حسبِ تاریخِ بختِ ممتاز نکاتِ حسنیٰ مخاسنِ لکھنؤ

— (اہتمامِ حلت العباد محمد جواد مالک مہتمم طبع) —

نظامی پریس و کٹوریہ ایسٹ لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت بلحاظ کاغذ	قیمت اول لاتی چکنا سفید کاغذ (۲ پونہ)	قیمت دوم بوی سفید کاغذ (۱۶ پونہ)	قیمت سوم نارے سفید کاغذ (۲۰ پونہ)
دورہ پیرہ آٹھ آنہ چکر	دورہ پیرہ چکر	دورہ پیرہ چکر	ایکے و پیرہ آٹھ آنہ چکر

جلد حق مجھظ

یہ جلد جو ہر ک ڈپو چوک لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہے

جلد حق مجھظ

## الف

عکس عبارت توثیق سبع مثانی از قلم استاد الاساتذہ حضرت فیض مظاہر العالی

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

مداح امام الکونین غفرلہ سید سر فرار حسین صاحب خیر سلمہ اللہ التقدير  
شاگرد رشید والدہ علام حضرت اوج طاب ثراہ و خاکسار سجدان رفیع کا  
مدت سے تقاضا اور خود اس فقیر کا ارادہ تھا کہ تاجدار کشور حسن قبول  
مداح آل رسول بندہ درگاہ پنجتن خدائے سخن ادستاد نے نظیر جہ امجد  
جناب مرزا سلامت علی صاحب دبر اعلیٰ اللہ مقامہ کے اوان مشہور مرثیہ کی تصحیح  
اصل بسنہ دبیری سے کر دی جائی جس پر اہل مطبع کی نے پروائی اجاب کی درپورہ  
کار دائمی دبیر ہمہ وان دکتہ سنج کی نے نیازی کلام دبیر کی مکتہ نوازی اور  
قبول عام کی قدر افزائی کے ماتون بڑے بڑے ستم ہو گئے الحمد للہ کہ اب چودہ  
مرثیوں کی ایک جلد شائع ہو رہی ہے اصل مرثیوں جو مصنف مرحوم کے پڑھے ہوئے ہیں  
سے مقابلہ کرتے وقت قیامت نظر آئی مصرعون اور بیتوں کا ذکر کیا بندہ  
الحاقی اکثر عمدہ بندہ دار و کہین تحریف کہین تحفیف سلسلہ کی رہنمائی شکستہ  
کہین کچھ کہین کچھ جا بجا الفاظ میں بہار اور خزانہ کا فرق جہاں تک ممکن ہو اصل  
مرثیوں سے تصحیح کر کے ایک جلد مشیت نمونہ از خزوار سے اہل نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہے  
خلاق سخن آفرین اس کی طبع میں کوشش اور توجہ کرنیوالوں کو جزائے خیر دیے اگر  
قلوب مومنین پر سعی خیر کا کچھ اثر ہوا تو خاص خاص مرثیے ہی خیر کا بتوں نے  
خوب خوب اصلاح کی ہے اس طرح صحیح حالت میں طبع ہو کر لذت افزائی اہل ذوق ہو

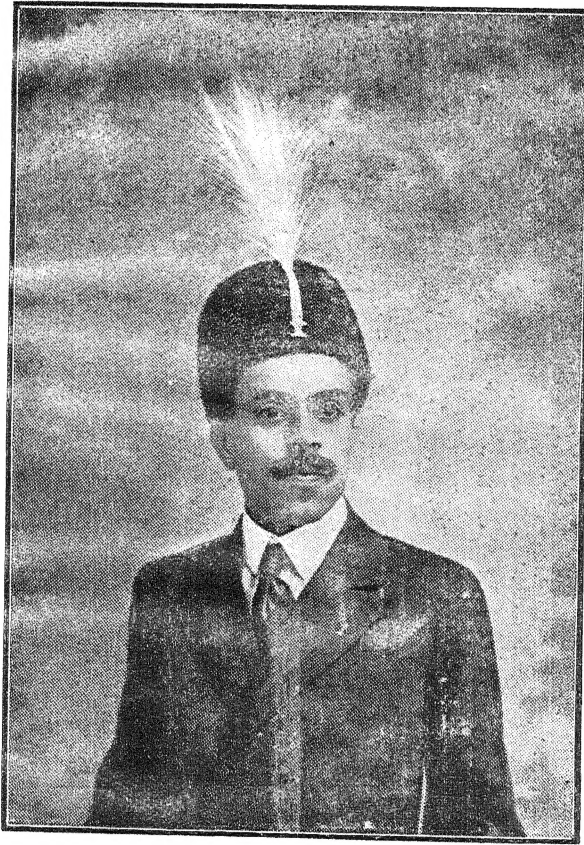
محرر ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۹ء

خاکسار  
محمد طاہر رفیع



# ب

فہرست مرآتی مطبوعہ سبع مثانی جلد اول			
نمبر رتبہ	مطلع	تعداد بندہ صفحہ	مختصر کیفیت
۱	کونے میں بہار آئی جو گلگشت چمن کو	۱۴۴ ۱	مفاین بہار و انکی از بدینہ حال حضرت سلمہ شہادت
۲	جب ماہ نے نوافل شب کو ادا کیا	۱۸۹ ۳۷	مناظر صبح ترتیب نوح و حال حضرت حرؒ
۳	پرچم ہے کس علم کا شعاع آفتاب کی	۲۳۰ ۸۵	حال حضرت عون و محمدؒ
۴	لے صبح کیا ہو جو ترا جیب چاک ہے	۱۱۲ ۱۴۳	حال دربار شام و جنگ حضرت قاسم زبانی شہر (پہرہ اس سے قبل طبع نہیں ہوا تھا)
۵	سینفی کا غنہ مری شمشیر زباں ہے	۱۶۳ ۱۷۱	حال حضرت ابو الفضل العباسؑ
۶	آئیں دفتر نور کی محفل ہے محفل	۱۳۲ ۲۱۳	حال حضرت علی اکبرؑ
۷	آدم کا دادرس بنی آدم میں کون ہے	۱۶۴ ۲۴۷	حال سید الشہدا
۸	سرتاج کائنات حسن اور حسین ہیں	۱۳۳ ۲۸۹	حال سید الشہدا
۹	یار بچھے مرقع غلہ بریں دکھا	۱۲۹ ۳۲۳	اشتقاق زیارت حال سید الشہدا وایت قیس
۱۰	جب شامیوں میں صبح کی نوبت کاغل ہوا	۱۳۱ ۳۵۷	حال سید الشہدا
۱۱	کوہ اقمہر حوٹلی کا گدڑ ہوا	۸۵ ۳۹۱	حال سید الشہدا
۱۲	جب حرم فلامہ شیریں سکے برابر آئے	۵۸ ۴۱۳	حال شیریں دیہ شریہ سے قبل کئی عینی نہیں طبع ہوا تھا
۱۳	سر سبز ہوا یار یغن اس سجیدین کا	۱۱۵ ۴۲۹	حال ہند
۱۴	منبر نشین انجن شاہ دیں ہوں میں	۱۳۰ ۴۵۹	روایت خورشید بانو و آقہ زینہ سید الشہدا و بچہ



اعلیٰ حضرت ہزہائیٹس نواب میر فضل علی خان  
صاحب بہادر والی ریاست عالیہ بیگن پانی

بسمِ جہان

کیستے فضل علی اندھان ہمتے تو روزِ قرونِ بادشاں ہمتے والا کے تو  
 آمدہ مفتاحِ عقل مقصدِ ایمان کے تو شکرِ نعمتہا کے تو چنانکہ نعمتہا کے تو  
 تفضیلتِ راجہ اندھان تفضیلتِ راجہ

میں اس متبرک مجموعہ کو اپنے ولی نعمت صاحبِ شوکت  
 و شہادت شہداءِ رسول و آلِ رسول والا خطبہ  
 ہر سہائیں نواب میر فضل علی خان صاحبِ بہادر خلد اللہ ملکہ  
 والی ریاست الیہ بیگن پٹی کے نام نامی سے  
 بنظرِ قدر افزائی معنون کرتا ہوں۔

گر قبولِ اُفتد ہے عز و شرف

وابستہ دامنِ دولت

فقیرِ خیر

# خطابی نامتوسلمت لی دیرم کائیر

بوی حکم در نشان من فرستاد  
دی در شامی غلجی می فرستاد  
آه جبرانی که بوی بزرگتر  
بوی بیکه در شاه کائیر

آفتاب قیامت کا نظر نیر

نهادن کلمه حکم کا دستور  
نیزه قوریا آه خدای دل  
لمسته تی بی سار کائی قوم  
چپا الیه که نو غلبه نیر قیدیل

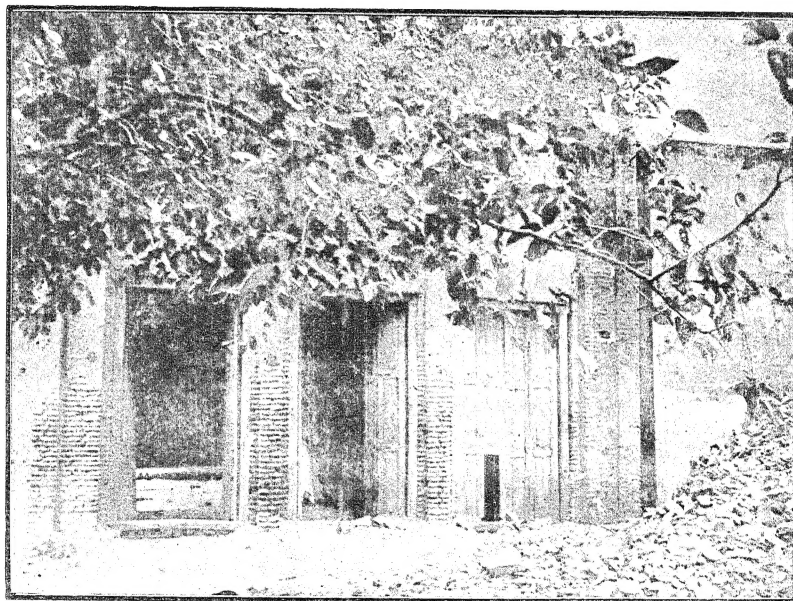
نکته هواج نبوت کا شمر نیر

دی کی بوی تاج غنچه کائیر  
خانی کائیر کائیر کائیر  
کسما پی پی پی پی کائیر  
گرم بیکه در شاه کائیر

کیا خود شیدی تا شام سفر نیر

کجکی حکم کائی بوی کائیر  
خندین معنی بی دردی کائیر  
ده سر کائیر کائیر کائیر  
کسین کائیر کائیر کائیر

جانه باقی بی اوی کائیر



مقبورہ شکستہ خدایہ سخن جناب سرزا سلامت علی صاحب دیپو اعلیٰ الدہقانہ



## تمہید از خیر

جہان تک مجھے یاد ہے میں بچپن ہی سے خدائے سخن حضرت دبیر اعلیٰ اشرف مقامہ کے کلام کا شنیدنی تھا اسپر طرہ یہ ہوا کہ خوش نصیبی سے جانشین دبیر شاعر بے نظیر جناب مرزا محمد جعفر صاحب الفوج تودائشہ مرقدہ ساشفیق و جامع استاد ملا اب کیا تھا ذوق فطری کہیں سے کہیں جا پہنچا برسوں جناب مرحوم کی آستانہ بوسی کی۔ اسی زمانہ میں مرثیہ پڑھنے کا شوق دانگیہ دل ہوا۔ ابتدا تہذیبین سلام کہتا استاد مرحوم دل بڑھاتے حاضرین مجلس میرے خذدن دیڑون کو جوا ہر پارہ بناتے روز بروز جملہ بڑھتا۔ کچھ دن بعد مرزا دبیر علیہ الرحمہ کے مختصر مرثیہ بر سر منبر پڑھنا شروع کیے یہ مرثیہ کسی مطبوعہ جلد مرزا صاحب کے نقل کرتا اور استاد مقفور کو سناتا لیتا۔ جناب مہروران مرثیوں کو کبھی انہی یاد سے درست فرمایا کرتے کبھی اصل مرثیے سے مقابلہ کر کے تصحیح فرمادیتے۔

استاد مرحوم اکثر اہل مرثیوں کی تصحیح کے وقت فرماتے: "حیف حضرت مرحوم کے کلام پر اہل طالع نے بڑا ظلم کیا"۔ برسوں یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی اور سمجھ میں آئی کیونکہ اتنا شعور ہی کہاں تھا کہ ربط و بے ربطی میں امتیاز کر سکتا محاسن و معائب کلام پر نظر ڈال سکتا جو کچھ وہ فرماتے سن لیتا۔

ایک زمانہ کے بعد قند آرد و نظر سے گزری یہ کتاب انظر لس کے نصاب میں داخل تھی اس میں چند بند مرزا دبیر کے نام سے درج تھے جو مجھے محفوظ نہیں صرف ایک مصرع یاد رہ گیا ہے اور وہ بھی اہل کے لہو کر دینے کے لیے کافی ہے "ع"۔ راکب کا جگر چیر کے مرکب نکل آیا؟ (اور یہ بھی خوب یاد ہے کہ اس بند میں اہل کا قافیہ مکر تھا مصرعے بالکل بے ربط اور معنی سے بے نیاز تھے۔ میں نے ملا ماجلال صاحب مولف کتاب کو لکھا کہ سرکار نے یہ بند مرزا صاحب کی کس جلد سے انتخاب فرمائے ہیں اور ان کا مطلب کیا ہے اور اگر بالفرض انکی کسی مطبوعہ جلد میں ملتے بھی ہیں تو دبیر ایسے اکمل دودگ گار سے

ایسے مہلات کا منسوب کرنا کمان تک جائز ہے جبکہ جواب میں مولانا نے موصوف نے تحریر فرمایا کہ دوسری اشاعت میں یہ بند خارج کر دیے جائیں گے۔

یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ نصاب تعلیمی کے معین کرنے والی انجمن نے ایسی کتاب نصاب میں داخل کرنے کی اجازت کیونکر دی جبکو پڑھ کر استاد شاگرد دونوں غلط فہمی میں پڑیں اور ایک زبردست ادیب شاعر کے متعلق نامناسب رائے قائم کرنے کا موقع ملے۔ البتہ مرزا دبیرؒ کے جو مثنوی اس جلد میں طبع کیے گئے ہیں اس قابل ہیں کہ اعلیٰ جماعتوں کے نصاب میں داخل کیے جائیں شاید ہندوستانی یونیورسٹیاں عموماً اور عثمانیہ یونیورسٹی خصوصاً اس طرف توجہ کرے۔ حق تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت شہر یار دکن نے عثمانیہ یونیورسٹی قائم کر کے اردو ادب کو ہمیشہ کے واسطے زیرِ بارِ منت کر لیا ہے یہی ایک یونیورسٹی ہے جس نے اردو کو حیات تازہ بخشی ہے اور ہر وقت زبان کی خدمت میں منہمک ہے۔ یہاں اتنا اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر مرزا دبیرؒ مرحوم کے مرثیوں سے منتخب نہ کسی نصاب کے واسطے درکار ہوں تو حیات دبیر جلد اول۔ المیزان اور اس جلد سے لینا چاہیے۔ یہ لکھنا اس لیے ضروری ٹھہرا کہ انٹرمیڈیٹ کے کورس میں ایک اردو کتاب داخل تھی اسمین ایک دو بند مرزا دبیرؒ کے ایک ابتدائی پُرانے مرثیے سے لیے گئے ہیں یہ وہ مرثیہ ہے جو شاید مرزا کے مرحوم نے ۱۳-۱۴ برس کی عمر میں تصنیف کیا ہو۔ لیکن یہ مرثیہ شمس العلماء مولانا سید ابوالداماد صاحب اہل حق نے کاشف الحقائق میں لکھ دیا ہے اس وجہ سے نصاب بنانے والے نے خیال کیا کہ جو بند ایسے طویل بقعہ بزرگ نے انتخاب کیے ہیں وہ اچھے ہی ہوں گے اور مرزا کے کلیات پڑھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ بہر کیف قدرِ آدمی نہ بد کہ مرزا نے مرحوم کے کلام کی بیسیوں جلدیں فراہم کیں۔ وقتاً فوقتاً ان کا مطالعہ کرتا اور حیران رہ جاتا اس لیے کہ اگرچہ قندار دو والے وہ بند تو کین نظر آئے لیکن اکثر مقامات پر عجیب مصرعے عجیب تہجیں نظر آتیں جو ایسی ہی بلکہ اُن سے کین بالاتر تہجیں کین کا تب کی اصلاح سے شعرِ سبکی کین الحاق سے مرثیہ دلی گدا اکثر بند دو دو چار چار مرثیوں میں مشترک۔ مثلاً دقرا تم کی چھٹی جلد اسمین یہ مرثیہ طبع ہوا ہے۔ ملتا ہے مرزا مرح کو حیدر کی ثنا سے "توین بند کے بعد سے جتنے بند ہیں وہ دوسرے مرثیہ (مطلع) اے مومنو کیا رتبہ ماہ رمضان ہے" میں اُنٹیشوین بند کے بعد ضم ہیں۔ اسی جلد کے تیسرے مرثیہ (مطلع) "فرد علیٰ بُرجِ امامت کا قمر ہے" میں بھی دوسرے بند کے بعد وہی بند ہیں قریب قریب ملے ایک کا تب نے یہ مصرعے دیکھ کر دین و شیر فلک مل کے دوہرے "ایک فلمی مینیس میں یوں لکھ دیا تھا "گادوں میں شکر ہے ہل کے دوہرے" اگر یاد ہو تو اس مصرع کو دنیا میں کون صحیح کر سکتا ہے۔ حقیقہ خیر ۱۲

جسین امام حسین علیہ السلام نصرا حسینی اور اہلبیت اطہار کے مدینہ سے کربلا تک سفر کا مفصل حال ہو واقعات کربلا کی تصویر بھی ہوا اور سیران اہلبیت کے ویا ر شام تک جانے زندان شام میں قید رہنے اور مدینہ میں واپسی تک کے واقعات کا موقع کھینچا گیا ہو۔ اس غرض سے قریب قریب کل مرثیے پڑھنے کا اتفاق ہوا اور آخر بحر نرج کے مرثیوں سے انتخاب شروع کیا۔ انتخاب کرتے وقت پھر یہ خیال آیا کہ اس طرح محض واقعات کی بنا پر ایک ہی بحر کے مرثیوں کے انتخاب میں بہت سے اچھے اچھے مرثیے رہ جائیں گے کیونکہ اکثر ایک ہی واقعہ ایک مرثیہ میں معمولی طور پر نظم ہوتا ہے اور وہی دوسرے مرثیے میں جسکی بجا اور مہرتی ہے اس سے بہتر طریقہ پر کہا جاتا ہے مثلاً میر تقی میر مرحوم کے یہی دو مصرعے تھابیل خوش گو کہ چکنا چھوچھوچھا اور تھابیل چپک رہا تھا ریاض رسول میں، صرف بحر کے تغیر سے مختلف مراتب فصاحت و دلربائی پر متنازع ہیں لہذا اب صورت انتخاب یہی طے پائی کہ فی الحال چودہ مرثیے منتخب کیے جائیں اور ان مرغیوں کی تصحیح پڑانے پڑانے مرثیوں سے کی جائے۔ چنانچہ استاذی جناب شیخ مظللہ العالی محترمی جناب میر فرست حسین صاحب فرست مصنف ماہ کامل و قصیر و فارسیں زید پور ارشد علامہ حضرت آج منغفور عالیجناب میر افضل حسین صاحب ثابِت رضوی لکھنوی مولف حیات و تحریرو کیل کوٹہ (راجپوتانہ) وغیرہم سے مشورہ لے کر یہ چودہ مرثیے جو اہل بیت شامل ہیں منتخب کیے گئے جناب ثابِت نے مرزا و میر مرحوم کا کچھ غیر مطبوعہ کلام بھی عنایت فرمایا اب ہر مرثیہ کی متعدد نقیص کی گئیں اور کماک کے مختلف حصوں میں جہاں جہاں محکو یہ خبر ملی کہ کسی کے پاس مرزا نے مرحوم کا کلام ہے وہ مرثیے بھیجے اور یہ استدعا کی کہ اپنے بستہ کے مرثیوں سے ان کا مقابلہ کر دیجیے بعض حضرات نے مرثیہ واپس کرنا تو درکنار خط کا جواب تک نہ دیا۔ لیکن بعض حضرات نے بعد مقابلہ وہ مرثیے واپس فرمائے حضرت فرست اور حضرت ثابِت و ظلم العالی نے اس امر میں سبک زیادہ انہماک ظاہر فرمایا جس کا میں ممنون ہوں۔ لکھنؤ میں میر نثار حسین صاحب قبلہ مرثیہ خوان شاگرد جناب آج مرحوم ابابک معمر بزرگ ہیں جناب مدوح نے مرزا و میر منغفور کو بھی سنا ہے ان کے پاس بھی کافی ذخیرہ مرثیوں کا ہے مدثرین مرثیوں کی تصحیح سید صاحب مصروف نے اپنے پڑھنے کے مرثیوں سے فرمائی خداوند عالم انکو جزائے خیر سے خود میں نے اور سید علما حسین مرحوم نے اپنے پاس کے پڑانے پڑانے مرثیوں سے مقابلہ کر کے بعض مرثیوں کی تصحیح کی۔ ان تمام مرحلوں کے طے ہو جانے کے بعد پھر حسب نظر کی تو کسی نقل میں کچھ کسی نقل میں کچھ بیان یکسوئی ملے میرے نانا نواب ہمدی علی خان مرسم (میرہ نواب شجاع الدولہ بہادر خاندن مرسل) کو مرثیہ پڑھنے کا شوق تھا اس مرحوم کے بچے میں اکثر مائتہ کے مرثیے محکو لے مرزا و میر مرحوم کے بھی سیکڑوں نقلی مرثیہ اسی ذخیرہ سے محکو دستیاب ہوئے جن میں سے اکثر میرے پاس اب تک موجود ہیں۔ حقیر جیسرہ



اب مرحلہ اس جلد کی طباعت اور اشاعت کا رہا میں نے سابقاً سید صغیر حسن صاحب شمس  
 زیدی اواسطی مالک مطبع اشاعتی دہلی کو لکھا تھا۔ انھوں نے چاہنے کا وعدہ بھی فرمایا تھا لیکن دفعۃً  
 وہ ایسے علیل ہو گئے کہ معاملہ طباعت التوا میں پڑ گیا۔ مجھ کو یہ جلدی کہ زندگی کا اعتبار کیا پھر مجھ پر  
 آزماری اور کثیر الافکار کی زندگی کا جہان تک جلد ممکن ہو یہ مجموعہ شائع ہو جائے۔ اب ایک صورت اور  
 سمجھ میں آئی وہ یہ کہ ابھی میری طرح ملک میں کلام دیر کے بہت سے شیدائی موجود ہیں جن میں سیکڑوں  
 امیر کبیر بھی ہیں۔ پھر خود میرے احباب اگر تھوڑی تھوڑی اعانت کرینگے تو یہ مجموعہ بہتر سے بہتر صورت  
 میں شائع ہو جائے گا۔ اسی گمان پر میں نے لکھنؤ میں اکثر حضرات سے عرض کیا اور بہت سے جوابی خط  
 مشہور فدا نیان مرزا صاحب مرحوم کی خدمت میں بھیجے اور کچھ عرصے اپنے بھروسہ کے احباب اور اعزہ  
 کے پاس روانہ کیے اور اس امر کا صاف طور پر اظہار کر دیا کہ بعد طباعت باذازہ اعانت جلد میں حاضر  
 خدمت کردی جائیں گی۔ لیکن لکھنؤ میں صرف محبتی سید ال رضا صاحب رتنا ایڈوکیٹ محترمی سید  
 تبصر حسین صاحب رضوی ایم اے وکیل، لواب سید ذاکر رضا صاحب رئیس مرشد آباد، سید مہدی رضا  
 صاحب متعلم شیعہ سکول اور فیض صاحب جوہر ٹک ڈپو چوک نے میری استدعا قبول فرمائی حضرات بیہنجایت  
 میں برادر محترم جناب سید علی نقی صاحب قبلہ مجسٹریٹ بیگن پٹی، اخئی محترم جناب یوسف مرزا صاحب قبلہ  
 (حیدر آباد دکن) عم محترم مرزا محمد بہادر صاحب باورچی و مجسٹریٹ ضلع کریم نگر حیدر آباد دکن  
 محبتی سید کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ایٹھ۔ برادر محترم جناب میر فرست حسین صاحب  
 فرست رئیس ندید پور، جناب میر فضل حسین صاحب ثابت وکیل کوٹہ سید اکبر مہدی صاحب پلم رئیس جروٹ۔  
 ۱۷۰ اس میں شک نہیں کہ جناب شمس باقاریہ نے بڑے بڑے قومی کام انجام دیے ہماری قوم کے بہت سے اہل قلم کے کاغذے جناب  
 سید صاحب موصوف کی وجہ سے باقی رہ گئے۔ جناب مدوح کی مجھ پر خاص عنایت ہو چنانچہ میرے مصنفہ مثنوی کی ایک جلد  
 بھی اپنے اہتمام اور اخراجات سے آپ طبع کرنے والے ہیں۔ حقیر خیر ۱۲  
 ۱۷۱ عرصہ ہوا کہ خان بہادر نواب مظفر علی خان صاحب بہادر مخلص بہادر رئیس جانشین کی تحریک سے لکھنؤ میں چھپک  
 افتتاح ہوا تھا جس میں تیس روپیہ (سہ) کے قریب چندہ فراہم ہوا مصارف جلسہ ابتدائی و طباعت سید  
 جلس وغیرہ کمال کرے میرے پاس جمع تھے۔ اس کے متعلق جتنے کاغذات تھے وہ میں نے نواب صاحب  
 موصوف کو دے دیے تھے اس چندہ میں حضرت ثنابت اور حضرت سلیم مدظلہم العالی کی رقم بھی شامل تھی  
 میں نے ان حضرات سے درخواست کی کہ وہ اب یہ رقم واپس لے لیں کیونکہ اب وہ تبرکات کا وجود  
 نہیں رہا وہ صرف احباب کا وقتی جوش تھا مگر ان حضرات نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور مجھ کو  
 اجازت دی کہ وہ رقم اس جلد کی طباعت میں صرف کردی جائے۔ حقیر خیر  
 ۱۷۲ برادر یوسف مرزا صاحب نے بھی اس کا امتحان پاس کیا پھر نظام گوشت کی طرف سے مختلف کارخانوں میں کینٹین انجمن کا

میرزا کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ایٹھ۔ برادر محترم جناب میر فرست حسین صاحب فرست رئیس ندید پور، جناب میر فضل حسین صاحب ثابت وکیل کوٹہ سید اکبر مہدی صاحب پلم رئیس جروٹ۔  
 میرزا کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ایٹھ۔ برادر محترم جناب میر فرست حسین صاحب فرست رئیس ندید پور، جناب میر فضل حسین صاحب ثابت وکیل کوٹہ سید اکبر مہدی صاحب پلم رئیس جروٹ۔  
 میرزا کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ایٹھ۔ برادر محترم جناب میر فرست حسین صاحب فرست رئیس ندید پور، جناب میر فضل حسین صاحب ثابت وکیل کوٹہ سید اکبر مہدی صاحب پلم رئیس جروٹ۔

جین کے پیسے غلط نامہ کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے احتیاطاً غلط نامہ دے دیا ہے  
ناظرین! تمکین قبل مطالعہ اگر صحت فرمالین تو بہتر ہے

ناظرین! بس میں نے بہت زحمت دی اتنا اور کہہ دوں کہ مجبوراً نثر لکھنے کا بہت کم  
اتفاق ہوتا ہے اس لیے عبارت کی ناہمواری کا قصور قابل عفو ہے۔ مجھ کو اس تہید کی ضرورت  
اس لیے اور محسوس ہوئی کہ اگر قوم کے ہر ہمارا افراد کو کسی ضروری کام میں اس قسم کی  
مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے تو وہ بہت نہ ہادین کا رساد حقیقی اُن کو ضرور کامیاب  
کرے گا۔

پروردگار! میری یہ کوشش ایسی مقبول ہو کہ مرزا دبیر مرحوم کا سب کلام اس سے  
بہتر صورت میں شائع ہو سکے فقط

حقیر سید سرفراز حسین خیر رضوی لکھنوی  
اقل ملائذہ حضرت اوج مغفود

## ایک ضروری اعلان

اس جلد کے چند نسخے اعلیٰ قسم کے آرٹ پیپر پر بھی چھاپے گئے ہیں  
قیمت فی جلد غیر مجلد ۶، مجلد ۶،

بینچر ممتاز بک انجینیئری خاص لکھنؤ

سیع مثانی کی جلدین کتب خانہ ریاض التجارت چوک لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہیں

ملا اہلی شیرازی فارسی کے مستند شاعر گزرے ہیں جن کی مشہور روئے مثل ثنوی سحر حلال ہے۔ جسکے ہر شعر میں  
دو قافیہ ہیں اور ہر شعر دو بحر و بحر میں پڑھا جاتا ہے۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اے مہمہ عالم ہر تو بے شکوہ رفعت خاک در تو پیش کوہ

قاضی سید نور اللہ شمسٹری شہید ثالثؒ نے اپنی مشہور کتاب مجالس المومنین میں ملا اہلی شیرازی کا  
ذکر خیر اچھے الفاظ میں فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شعرا و فضلا میں مشہور اور فقر و مسکنت اور  
بے اتفاقی اہل دنیا میں معروف تین۔ یہ رباعی اُن کے حُسنِ عقیدت پر دلیل قاطع ہے۔

یارب سگ کوئے مقبلی ساز مرا آئینہ ز عشق منجلی ساز مرا

اقبال جہان مرا جوئے نیست قبل مقبول محمد و علی ساز مرا

اکثر شاعروں سے ہمارے فنِ شعری وجہ سے امتیاز رکھتے۔ ہر وقت شعر کہتے تھے۔ سحر حلال ایسی لاجواب  
ثنوی کہی ہے جس کا ہر شعر دو بحر و بحر میں پڑھا جاتا ہے۔ اور ہر بیت میں دو قافیہ ہیں اور سلمان باوجی کے مشہور قصیدہ صنعتی کے  
جواب میں ایک قصیدہ میر شیر علی شیر کے نام پر لکھا تھا جس میں چند صنعتیں سلمان مذکور کے قصیدہ سے بھی  
زیادہ تھیں خود میر علی شیر نے انصاف کی داد دے کر قصیدہ سلمان سے بہتر کہا۔ دیوان اہلی کا ارباب نظر  
کی نظر میں مسلم۔ اور شعر سعدی کی چاشنی اُن کے کلام میں ہے۔ اہلی نے عمر طبعی پاکر شیرازی میں انتقال فرمایا  
سنہ نو سو سیالیس میں وصال ہوا ملا میرک مشہور شاعر نے انکی تاریخ وفات کہی تھی۔ مولوی احمد علی صاحب  
سند بلوی اور دیگر تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ وہ خواجہ حافظ و مرزا نظام دست غیبی کے پاس ایک ہی  
مستبر سے بین مہ فون ہوئے سنگ مرا پر یہ غزل کہہ رہے تھے۔

جانم بروز واقعہ پہلوئے او کنید او قبلہ من است رخِ سوئے او کنید

ملا میرک کا قطعہ تاریخ یہ ہے۔

در میان شعرا و فضلا پیر صادق و صفا بود اہلی

سال فوٹش زخو جستم و گھنت بادشاہ شہید بود اہلی

ثابت نے سچ کہا ہے۔

طبع حافظ سے نہ کم تھی طبع اہلی شعر میں مر کے بھی پہلو نشین میں حافظ شیرازی کے

ملا اہلی بس طرح نظم میں کیتاے نمان تھے۔ اسی طرح نثر میں ملا ہاشم۔ رحیدرومان تھے۔ نامہ بھی  
اتفاق سے موافق پایا۔ ہندوستان میں آکر شاہانِ منلیہ کے عہدہ جلیلہ میرنشی پریمین و سرزاد ہوئے

ہوتا تھا۔ اسکے نیچے ڈھیلا پانچامہ۔ پانچامے کے نیچے ایک جاگمہ ہمیشہ پہنے رہتے تھے ہاؤں میں گیند  
غذا۔ بڑھاپے میں۔ صرف ایک وقت دن میں نزدیک بچے نوش فرماتے۔ رات میں ایک کچھ کھا کر  
چائے پیتے تھے۔ اور جو ان کے درباری شاگرد و احباب موجود ہوتے تھے سب کو ایک ایک پیالی چائے  
کی اور ایک ایک کچھ تقسیم فرماتے تھے۔ (سحر لکھنوی)

کھانے نے کھایا ہیں کھانا جو نہ کھایا ساتھ کھایا کسی مہمان نے تو کھانا کھایا  
آخر عمر میں تپ عرقہ میں مبتلا اور صحت یاب ہونے پر غائب کو بھی حکیموں کی رائے سے کچھ دنوں کھائی پھر غلہ  
شب میں وقت ہونے کے خیال سے ترک کر دی۔ جو لوگ رات کو حاضر ہوتے تھے وہ بارہ بجے کے قریب  
اپنے اپنے گھر جاتے ادھر مرزا صاحب نامہ مشرب میں مصروف ہوتے تھے آدھی رات تک علم و فن کے چرچے  
رہتے تھے بقول ثبات لکھنوی یہ صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں نقشے یا دہیں کسی کسی محبتیں خواب پریشان ہو جاتا  
استاد علمی۔ مشہور و صحیح ہے کہ تمام کتب درسیہ معقول و منقول عربی و فارسی کی باقاعدہ مستند  
ادون سے پڑھی تھیں کتب درسی فارسی و صرف و نحو و منطق و ادب و حکمت مولوی غلام من صاحب  
فاضل مہتمم و حاضر جواب و طبیب حاذق سے اور کتب دینیہ حدیث و اصول حدیث مولوی مرزا کاظم علی صاحب  
مشہور اخباری (پیر مرزا محمد رضا صاحب برق) اور مولوی فدا علی صاحب مستند اخباری اور مولوی  
فقہ وغیرہ ملا ممدی صاحب مازندرانی محبت مستند سے پڑھی تھیں۔

ذہب۔ مرزا صاحب کے کئی استاد و مستند مستند اخباری عالم تھے۔ اسلئے بعض حضرات مرزا صاحب  
کو بھی اخباری مسلک سمجھتے تھے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک محتاط و صولی شیعہ تھے۔

فن شعر میں وہ صرف میر تقی میر صاحب ضمیر کے شاگرد تھے گوان ہما تذکرہ مذکورہ سے بہت سے  
خواجہ شعر بھی حاصل ہوئے اور فارسی کا کلام خصوصاً مثنوی و مثنوی (مختصر سہت بند ملاکاشی) حضرت  
مازندرانی مرحوم کو دکھایا تھا یہی سبب ہے کہ ہر بند کے پانچون مصرع ایک ہی شخص کے کہے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔  
وہ تمام استادوں کو نیکی سے یاد کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سید حسین صاحب لطافت مرحوم نے پوچھا حضور کو کیا  
دیکھ مرحوم سے بھی نمد تھل فرمایا۔ اگر ہوتا تو میر (خضر تھا مگر جھوٹ بولنا گناہ ہے اسلئے افسوس کہ کتاب میں  
کہ مجھے یہ خبر حاصل نہیں ہوا۔

اگر کبھی کسی شاگرد نے شاگردی سے انکار کیا تو سکوت اختیار کرتے تھے چنانچہ نواب مرزا محمد تقی صاحب  
اشتر مرثیہ گو نے جن کا بے لفظ مرثیہ ہم تمام ہر سا ہوا) ایک بھری مولیٰ مجلس میں یہ مرثیہ  
کہ بہت لوگ حقیر کو مرزا دیر کا شاگرد کہتے ہیں ان کا شاگرد نہیں ہوں اور اگر وہ خود بھی یہ ادعا کرتے

تو ان سے کہہ دیجیے گا کہ وہی میرے شاگرد ہیں رات کے معمولی جلسہ میں جو زمانہ شاہی بین ۵۰-۶۰ آدمی سے کم نہوتا تھا بہت سے احباب اور شاگردوں نے بالاتفاق یہ ذکر کیا۔ سب کی سن کر یہ مصرع کہہ یا ۵ شاگرد ہوں سحر کا سب استاد ہیں مرے۔

حیات ترقی

مرزا صاحب کی شاعری تحصیل علم۔ مرثیہ گوئی۔ عمر عناصر اربع کی طرح ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہی۔ ذہین و ذکی بالطبع تھے اور اس پر طرہ یہ کہ حافظہ بہت قوی تھا۔ جوانی میں ہی اس قدر شہرت ترقی ہوئی کہ بجائے چار مشہور مرثیہ گوئیوں ضمیر۔ خلیق۔ دلگیر۔ فصیح کے (مع و سیر) بانچن مانے جانے لگے جس ٹی پی کو جو گزشتہ کہتے تھے گویا اب اسکو بچ گزشتہ کہنے لگے، شاعری کو خدا داد ہانت و علم نے علم کو علم نے۔ حلم کو تقویٰ اور حسن خلق و انکسار و ہمان نوازی نے چمکا یا اللہ اس علی دین صلوٰۃ مشہور و مستند حملہ ہے۔ بادشاہ (یعنی نواب) اور وہ شیعہ مذہب رکھتے تھے۔ اسی کے پیر تو پیر وہاں کے سنی و صوفی بلکہ ہندو تک وہاں تقویہ دار تھے۔ مجالس عزاء و گرامری (اور حسن عقائد سے ہوتی تھیں کہ دیکھنے والے کو حیرت ہو۔ غزل گوئی لکھنؤ میں معراج کمال پر پہنچ چکی تھی۔ مگر مرثیہ گوئی نے اسکو اس قدر دبا دیا اور پیچھے ہٹا یا کہ مشہور مثل: بگڑا شاعر مرثیہ گوئی، غلط ثابت ہوئی۔ بعض مشاق غزل گوئی استادوں مثل مرزا محمدی صاحب قبول و میر علی اوسط صاحب رشک و اسیر مرحوم و امانت معفود نے خوب خوب مرثیہ و سلام کہے۔ مگر وہ مقبولیت نہ ہو سکی جو مرزا صاحب کو منجانب انشد تھی۔ بقول حافظ شیرازی۔ قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است۔

شاعر و ن کا فر مرغ اکثر بادشاہوں اور امیروں کی بدولت ہوا کیا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو جو کچھ ترقی و عزت ملی وہ مجھ و آل محمد اور شہداء کے بلا کی بدولت تھی کسی امیر یا بادشاہ کی دربارداری انھوں نے نہیں کی بلکہ اکثر امیر و عالم و شاعر ان کے رات کے دربار میں حاضر ہو کر فرائد اٹھا اٹھا کر کامل و مستند ہو گئے ان میں سے مولوی علی میان صاحب کامل۔ اور نواب مرزا صاحب متوق۔ اور میر علی محمد صاحب شاد مرحوم عظیم آبادی اور منشی میر مغفور۔ میر ذکی بگرامی اور منشی دریا شنکر کریمان صاحب مشہور غزل گو لکھنؤی

ان کی بگرامی کے مرثیہ اور زبان و طرز بیان میر انیس مرحوم سے بہت متاثر ہے۔ سب میر صاحب حیدر آبادی میں پہلی مجلس پر ایک نصیبدار میر منبر لوے ہائے رکی۔ انھیں کے ہیلو میں میرزا حسین شمشیر اور شکر افغان صاحب قید۔ دونوں تلامذہ دہلی تھے ہوتے تھے ان سے خطاب کر کے میر صاحب بولے۔ کیون صاحب لکھنؤ میں مرزا صاحب کے کوئی حقیقہ مقابل نہ کی کو بھی سمجھتا جو دونوں بولے حضور میں اندک کی تو درحقیقت شمشیر کے شاگرد ہیں ایک۔ دو مرثیہ مرزا صاحب کو بھی ضرور دیکھا ہے ان کی کے ایک شاگرد نواب شتاق مرحوم لکھنؤ میں تھے جن کے بہت سے کامل شاگرد ہیں ۱۲

(جو پہلے موجی رام موجی شاگرد مصحفی کے شاگرد تھے یہ بھی درباری مرزا صاحب کے تھے) اور ان کی غزلیں  
 اور باب نشاط مجلس شادی میں رات دن گاتے ہیں اور جن کا ایک مشہور شعر ہے ۵  
 خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہے  
 چنانچہ خود ایک مرثیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں ۵

خافانی و فرووسی و سعدی و نظامی شامون کی مدد سے ہوئے آفاق میں نامی  
 عباس ہیں اس بندہ درگاہ کے حامی دنیا ہے سخن لکھ کے مجھے خط عثمانی  
 ہیں دوہی دربار میں نہیں ایک کیک شکم منبر مری جاگیر مقام اس کا خاک ہے  
 مرزا صاحب کا شاہ اول اودھ نے بلو اکرم مرثیہ سنا۔ اُسکی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب کا شہرہ کلام  
 و کمال سن کر پہلے بادشاہ اودھ مرزا غازی الدین حیدر مرحوم نے جو بدھ بھیج کر اپنے عز خانہ میں مرثیہ پڑھنے  
 کو بلوایا۔ مرزا حسب معمول پنس میں سوار ہو کر اپنے معمولی لباس میں پہنچے۔ عز خانہ میں بادشاہ بیٹھ  
 بیٹھے ہوئے تھے، ابو سلام لینے کے مرثیہ پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ مرزا صاحب منبر پر چا کر حمد و ثناء میں  
 ایک ایک رباعی پڑھ کر یہ بندہ سدس کا پڑھا جو فی البدیہہ راہ میں کہہ لیا تھا ۵

موجب ہے حمد و شکر جناب الہ میں فضل خدا سے آیا ہوں کس بارگاہ میں  
 مجھ سا گدا اور انجمن بادشاہ میں چرچا یہ لوگ کرتے ہیں اسوقت راہ میں  
 ذرے پہ چشم ہر ہے ہر منیر کو حضرت نے آج یاد کیا ہے و جب کو  
 پھر مرثیہ پڑھا جو اُسی زمانے میں کہا تھا۔ ۵ داغ غم حسین میں کیا آب و تاب ہے۔  
 جب مرثیہ میں اس مقام پر پہنچے کہ جناب سکینہ امام حسینؑ کی چار برس کی صاحبزادی نے یزیدؑ  
 اُسکے لشکر کے ظلم کی روداد بیان کر کے فریاد کی ہے اور داد چاہی ہے تو بادشاہ موصوف چھین مار مار کر  
 بے اختیار رونے لگے۔ وہ بند یہ ہے ۵

جب روزہ کبریٰ کی عدالت کھائے گا جیسا کہ بادشاہوں کو پہلے بلائے گا  
 انصاف و عدل ان سے بہت پوچھا جائیگا تو آج داد دینے کی کل داد پائے گا  
 گل کر دیا ہے دونوں جہاں کے چرخ کو لوٹا ہے تیرے عہد میں نہ ہر کے باغ کو  
 بادشاہ نے خراج ہر کے ذریعہ سے مرزا صاحب سے یہ بند دوبارہ پڑھوایا۔ یہ بند گو یا زمانہ عہد  
 ہو گیا۔ مرزا صاحب کو مرثیہ پڑھ کر چلے آئے۔ مگر بادشاہ کو دلت بھر خوف خدا سے نیند نہ آئی۔ بار بار کہتے تھے  
 کہ خدا نے مجھے بھی بادشاہ کیا ہے مجھ سے بھی سخت باز پرس ہوگی۔ دیکھیے میری غفلت مجھے کیا دکھائی ہے

شاہ اول  
 نے مرزا صاحب  
 کو بلوایا  
 تھا

سویسے مستند الدولہ آغا میر وزیر کو انصاف کے بارہ میں بہت تاکید فرمائی۔ یہ مرثیہ دفتر قائم کی پہلی جلد میں چھپ چکا ہے۔

مرزا صاحب کا کمال ہر موقع پر ظاہر ہے۔ بادشاہ کی وجہ کی ہے تو کس انداز سے کہ اس میں بھی خدا کی حمد اور شکر ہے۔ اور سچی بات نظم کی ہے کہ جب لوگوں نے سنا ہوگا کہ بادشاہ نے مرزا صاحب کو یاد فرمایا ہے تو ضرور چرچا کرتے ہوں گے۔

مرزا کی شہرت زمانہ مذکور میں ہونے کی ایک دلیل روشن فسانہ عجائب کی عبارت بھی ہے۔ یہ بات ظاہر جیسا کہ خود مرزا سرور نے لکھا ہے کہ فسانہ عجائب اُنھوں نے غازی الدین حیدر شاہ اول اودھ کے زمانہ میں لکھنا شروع کیا۔ اور محمد نصیر الدین حیدر بادشاہ ثانی میں وہ اختتام کو پہنچا۔ چنانچہ سرور کا مشہور مصرع ہے یہ نصیر الدین حیدر بادشاہ سے لکھنؤ۔ عہد مذکور میں جن مرثیہ گوئیوں کو شہرت ہو چکی تھی ان سب کے نام ایک تلمیح کے ساتھ سرور نے لیے ہیں۔ اصل مع و ثنا تو وہ دلیگیر مرحوم کی فرماتے ہیں۔ کہ جن سے سرور کو بہت محبت تھی۔ سرور پر کچھ سرفروز نہیں اس زمانے کے اکثر شعرا مستند اور اہل کمال دلیگیر سے بہت محبت رکھتے تھے۔ خود مرزا دتیر اور شیخ ناسخ۔ استاد دلیگیر کو بھی دلیگیر سے کمال اتحاد تھا۔ چنانچہ ناسخ کا یہ مشہور مصرع ہے سرور کو بہت محبت مستند ایسے زمانے میں کہاں ہوتے ہیں آپ دلیگیر سے ناسخ جو ہے دلیگیر حب ما

یہ مقطع اس زمانے میں کہا تھا جب ناسخ۔ الام بادی مقیم تھے۔ دلیگیر عجب وسیع الاخلاق نیک نہاد بزرگ تھے۔ ہر کیفیت وہ عبارت یہ ہے۔ مرثیہ گوے نظیر میان دلیگیر صاف باطن۔ نیک ضمیر خلیق فصیح۔ مرد مسکین کرواہات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا۔ اللہ کے کرم سے ناظم غرب۔ دتیر مرغوب۔ سکندر طاعن بصورت کلا بادا حستان اہل دول کا نہ اٹھا پایا۔ اس میں سطر کی عبارت میں دس مرثیہ گوئیوں کے نام لے دیے جو اس زمانہ تک گزرے یا موجود تھے۔ اس میں سے پیر دتیر کا نام موجود ہے۔

میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ مرزا صاحب کے بزرگوں میں بعض شاہزادگان دہلی کے استاد تھے۔ شاید ہی رعایت سے یا مرزا صاحب کے کمال ذاتی کی وجہ سے اودھ کے اکثر نواب زادے اور شہزادے مرزا صاحب کے شاگرد ہوئے ان میں سے نواب اقتدار الدولہ مستقیم الملک مرزا کلب علیخان ارسلان جنگ۔ نواب جلوت علیخان صوبہ اودھ کے فرزند۔ اور مرزا غازی الدین حیدر اول شاہ اودھ اور مرزا محمد علی شاہ سوم شاہ لکھنؤ کے بھائی تھے جن کا مفصل حال تذکرہ دربار حسین میں صفحہ ۱۱ پر آئے ہوئے نواب تھانی حسین خان صاحب ٹرسٹی حسین آباد لکھنؤ کے حوالہ سے درج ہے نواب اقتدار الدولہ مرزا صاحب کے عمر میں بڑے تھے کہ ان کی سالانہ کی ولادت ہے۔ اور جمع کمالات تھے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملک میں انگریزوں کی بہت کم تھی۔

انھوں نے عربی و فارسی کے علاوہ انگریزی بھی پڑھی تھی۔ شیخ و تعلق دونوں خطوں کے باقاعدہ خوشنویس بھی تھے۔ پیرنازی - تفنگ بازی و شمشیر بازی و شوساری - بیچ بہادر مرہٹہ و دلیل خان دکنی سے حاصل کی تھی سین و انتظار تخلص کرتے تھے یہ

دوسرے نواب ممتاز الدولہ تیسرے نواب والا قدر شہزادہ اودھ عرف نواب وزیر مرزا صاحب عجم جو بھاکھا میں ٹھہری ملا جواب کہتے تھے جبکہ نام سے لکھنؤ چینی بازار میں ایک سڑک آج تک موجود ہے جسکو والا قدر روٹ کہتے ہیں (ان کا حال بھی تذکرہ دربار حسین صفحہ ۷۰۱ پر ہے) چوتھی ملکہ زمانی زوجہ محترمہ نواب نصیر الدین حیدر شاہ دوم اودھ - پانچویں انکی صاحبزادی نواب ممتاز الدولہ مرحوم کی زوجہ سلطان عالیہ سلطان تخلص چھٹی حاجی بیگم صاحبہ دختر محمد علی شاہ - (شاہ سوم اودھ)

مرزا صاحب کے در دولت پر بڑے بڑے شہزادے اور حکام اور اہل علم حاضر ہوتے تھے۔ اہل حاجت کی حاجت دوائی کو مرزا صاحب سب بڑی عبادت اور فرض انسانی سمجھتے تھے جسکی ہزاروں حکمتیں مشہور ہیں۔ میر ضمیر مرحوم سے کس طرح لوگوں نے بگڑوا دی۔ اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب مرزا صاحب کے کمال کی شہرت ہوئی تو حاسدوں کے دل میں آتش رشک بھڑکی۔ مرزا صاحب خود صاف دل تھے کسی کو اپنا دشمن نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ خود فرماتے ہیں۔

حاسد کو ہے بیچ و تاب کیوں سچ کی شکل بان شل حباب کچھ نہیں ہے دل میں بعض شاگردان میر ضمیر صاحب جو پہلے کے شاگرد ہو کر مرزا صاحب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ فکر کی کہ استاد شاگرد میں بگڑو و مرزا صاحب بے اصلاحی کلام پڑھیں قلمی کھلے۔ لوگوں کو اعتراض کا موقع لگے۔

لکھنؤ کے ایک مشہور دریادل امیر نواب افتخار الدولہ کے بیان ماہ رمضان میں شہنشاہ کی مجلسین (۱۹-۲۰-۲۱ کو) پڑی دعوم و معام اور اہتمام سے ہوا کرتی تھیں اور دونوں استاد و شاگرد بٹھا کرتے

اسے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں کی صحبت میں مرزا صاحب بھی ان فنون جنگ میں ہمارے یاد گرفت پیدا کی تھی یا پھر ایک بزرگ ناقل تھے کہ ایک روز مرزا صاحب محلات شاہی کے دفتر سے نکل کر آتے تھے کہ ایک ہاتھی مست بھاگا ہوا آباہر زہارٹ اُسکو زہنی طرف آتا ہوا دیکھا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ اور سب آدمی اُسکے غوث سے بھاگ بھاگ کر چھپ گئے ہیں دہریہ کمال یہ تھا کہ حواس بجا رہے برابر چہوڑ رہا تھا اسپر کچھ برچھے رکھے ہوئے تھے چہوڑ پر چڑھ کر ایک برج چھایا۔ اور جب وہ ہاتھی قریب آیا۔ تو وہیں سے اُسکی متکیر اس طرح تاک کر ادا کہ ہاتھی چھٹا ڈاکر چال گیا۔ اُس دن لوگوں کو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ان فنون جنگ میں بھی دخل رکھتے ہیں۔ تاہم ۱۱

شاہزادہ کی  
شہرت و شہرت  
کا سلسلہ  
میں مرزا صاحب  
سے روایت کی  
کی کیفیت

بھاکھا میں  
مرزا صاحب  
کی صحبت میں  
بھی ہوا ہے



تھے۔ ۱۹ روپے کو نواب موصوف نے دونوں صاحبوں سے نئے مرثیے پڑھنے کی فرمائش کی۔ جواہر بین و نون صاحبوں نے انشاء اللہ و بشرط فرصت۔ کے الفاظ کہے۔ مرزا صاحب کی مشتق سخن بڑھی ہوئی تھی۔ بات بھرتی میں مرتبہ کہہ کر میرے میر خیم صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ ذرہ ہے آفتاب بہ ترازو کا۔ پوچھا حضور نے بھی کچھ فکر فرمائی۔ جواب ملا کہ مجھ کو اتنی فرصت کہاں پہلے کے ایک مرثیہ میں چند بند نئے لکھ کر لگائے ہیں۔ وہی پڑھ دوں گا۔ مرزا صاحب کے مرثیہ کو پڑھ کر استاد نے بہت پسند کیا اسکی زبان سلیس۔ بندش چست طرز بیان و لکش۔ شوکت الفاظ مؤثر تھے۔ مرثیہ کی بہت تعریف کی۔ مرزا صاحب یہ سب حضور کا صدقہ ہے۔ میں کس قابل ہوں۔ اسے کل حضور ہی پڑھیں۔ میں کچھ عذر کر دوں گا۔ میر خیم صاحب۔ نہیں میر صاحب۔ یہ تم ہی پڑھو۔ میر عابد علی صاحب بشیر بھی انھیں حاسدوں میں سے تھے۔ بولے میں مرزا صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔ بے شک یہ نامناسب ہے کہ شاگردیہ۔ اور استاد پڑانا مرثیہ پڑھے۔

میر خیم صاحب۔ او میر صاحب السی باتیں میرے ذہن میں نہیں ہیں خیر تم کہتے ہو تو یوں ہی سمی۔ پھر ایک مرثیہ مرثیہ کو دیکھ کر بولے اور میر کا ٹکڑا فضائل کا تم پڑھو اخیر کا حصہ مساب کا میں پڑھوں گا۔ میرزا صاحب۔ بہت خوب جہاں تک استاد نے حکم دیا تھا وہ ورق پھاڑ لیے باقی مرثیہ وہیں چھوڑ آئے۔ ۲۰ کو انفقہ الدنہ نے اول مرزا صاحب سے عرض کی کہ الکریم اذا وعد وفا (کریم وعدہ کو پورا کرتا) نیا مرثیہ پڑھیے۔ انھوں نے جواب میں کہا کہ جناب استاد قبلہ کا نیا مرثیہ ہے نصف میں نصف استاد پڑھیں گے۔ یہ لکھ کر منبر پر گئے ان کا معمول تھا کہ فاتحہ لکھ کر دیر تک سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ اتنی دیر میں بغیر مذکور سے میر خیم صاحب کے کان میں کہا کہ دل کا ٹکڑا بہت چست۔ اور اخیر کا سست ہے۔ میں مرزا صاحب کو منع کیے دیتا ہوں کہ یہ مرثیہ نہ پڑھیں اور کوئی پڑھ دین۔ میر صاحب نے جواب دیا اب یہ مناسبت نہیں مگر یہ کہتے تھے مرزا صاحب کو پہلے ہی آئیکم کے اشارہ سے منع کر چکے تھے وہ منبر پر چپ چاپ کچھ پڑھ رہے ہیں مجلس تصویر حیرت تہی ہوئی ہے کہ بشیر نے قریب منبر پہنچ کر مرزا صاحب کے کان کے پاس اپنے مونڈ لیا کر آہستہ آہستہ کہا۔ استاد فرماتے ہیں تم یہ مرثیہ نہ پڑھو کوئی اور مرثیہ پڑھ دو۔ مرزا صاحب۔ میں اور کوئی مرثیہ نہیں لایا۔ اگر اُمی استاد کی جی مرضی ہے تو وہ خود مجھے آئیکم سے اشارہ فرما دیں میں ربا عیان پڑھ کر منبر سے اتر آؤنگا تھا۔ رے کہنے کا مجھے اعتنا نہیں انھوں نے جا کر میر صاحب کے کمرے یا سلامت علی کہتے ہیں آج ہی تو مجھ کو استاد کا اتنا بیخوش ہے۔ دیکھو میں میرے بعد وہ کیا کرتے ہیں۔ میر صاحب یہ سن کر آگ بگولہ ہو گئے۔ دھر مرزا صاحب بار بار استاد کا منہ دیکھتے ہیں وہاں غارہ کیسا برا فرد شکلی کے سب سے سزاوار ہو ہی ناچار مرزا صاحب نے چند ربا عیان پڑھ کر وہی مرثیہ پڑھا سجانا بشر

واہ واہ صل علی کے نعروں سے تمام مجلس گنج و بختی۔ جہاں تک حکم تھا پڑھے آگے نہ بڑھے۔ منبر سے کامیاب اترے۔ میر تقی میر تشریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھ کر اور یہ فرما کر کہ یہ مرثیہ انصاری ہے۔ کسی پرانے مرثیہ کے چند بند اور نشر کے چند فقرے پڑھ کر منبر سے اتر آئے۔ مجلس کے بعد دو خلعت آئے۔ میر صاحب نے اپنے خلعت پر ٹھوکر مار کر فرمایا لے جاؤ۔ اور دوسرا کھڑا ہوئے یہ اہل کمال کی تازہ دریاں ایسے ایسے امیر کبیر کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے اپنا خلعت یہ لکھو واپس کر دیا کہ جو استاد کے فائدے پر اپنے فائدے کو مقدم رکھتے وہ ملعون ہے۔

اب زمانے نے دوسرا رنگ بدلا۔ مرزا صاحب نے اصلاحی نئے مرثیے کہ لکھ پڑھنا شروع کر دیے۔ ہر مہینہ میں ایک یا دو مرثیہ کہتے اور پڑھتے تھے۔ میر تقی میر صاحب کے شاگردوں کا ایک جتنا تھا جو ہر مرثیہ کو سن کر ۱۰-۲۰ ضرور اعتراض کرتا تھا۔ میر کلوعرش میر تقی میر کے فرزند رشید کو بعض ناسخ والوں نے کہہ دیا تھا کہ ناسخ سے اصلاح لے چکے ہیں۔ یہ اہتمام عرش کے شاگردوں کو عموماً۔ اور ایک خاص شاگرد آغا ابو تراب خان (جو کٹر لکھنؤ میں ہے) خصوصاً سخت ناگوار ہوا۔ آغا صاحب نے اپنا تخلص (بھیندہ فعل تفضیل ناسخ کے مقابلہ پر) نسخ رکھا اور اعتراض کی بوچھاڑ کر دی۔ ناسخ کے اس مشہور مقبول مطلع پر ہے

مراسیہ ہے مشرق آفتاب و افق ہجران کا      مطلع صبح محشر جگ ہے میرے گریبان کا  
یہ اعتراض تھا کہ مصرع میں مشرق تھا تو دوسرے میں بجائے طلوع۔ مطلع لانا چاہیے تھا۔ ان نسخ کو بھی دبیر مرحوم کے مخالفوں نے ملا لیا تھا۔ افسوس تمام اعتراضات معلوم نہ ہو سکے ورنہ لکھتا۔ معترض اگر نیک نیتی سے بیجا اعتراض کرے تو اس سے نقصان کم فائدہ زیادہ ہوتے ہیں قبول ثابت۔ ۵

خدا در انداز کرے عمر عیب بینوں کی      ہرمان کی شمع سے راہ صواب دیکھتے ہیں  
مرزا صاحب ۱۱ دین کو مجلس کر کے اپنے گھر میں نیا مرثیہ پڑھتے تھے اُدھر میر تقی میر کے شاگردوں نے ۱۳ دین کو ایک مجلس مقابلہ پر مقرر کی۔ میر تقی میر کے ایک شاگرد شہرت تخلص نیا مرثیہ پڑھتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں خود میر تقی میر کہہ دیتے تھے۔ سکر شہرت کو شہرت نہو نا تھی نہوئی۔ اور مرزا صاحب کو روز بروز ترستی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ خود شاہ اودھ و اجد علی شاہ اختر مرحوم اور وزیر لودھ نواب علی نقی خان مرحوم مرزا صاحب کے کلام کو دل سے پسند کرنے لگے۔ اسی زمانے میں حضور عالم نواب علی نقی خان مرحوم نے ایک بہت بڑی مجلس کی تھی۔ جس میں مرزا صاحب نے یہ مرثیہ پڑھا تھا ۱۷ عرش برین تیرے ستاروں کے تصدق۔ میر تقی میر مرحوم بھی موجود تھے۔ حضور عالم نے جب ایک موقع پر بہت تعریف کی۔ تو مرزا صاحب نے میر تقی میر صاحب کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے آواز بلند کہا کہ یہ سب فیض و تصدق جناب استاد کا ہے۔ لہذا ختم مجلس میر تقی میر مرحوم نے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لگا یا۔ اور اصل واقعہ سن کر میر عبد علی بشیر نے ناراض ہو کر لوٹے اب یہ شخص اس قابل نہیں ہے کہ ہمارے

مرزا صاحب نے  
یہ اصلاحی ناسخ  
کو سن کر  
بہت ناگوار  
ہوا۔

یہاں آئے مرزا صاحب نے انکی بھی خطا معاف کرائی۔ اور پھر میرٹھ صاحب مرحوم کے گھر کی ماسواہری مجلس میں اے معالیٰ خان لکھنؤ میں مرزا صاحب انتقال میں میرٹھ مرحوم تک برابر پڑھتے رہے میرٹھ صاحب ظہیر مولف تنقید آب حیات جو تقسیم تبرک اس مجلس میں کرتے تھے وہی اس واقعہ کے راوی و ناقل ہیں اسی زمانہ میں جب تمام پیر بمبائی مرزا صاحب کے مخالف ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب نے میرٹھ بھی کہا تھا سہ بانو کے غیر خواہ کو تہتم سے پیاس ہے۔ اس مرثیہ کی بہت شہرت ہوئی اور آج بھی ان کے مخالفین تک اسکو پڑھکر مرزا صاحب کی فضیلت و افضلیت کا اقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی شبلی صاحب بھی موازنہ کے صفحہ ۲۴۹ پر اس کے چند بند اس تمہید سے لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کو میرٹھ صاحب نے آج تک نئے نئے پیرایوں میں لوگوں نے ادا کیا میرٹھ صاحب نے مختلف مرثیوں میں یہ واقعہ لکھا اور یہ واقعہ تمام درقات کر بلا میں نہایت درد انگیز ہے مگر مرزا دہیر نے جس باغیت سے یہ مضمون ادا کیا ہے اور جو درد انگیز سامان دکھایا ہے وہ میرٹھ صاحب یا اور کسی سے آج تک ادا نہ ہو سکا۔ یہ خدا کی شان اور توفیق جبری تھی کہ مولوی شبلی صاحب کی زبان قلم سے بے اختیار ایسے کلمے نکل گئے ورنہ یہ مولوی شبلی صاحب وہ بزرگ ہیں جو موازنہ میں جا بجا لکھتے آئے ہیں کہ مرزا صاحب کے کلام کو باغیت چھو بھی نہیں گئی۔ اس کے کلام میں بلاغت کا خائبہ بھی نہیں ہے۔ تمام اہل کمال کے اس مقولہ کو کہ مرزا صاحب کا کلام بلیغ زیادہ ہے مولوی صاحب جھٹلاتے جھٹلاتے اخیر پر انہی آپ تکذیب کرنے لگے مقولہ مستور سچ ہے الفضل ماشہوت بہ اعداء صغ دشمن بھی شہادت دیں فضیلت ہے تو یہ ہے۔ اس مرثیہ کے مقطع میں اس نامہ کی بابت کی مرزا صاحب یوں تصویر کھینچ کر اپنے آئینہ دل کی صفائی کو مہرہتے ہیں۔

برعکس ہے کوئی تو کوئی برضلان جو آئینہ دل اپنا ہر اک رو سے صاف ہے

مرزا صاحب مرحوم کا سکہ اس زمانے کے شعرا و ستارہ اور اہل کمال کے دہون پر ایسا پڑا تھا کہ ہر شخص مباح و ناجائز مجالس وغیرہ میں جانے سے اکثر یہ ہیز کرتے تھے البتہ اپنے شاگرد و تابعین علی شان ارتقا کی مجال میں مرزا صاحب کو شہنشاہ تھے اور شوق سے سن کر دودیتے تھے ہاں آخری زمانے میں وہ سرور بڑے بڑے مشاعرہ وین بھی نہ آتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جوانی میں کتنے کھا گئے تھے جس سے استلج قلب ہوتا تھا اور بڑے جمیع میں بیٹھنے سے گھبراتے تھے۔ مگر جب بھی مرزا صاحب کے بعض مرثیے اور بعض بند ان کے شاگردوں سے گھر پر پڑھوا کر سناتے تھے لوگ کہتے ہیں میرٹھ سے اور ان سے چشمک تھی۔ ایسے کبھی کہہ تھے تھے ہاں ایسا دہن۔ اور میرٹھ کا شاگرد مرزا صاحب سے جب کوئی یہ مقولہ ذکر کرتا۔ تو وہ فرماتے۔ کہ ہمارے استاد سے شیخ صاحب کو کیا نسبت ہے نسبت حاکم لا با عالم پاک۔ زمانہ خلافت میں بھی کبھی استاد کی

مرزا صاحب کا  
مرثیہ  
میں  
میں  
میں

تفصیل سننے کے رواد اور ہوسے۔

۳ قش مرحوم کی نسبت شان دل خواں میں منشی اسماعیل حسین صاحب منیر مرحوم لکھتے ہیں کہ جب عبد فریاد جاہ  
مجد علی شاہ شہید احمدی مرزا صاحب نے پہلے پہل یہ مثنوی پڑھا تھا اسے کوہ قیم پر جو علی کا گرز مولد تو مرزا صاحب  
کے سننے کو خواجہ حمید علی قش مرحوم بھی صنعت پیری و نابینائی کے عالم میں آئے تھے بعض لطیف مضامین  
عالیہ و رناؤک خیالیان سن سن کر مجلس بکا کر آتش مرحوم کہتے تھے کہ ارے میان اگر ایسے مضامین کہو گے  
تو تم مر جاؤ گے یا خون تھو کو گے۔ امر او ر و سائے ناواقف یہ کلمہ سن کر نہایت کہتے تھے کہ یہ بوڑھا آدمی  
کون ہے جو ایسے کلمات خلاف شان مرزا صاحب سے ایسی بے باکی سے کہتا ہے اور منبر پر مرزا صاحب  
آواز بند تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ بعد مجلس ایک صاحب دولت و شتم نے ناچار ہو کر مرزا صاحب کو بوجھا کہ یہ  
پیر شکستہ حال سا کون ہے۔ جب مرزا صاحب نے سمجھا دیا کہ یہ حضرت آتش غزل کے استاد و بگاہ ہیں  
خود خواجہ آتش نے ایک زمانہ میں مضامین کہنے میں سخت محنت کی تھی تو غول آسنے لگا تھا۔ دہی اپنا تجربہ  
قرار ہے تھے۔

مرزا صاحب غزل میں آتش کا رنگ لکھتے والوں میں اور غالب کا۔ دہلی والوں میں بہت  
پسند کرتے تھے۔ بالین ہمہ کبھی کسی دوسرے استاد کو کلمات ناسنراتے یاد نہ کرتے تھے ایک اور  
کمال ان میں یہ تھا کہ اگر کفایت بھی کوئی مصرع ہوتا تھا تو سمجھ جاتے تھے اور جس استاد کا وہ مصرع یا  
شاعر ہوتا تھا اسی کی نظیر میں نظم بنا کر اسکو چپ کر دیتے تھے۔ چنانچہ نواب مرزا صاحب شوق  
صاحب ثنوی درہم عشق وغیرہ نے جو مرزا صاحب کے دربار میں اکثر شب کو آیا کرتے تھے۔ ایک مجلس میں  
یہ مصرع سن کر ۵ صندوق مشرقی سے نکالی کتاب صبح۔ حریت ادب سے کہا کہ حضور اسے پھر عنایت  
فرمائیں۔ مرزا صاحب نے دوبارہ مصرع پڑھ کر فرمایا کہ یہ مصرع یوں بھی ہو سکتا ہے ۵ صندوق آسمان  
سے نکالی کتاب صبح۔ مگر مجھے مشرقی پسند ہے۔ رات کو جب شوق صاحب آئے تو کہا آپ کو یہ بھی  
معلوم ہے کہ جو مصرع آپ نے مدباہہ پڑھ دیا تھا اس میں مجھے مشرقی کیوں پسند ہے وہ بولے۔ نہیں  
حضور۔ فرمایا اس لیے کہ ایسے الفاظ ترکیبی آپ کے استاد و جناب آتش کو پسند ہیں وہ فرماتے ہیں ۵  
ہم بھی کشتہ نری نیرنگی کے ہیں یاد رہے اور زمانے کی طرح رنگ بدسنے والے

پھر فرمایا مجھے منبر پر بھی یہ شعر یاد تھا مگر میں نے عمدہ نہ پڑھا کہ شاید کوئی شخص حضرت آتش کی توہین کا پہلو  
یہ لکھ رکھ لے کہ اس شعر میں نیرنگ بیت اچھی طرح آسکتا تھا۔ پھر صنعت نے نیرنگی کیون باندھا جس میں  
غنائی بھی موتی ہے۔ مرزا صاحب مرحوم نے معذرت کی کہ یوں ہی میرے دل میں آگئی تھی جو میں نے یہ مصرع حضور پڑھا



صاحب نواب والا قدر شہزادہ اودھ جو بھاکا کے مستند شاعر نے جاتے ہیں ان کو بھاکا میں اصلاح دینے تھے۔ ایک ان میں یہ بھی کمال تھا کہ جس رنگ کی طبیعت شاگرد کی ہوتی تھی اسی طرز کی اسکو اصلاح دیتے تھے۔ چنانچہ اپنے بڑے بھائی مرزا غلام محمد صاحب نظر کے کلام پر اصلاح دینے میں ویسے الفاظ بنا دیتے تھے جو گویا زبانِ انیس مغفور کے سمجھے جاتے تھے اور جن سے خود مرزا صاحب اپنی تصنیف میں بچتے تھے۔ جیسے

نہ بے پر کڑیل جوان وغیرہ

شیخ گوہر علی صاحب مشیر مرحوم کے ہر بیوی میں ویسے بازاری عیادے اور الفاظ رکھتے تھے جو ہر بیوی کی شان کے خلاف ہیں آج مزاحیہ کلام ان کا علیحدہ نہیں ملتا اس کا سبب شاید یہ ہو کہ اس کا کلام سب مشیر مرحوم کو خف یا تھا ہزاروں عیادے ہر بیوی میں ایسے نظم کیے ہیں جو اور کسی شاعر کے کلام میں نہ ملین گے۔

نواب شہید سید اسد علی صاحب بتین کے نوحہ میں ایسے مسکبی الفاظ رکھتے تھے جو خاص نوحہ کے واسطے نہ بیا ہیں یہی وجہ ہے کہ متین کے نوے اپنے طرز میں بے مثل ہیں۔ نواب شہید مدح اور مشیر شہزادہ ایک ہی دن مرزا صاحب کے شاگرد ہوئے تھے۔ مگر مشیر کی طبیعت ہر سہ کے لیے موزوں پائی اور متین مغفور کو نوحہ کرنے کے قابل پایا۔ دونوں کو ایک ایک ڈھڑے پر لگا دیا۔

یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ مرزا صاحب کے شاگردوں میں سے جو دوسرے شہزادوں یا دیہات کے رہنے والے ہیں وہ اپنی اپنی سستی یا شہر میں قابل تقلید کامل مانے جاتے ہیں۔ مولوی نغیر حسین صاحب عظیم۔ مولانا شاد عظیم آبادی و صفیر بلگرامی و خان بہادری اس لیے ڈپٹی سید اولاد حسین صاحب صاحب پیر سری اور مولوی اسد علی صاحب صفیر۔ اور نواب بتین اور حکیم قدیر اللہ سید محمد علی صاحب قدیر پوٹو ظہر ہمدی صاحب اٹیم جہولوی مولوی غلام عباس صاحب مترا اور میرزا کی بلگرامی اپنی اپنی سستی اور شہر میں نہایت معزز اور قابل تقلید مانے جاتے ہیں تفصیل اسکی آپ کو تذکرہ دربار حسین معلوم ہوگی۔

خط۔ مرزا صاحب عموماً جس کسی کو خط لکھتے تھے فارسی میں لکھتے تھے۔ وہ خط شفیقا عمدہ اور جلد لکھتے تھے۔ مگر اس زمانہ کی روش کے موافق حروف پر نقطے بہت کم لگاتے تھے۔ اسکا نمونہ حیات دہیر کے صفحہ ۴۹ پر چھپا ہے جس میں ایک جگہ کاپی نویس نے اس مصرع میں تغیر کر دیا ہے۔ طختہ دیتے تھے سلح ساز کہ اسے قوم دخل۔ لفظ سلح کو صلح (صدا سے) لکھ دیا ہے۔

جناب حاجی محمد جعفر عرنہ پیارے صاحب نفس آبادی نے برف حیات دہیر کو مرزا صاحب کے خط کا نمونہ حیات دہیر میں دیکھ کر لکھا تھا کہ میرے والد ماجد مرحوم (نواب حکیم سید محمد علی خان عرف نواب ولہا صاحب

ہر بیوی میں اصلاح کا طریقہ

نویں سید اسد علی کا طریقہ

مرزا شہزادہ شہزادہ جاکے خود ہر شہزادہ

چند بیویوں کو خط لکھنا

میں شمس آباد کے پاس جو خط مرزا صاحب کا آتا تھا وہ خوش خط شفیقہ عا میں لکھا ہوا ہوتا تھا۔ مجھے خیال تھا کہ کوئی خوشنویس لازم ہوگا آج یہ خط عکس کی شکل معلوم ہوا کہ جناب مرحوم خط شفیقہ خوب لکھتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ ایک خط مرزا صاحب کی نقل بھی بھیج دی تھی جو نواب دہلا صاحب مرحوم کے پاس ۱۹ اربوالستہ ستمبر کی گویا تھا کہ یہی تاریخ موصولہ پشت خط پر درج ہے۔ اس خط میں القاب آداب بھی خاص تحریر فرمایا ہے۔ اور خط فارسی میں ہے اور اس زمانے میں جموادی الثانی لکھنؤ میں فارسی زبان میں اہل علم کتابت کرتے تھے یہ غرض کہ مرزا غالب مرحوم کو ہے کہ انھوں نے زمانے کا رنگ دیکھ کر اردو میں خط لکھنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ اردو کی نسبت۔ وہ فارسی میں اکمل تھے جیسا کہ خود انکا دعویٰ ہے۔ وہ فارسی میں تابی نقیض ہائے رنگ رنگ۔ گزرا ز مجبوتہ اردو کہ بیرنگ من است۔ اب وہ خط نقل کرتا ہوں۔

بسم اللہ خیر الاسماء صفات صفات الیہ مدق وصفہ۔ موصوف صفت مہر وفا۔ اقبال مصاحب۔  
جناب نواب محمد علی صاحب امجدہ۔ بعد سلام خلوص انعام و تمناے گل چینی صدیقیہ مہر صلت سرت  
انجام۔ مرفوع ضمیر خوش شید نویر باد کہ دریں ایام مفارقت و عدم مہر صلت انچہ از حجاب غیبی نظر ہو آید  
نیاز نامہ و دیگر سفین فیصل آن عنقریب رسال ہی نمایم۔ درین وقت مختصر بلکہ منظرے از دفتر فضائل فیحاء  
جناب سید جمال الدین حسین صاحب قلم ولد سید نجم الدین حسین صاحب مرحوم ابن مولوی نظامی صاحب  
مغفور بجز تحریر کریں کہ جناب مدوح اباعن جد جلعت سیادت پیراستہ و تلج سعادت آراستہ دہندہ ہب  
شیدہ نظم من الشمس و ابین من الالاس ہستند۔ مخلص باجناب مدوح نیاز قدیم می دارد و از عقائد  
مستحکم و انعقاد مجلس عزاکہ بدولت خانہ جناب کرم الیہ می شود اکثر شرف اندوز شاکر شدہ۔ خاطر  
شریف مطعن باد۔  
مرزا سلامت علی  
مخلص و سیر  
عفا عند ربہ التقید

ازین خط  
کا آغاز

جوش معرفت میں سینے کے زور سے پڑھتے تھے کہ سامعین مسح کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ باتوں کے  
کرنے میں جتنے ہاتھ آکھ وغیرہ سے آدمی اشارے کرتا جاتا ہے اُس سے زیادہ نمبر یہ ہاتھ نہ اٹھاتا نہ بتاتا چاہے۔ انکا کلام  
خود تمام اوقات کا مرقع پیش نظر کر دیتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ ارٹھ سوتیتی میں داخل ہے مگر سوز خونی میں بھی بتائے کو محبوب قرار  
دیا گیا ہے۔ پس مرثیہ خوانی سے بتائے کو کیا علاقہ ہے۔ اس رباعی میں اسی بات کا اشارہ ہے۔

ماحق کا نہ چننا نہ چلانا ہے بیکار نہ ہر بند پہ بتلانا ہے ابن نہ مول کا ناخوان مبین صدر کہ پڑھا مراد نہ ہے  
انھوں نے کبھی کسی شاگرد کو اپنے پڑھنے کا طرز نہیں سکھایا نہ کسی شخص کو کبھی ایک شاگرد آغا صاحب مرحوم کے انکلاطرو  
آیا آغا صاحب آغا حسن صاحب مرحوم کے حقیقی بڑے بھائی تھے آغا حسن صاحب آزل حیرن صاحب مولف و قات انیس۔ اور نواب صاحب

ازین خط  
کا آغاز

مرزا مرحوم کے اکثر خطوط سید محمد حسن صاحب ایم لے ادیب پڑھ کر کھنڈیوینو رشی نے رسالہ ادب لکھنؤ میں ستوا تر آثار ادیب کے عنوان سے شائع

صاحب ششوی بہر عشق کے دانتھے آغا حید صاحب کی پاٹ دار آواز مرزا صاحب کی آواز سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اور اسی طرز سے وہ پڑھتے بھی تھے۔ جوشاگرد مرزا صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھے مرثیہ پڑھنا سکھائیے تو میر شرف الدین یا میر محمد رضا صاحب بلوچ صاحب کے سپرد کرتے تھے۔ یہ صاحب اس خاندان میں عمدہ پڑھنے والے تھے۔ مرزا نعل مرحوم کے ایک شاگرد نے بھی پڑھنے میں کمال پیدا کیا تھا جسکا نام میرا دلاد جیس صاحب و تخلص قوی تھا۔ اور مرزا صاحب کے خویش میرا دلاد شاہ علی صاحب بقا۔ د خلف میر صاحب اور مرزا محمد عباس میجر بھی اچھا پڑھتے تھے۔

مرزا صاحب کے مرثیہ پڑھنے میں عجب دقتا تھا۔ اس کے ساتھ دو ایک شعر کے فقرے سونے میں سہاگہ ہوجاتے تھے۔ بین تو وہ اس طرز سے پڑھتے تھے کہ مجلس میں رستے رستے اکثر آدھی بے ہوش ہوجاتے تھے کیونکہ بین کے موقع پر بہت بتانے سے اکثر رقت سلب ہوجاتی ہے۔

مسٹر نواب حامد علی خاں مرحوم و مخفوریات دیر کے پندرھویں باب میں لکھتے ہیں کہ لندن کے زمانہ قیام میں۔ لندن اور کینڈیا کلام میں نے پروفیسر مل سے پڑھا۔ اور شعر پڑھنے کے اصول اور طریقے۔ پروفیسر مارٹلی سے سیکھے وہ ہر مقام کو خوب ہی ادا کرتے تھے۔ آواز اور صورت سے گویا بولتی ہوئی تصویر بنجاتے تھے ہاتھ سے زیادہ بتانے کو منہ کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب سے بہتر پڑھنے والا لندن کا بھی مرزا صاحب سے متفق الہے تھا۔ فی زمانہ مرثیہ پڑھنے پر توجہ ملی ہے ایسی پڑگئی ہے جس کو گ قص منبری کہنے لگے ہیں۔

تصنیف کی خصوصیات۔ مرزا صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر موقع کے واسطے خاص زبان استعمال کرتے ہیں مثلاً۔ رخصت کے موقع پر جو الفاظ لاتے ہیں۔ وہ سراپا میں آپ نہ پائیگا سراپا۔ کی بندش الفاظ کی شان بدل ہے۔ رجز میں علیحدہ ہے۔ رجز میں بھی خصوصیت ہے کہ اگر وہ امام حسین کی زبان اقدس سے ہے تو ایسی عالمانہ شان نمایاں ہوگی کہ بڑے سے بڑا عالم شاید ویسی فصاحت نہ کر سکے۔ علم دین و دنیا کا سبق حاصل ہو۔ لڑائی میں بالکل رنگ بدل جائیگا۔ مناجات کے لفظ بھی کچھ اور ہیں۔ بین میں و سلاست ہو کہ گویا یہ دوسرے شخص نظم کر رہا ہے۔ اس بات کو خود مرزا صاحب کہہ گئے ہیں۔

ہے نرم سراپا تو زبان و لہجہ ہی اور بین کے مابین بیانی لہجہ ہی کسے جہلند ہی تری فکر دیر۔ کتنی ہے زیں یہ سہاں ہی ہی پھر خوبی یہ ہے کہ سلیس و عام فہم کلام کے بھی دریا بہاے ہیں۔ اور دقیق اور بلند کلام کی تو کچھ حد نہایت ہی نہیں مضمون آفرینی تو اس بلا کی ہے کہ اکثر شعر و نثر و سب نظر آتے ہیں۔ موہوی شبلی صاحب سے منکر کمال کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ صنایع و بدایع میں بے تکلف کلام بھی دیر کا حق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ زبان پر انکو کس قدر توجہ تھی رعایت عقل و سبقت ہے جو دل کو پسند ہو۔ ادھر ہی ہوئی اور بیوٹ نہ ہو۔ اس سے ثبوت میں حیات و تیر اور لہجہ میں کلام دیر دیکھئے۔

عہ بقا مرحوم کے ایک شاگرد نواب میر عبد الحکیم خاں صاحب بھادریاست عالمیہ تین پٹی میں جاگیر دار ہیں خاکہ۔ میرے جناب مدد کو منا ہے نہایت خلوص سے مرثیہ پڑھتے ہیں حقیقہ شیر

لندن کا  
پروفیسر  
مارٹلی  
والاد  
مرزا صاحب  
کا بھی  
توجہ  
ملی ہے

ضابطہ  
کلام دیر



اور پورے چند مہینے اس کتاب سبع مثانی میں ملاحظہ ہوں واقعات کی تصویریں بولتی ہوئی بھی ہزاروں آپ کو پیش کی۔ بعض حاضر کئے ہیں کہ مناظر قدرت اور ظرافت کی کمی ہے مگر مرثیہ میں ظرافت کی ہر گونگیا نش نہیں درج مجلس عزائیں رقت جاتی رہے۔ مرزا صاحب کی ظرافت شیر مرحوم کے ہر سیول میں اچکھو نظر آئیگی۔ خصوصاً جسے زیادہ جو شہرہ مقبول ہر سیر ہو جس میں مغل کی زبان بعینہ نظم کر دی ہے جس کا مصرع مشہور یہ ہے مے مغنی نبی تھی چاہے سو شیر می ہو گئی۔ یہ مسدس اگر کل نہیں تو اکثر مرزا صاحب نے اسکر شیر مرحوم کو بخش دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد کے اور ہر شیر مرحوم کے اس پایہ کے نہیں ہو سکے۔ مناظر قدرت۔ کچھ تو دفتر نام میں جلسوں میں ملتے ہیں۔ مگر اسکا بڑا حصہ دس مرثیوں میں ہے۔ جو جناب مرحوم کے وارث وقافلہ ۶۰۔۷۰ برس تصنیف کو گذر جانے کے بعد بھی نہیں نکلتے۔ نہ معلوم اب اس سے وہ کیا کام لیں گے۔

واقعات حزن و ملال کی تصویریں جیسی مرزا صاحب نے کھینچی ہیں۔ مجھے تو اوروں کے کلام میں ملتی نہیں۔ ایک یہ بھی عیب بیان کیا جاتا ہے کہ ہر مرثیہ مطلع سے مقطع تک سلسل نہیں۔ دبیریوں انیسویں کی بحث میں یہ بات سنتے سنتے اگر کان بہرے نہیں ہوئے تو کانوں میں یہ آواز گونج تو گئی ہے۔ انیسے کہتے ہیں کہ ایک بند سے دوسرا بند مرزا صاحب کے یہاں سلسل نہیں ہوتا۔ دبیر نے جواب دیتے تھے۔ بشریت سے ممکن ہے کہ ایسا کہیں ہو گیا ہو مگر میر صاحب کے کلام میں تو غضب یہ ہے کہ کبھی ایک ہی بند کے مصرع باہم سلسل و مربوط نہیں ہوتے۔

حیات دبیر میں اسکی مفصل بحث کی ہے۔ اور سب سے بڑے بڑے مرثیہ گو یاں عرب و عجم۔ ہند و عین و عین غم و ملاحتش و مرزا رفیع سودا کے مرثیے لکھ کر ثابت کیا ہے۔ کہ مرثیہ میں ثنوی اور قصہ کا ایسا تسلسل کسی استاد کے کلام میں نہیں جس سے نتیجہ نکلا کہ ایشیائی قصوں اور ثنویوں کے لئے یہ بات لازم ہے۔ درود مرثیہ اصفان سخن کی جان ہے۔ اس میں کہیں ثنوی کہیں قصیدہ کہیں غزل کہیں واسوخت کہیں تہذیب بند کی شان ہوتی ہے۔ ایک صاحب اسیر یہ اعتراض فرماتے ہیں کہ وہ عمل و محنت و سودا مرثیہ کے استاد دہی۔ مگر مصوم تھے سب سے غلطی ہوئی پس ایسے بزرگوار کے سامنے جناب امیر کے دیوان سے وہ مرثیہ پیش کر دینا چاہئے۔ جو ان جناب نے حضرت ابو طالب و جناب محمد مصطفیٰ و فاطمہ زہرا کی وفات پر کہے ہیں۔ اور عرض کرنا چاہئے کہ ایسے جناب کلام مصوم بھی سند میں موجود ہے ابیں ہمہ مے ہم سخن ہم ہیں غالب کے طرز و نہیں۔ تسلسل کلام میں ہونا ایک اعلیٰ درجہ کا ہنر ہے۔ مرثیہ میں ہونے سے دلکشی کی شان بڑھ جاتی ہے۔ مگر جو لوگ ان بزرگوں کے کلام کو مخلوط کر چکے اونکی دست برد کا کیا علاج ہے۔ اچکھو موجودہ جلدوں میں میر انیس صاحب کے بند کے بند بے ربط و بے سلسلہ ملیں گے۔ مرزا صاحب کے موجودہ مرثیہ

عہ استاذی حضرت رفیع و ظہ العالی نے جب سبع مثانی کے مرثیوں کا مقابلہ اصل مرثیوں سے فرمایا تو وہ تمام بند جو پہلے شائع ہونے سے رہ گئے تھے عنایت فرمائے چنانچہ مناظر قدرت کی بھی بہترین مثالیں اس جلد میں ملیں گی۔ حقیر خیر ۱۲

بھی اس عیب سے خالی نہیں اور بقول مرزا صاحب مرحوم کسی کو کیا معلوم کہ دبیر کے کتنے اصلاح دینے والے ہیں۔  
 وہاں نوازی۔ سخاوت۔ عدالت۔ بندگان خدا کی حاجت میں سعی اور کوشش کرنا۔ متانت۔ خود  
 داری۔ وضع داری حاضر جوابی ایفا ہے وعدہ خوش اخلاقی۔ غیرت۔ آن بان۔ شجاعت۔ اپنے دوستوں  
 اور شاگردوں سے سچی محبت۔ اور انکی قدر دانی۔ یہ باتیں مرزا صاحب میں خدا نے گویا کوٹ کوٹ کے بھری تھیں۔  
 میر انیس مرحوم کا کوئی شاگرد یا طرفدار بھی آتا تھا تو اس کے پاس سے کامیاب اور خوش ہو کر جاتا تھا میر شرف الدین  
 صاحب جو نواب دوہا صاحب رئیس شمس آباد کے بہنوئی تھے (اور جبکہ فرزند ارجمند نواب نے صاحب سے حیات دبیر  
 میں بہت سے حالات مولف نے لکھے ہیں) ان کے فرزند کی تحریر مندرجہ حیات دبیر سے آپ کو معلوم ہو گا کہ ۱۲۹۹ھ ہجری  
 میں جب میر شرف الدین مرحوم ہوئے تو یہ نواب نے صاحب ڈھائی برس کے بچہ تھے انکو شاہ اودھ کے دربار میں لیجا کر  
 انکے والد کی جگہ سواروں میں نام لکھایا اور پھر انکے شمس آباد والد کے ساتھ آنے پر برسوں تنخواہ خزانہ شاہی سے  
 لے لیکر بھیجا گئے میر شرف الدین مرحوم کا نام آگیا ہے تو انکی بھی محقر لائف لکھ دوں تمام لکھنؤ میں شہور ہے کہ میں پڑھنے  
 والا دو سر ڈاکو ان سے بہتر نہ تھا جب میر انیس صاحب مرحوم عدا جی علی شاہ مرحوم میں میں آبا سے لکھنؤ لے کر میر تقی  
 زندہ تھے، میر شرف الدین مرحوم کے مرثیہ پڑھنے کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ ایک مجلس میں میر انیس صاحب مبرور  
 کے مرثیہ پڑھنے کے بعد بانی مجلس نے میر شرف الدین صاحب سے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اب حضور داخل نوابوں  
 میر شرف الدین صاحب بے تکلف اٹھ کر منبر پر گئے صرف پندرہ بند پڑے تھے کہ مجلس میں پس پڑ گئی۔ میر انیس صاحب  
 بار بار انکو دیکھتے تھے۔ اور غالباً دل ہی دل میں کہتے تھے۔ سرکارِ صینی میں ہے حصہ سب کا (اس حکایت کو علاؤ نواب  
 نے صاحب کے بہت سے معمر آدمیوں نے بیان کیا ایک ان میں سے حکیم محمد تقی صاحب ہیں جبکہ مطب نخاس میں لکھنؤ  
 گنج کے پل کے پاس ہوتا ہے، ان میر شرف الدین مرحوم کی تم کی مجلس میں مرزا صاحب یہ راجی لکھ پڑھے تھے یہ  
 شاگرد عزیز غصہ جھوٹ گیا عشرت کا چمن شکر غم لوٹ گیا شیشہ جو شکستہ ہو تو دیتا ہے صلہ ظاہر یہ فغاں سے ہو کہ دل لٹ گیا  
 علیہ ہجیراں خیر نے اسی جلد کی تمید میں وہ اسباب لکھے ہیں جن سے ان کا طبع جلدوں میں کم مرتبہ ایسے ملتے ہیں جو مربوط ہیں۔ اب  
 ناظرین اس جلد سب سے شافی اسے مچھپوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں قریب قریب ہر مرتبہ اصل سے مقابلہ کے بعد طبع کیا گیا ہے تقریباً  
 علیہ اس بیت کے متعلق شاید عارفان مرحوم نے مجھ سے کہا تھا۔ آتا ہے بادشاہ جو انان خویر و صل علی نبی کا مرتع ہر دہرہ کسی نے بلا کر  
 کہا حضور یہ قافہ مجھ میں نہ آیا مرزا صاحب نے فرمایا آپ زحمت کر کے غریب خانہ پر شریف لائیے یا بعد تم مجلس پوچھے بندہ نواب آدمی را کہیت  
 لازم است۔ عود را اگر بوند باشد ہیزم مت انا وہی تھا لازم کی ہے، کو کسر ہے ہیزم کی ہے، کو کسر نہیں، بد طرح خوب کی ہے، ساکن ہو چو بد  
 کی لب، تھوکر مقرر صبا، پھر لے تا فیہ صبح سہی مگر صلاح فلاح کیا ایسے قافیوں کے لانے سے مرزا صاحب نے خواہر یا صلاح کار کا دین خراب  
 کچا یہ میں تفاوت ہ از کجاست تا کجایا مکرر شیعہ شروع کر دیا۔ حافظ کے اس شعر میں یہ دکھا دیا کہ خراب کی (ب) ساکن تا کجایا ب تھوکر ہے ۱۲

مولف  
 مرزا صاحب  
 نوازی  
 دیر

اور قبر پر کندہ کرنے کو جو قطعہ تاریخ لکھا تھا اُس کے مادہ کا مصرع یہ ہے ۵۰ حد ذکر قبول حسین جس سے ۲۶۹ ہجری نکلتے ہیں۔ یہی سال وفات اُن مرحوم کا ہے۔

مرزا صاحب کی وقعت و عزت اہل علم و اہل کمال کے دلوں میں اس قدر تھی کہ بڑے بڑے مجتہد و محدث و رئیس و حکام انکو اپنا بزرگ قابل تنظیم سمجھتے تھے۔ چنانچہ سید محمد طویل صاحب بگرامی سابق مہتمم مطبع اُشاعتی دہلی۔ ناقل تھے کہ مولوی امداد امام صاحب کے والد ماجد صاحب حد تحقیق "صد الصدور" ایک شام یا صبح کو مرزا صاحب سے ملنے دو تھکدہ سیدہ جلیلہ امام باندی بیگم صاحبہ پر (پٹنہ میں) آئے۔ اور انکی پوشاک حسب معمول اس سردی میں بھی ایسی تھی جیسی گرمی میں عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ یعنی ایک تنزیب کا کرتہ اور پیر تنزیب کا انگریز کا زین تن تھا۔ مرزا صاحب سے ملے۔ مگر مرزا صاحب سے یہ نہ کہا کہ میں کون ہوں۔ مرزا صاحب اپنے دیں سمجھے کہ یہ سفید پوش کوئی مفلس ہیں۔ الگ انکو بلایا اور یہ دریافت کر کے کہ یہ سید ہیں ایک گھنٹہ کی فردوسی دار اور پانچ روپیہ اس پر رکھ کر کہا کہ میں مغل۔ سادات کا غلام ہوں یہ غلام کا ہدیہ قبول فرمائیے۔ اُنھوں نے رضائی یہ لکڑی لیلی کہ حضور کا تبرک میں عمر بھر رکھوں گا اور نے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کر دوں گا کہ میرے کفن میں کھدیں غفور الرحیم شاید اسی بہانہ سے مجھے بخشدے ہر یہ لکڑی واپس کر لئے کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں اگر حاجت ہوتی تو فوراً لیتا وہاں سے اگر نشی فرزند احمد صاحب صغیر سے تخلیہ میں یہ تمام واقعہ ہوا یا۔ صغیر مرحوم نے دوسرے وقت مرزا صاحب سے عرض کی جنکو آپ نے رضائی اور صہ تخلیہ میں لئے تھے وہ ایک خاندانی امیر کبیر صد الصدور ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ بھی مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس سڑی کا کوئی دگلہ نہیں ہے۔ یہ بزرگوار بھی مرزا صاحب کے کلام و کمال کے عشاق میں سے ہیں اب زمانہ کا انقلاب و منزل دیکھئے۔ کہ انھیں صدر الصدور صاحب مرحوم کے قابل و لائق فرزند شمس العلماء مولوی امداد امام صاحب نے دبا و صغیر کہ انکو نشی سید فرزند احمد صاحب صغیر شاگرد حضرت دیر مغفور سے کچھ فیض بھی پہونچا ہے جیسا کہ نہ لگیا ہے، مثل مولانا شبلی کے تو انھیں مگر دوسرے طرز پر مرزا صاحب کے کمالات سے ایسی چشم پوشی کی۔ کہ مولوی حکیم محمد منظر المادی صاحب سہیل مرحوم امر دہوی کو تقریظیات دہیر سی لکھنا پڑا کہ شمس العلماء علامہ شبلی جیسے مشہور فاضل اور قابل مصنف اور شمس العلماء مرزا امداد امام صاحب ایسے لائق اہل علم کی نسبت بخت حیرت ہوتی ہے کہ انکو کس قسم کے دھمیر کے دشمنوں میں شمار کیا جائے۔ ہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت شبلی کا۔ پایہ عربیت گو کتنا ہی بلند ہوا اور جناب مرزا امداد امام صاحب انگریزی کے آسمان کے پاندہ کیوں نہ ہوں مگر شاعری و فصاحت و بلاغت میں غالب کے پلہ کے نہیں پس اس نقاد سخن کی تحریری شہادت سے جناب مرزا صاحب کے فضل و کمال اور مرتبت کے میدان میں کہ تازہ ہونے کا ثبوت دیکھنے کے بعد ان معترضین کی

۵۰ اس اجمال کی تفصیل اسی مضمون میں آئندہ درج ہوتی ہے حقیر خیر ۱۲

مرزا صاحب کے والد ماجد صاحب حد تحقیق "صد الصدور" ایک شام یا صبح کو مرزا صاحب سے ملنے دو تھکدہ سیدہ جلیلہ امام باندی بیگم صاحبہ پر (پٹنہ میں) آئے۔ اور انکی پوشاک حسب معمول اس سردی میں بھی ایسی تھی جیسی گرمی میں عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ یعنی ایک تنزیب کا کرتہ اور پیر تنزیب کا انگریز کا زین تن تھا۔ مرزا صاحب سے ملے۔ مگر مرزا صاحب سے یہ نہ کہا کہ میں کون ہوں۔ مرزا صاحب اپنے دیں سمجھے کہ یہ سفید پوش کوئی مفلس ہیں۔ الگ انکو بلایا اور یہ دریافت کر کے کہ یہ سید ہیں ایک گھنٹہ کی فردوسی دار اور پانچ روپیہ اس پر رکھ کر کہا کہ میں مغل۔ سادات کا غلام ہوں یہ غلام کا ہدیہ قبول فرمائیے۔ اُنھوں نے رضائی یہ لکڑی لیلی کہ حضور کا تبرک میں عمر بھر رکھوں گا اور نے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کر دوں گا کہ میرے کفن میں کھدیں غفور الرحیم شاید اسی بہانہ سے مجھے بخشدے ہر یہ لکڑی واپس کر لئے کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں اگر حاجت ہوتی تو فوراً لیتا وہاں سے اگر نشی فرزند احمد صاحب صغیر سے تخلیہ میں یہ تمام واقعہ ہوا یا۔ صغیر مرحوم نے دوسرے وقت مرزا صاحب سے عرض کی جنکو آپ نے رضائی اور صہ تخلیہ میں لئے تھے وہ ایک خاندانی امیر کبیر صد الصدور ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ بھی مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس سڑی کا کوئی دگلہ نہیں ہے۔ یہ بزرگوار بھی مرزا صاحب کے کلام و کمال کے عشاق میں سے ہیں اب زمانہ کا انقلاب و منزل دیکھئے۔ کہ انھیں صدر الصدور صاحب مرحوم کے قابل و لائق فرزند شمس العلماء مولوی امداد امام صاحب نے دبا و صغیر کہ انکو نشی سید فرزند احمد صاحب صغیر شاگرد حضرت دیر مغفور سے کچھ فیض بھی پہونچا ہے جیسا کہ نہ لگیا ہے، مثل مولانا شبلی کے تو انھیں مگر دوسرے طرز پر مرزا صاحب کے کمالات سے ایسی چشم پوشی کی۔ کہ مولوی حکیم محمد منظر المادی صاحب سہیل مرحوم امر دہوی کو تقریظیات دہیر سی لکھنا پڑا کہ شمس العلماء علامہ شبلی جیسے مشہور فاضل اور قابل مصنف اور شمس العلماء مرزا امداد امام صاحب ایسے لائق اہل علم کی نسبت بخت حیرت ہوتی ہے کہ انکو کس قسم کے دھمیر کے دشمنوں میں شمار کیا جائے۔ ہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت شبلی کا۔ پایہ عربیت گو کتنا ہی بلند ہوا اور جناب مرزا امداد امام صاحب انگریزی کے آسمان کے پاندہ کیوں نہ ہوں مگر شاعری و فصاحت و بلاغت میں غالب کے پلہ کے نہیں پس اس نقاد سخن کی تحریری شہادت سے جناب مرزا صاحب کے فضل و کمال اور مرتبت کے میدان میں کہ تازہ ہونے کا ثبوت دیکھنے کے بعد ان معترضین کی

گی شان میں بھی کہنا پڑتا ہے معذور دارست کہ تو اور اندیدہ، اب یہ بھی عرض کر دوں کہ وہ غالب مرحوم (شاعر غالب) کی تحریری شہادت کیا ہے اور کہاں ہے۔ اور کن راویوں کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی۔ ایک راوی تو منشی سید فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی آکرہ مقامی ہیں جو اپنے تذکرہ جلوہ خضر جلد اول کے صفحہ ۲۲۵ پر ۱۲۸۱ھ ہجری میں بتھام دہلی اپنا پہونچنا اور مرزا صاحب موصوف کا مصنفہ مرثیہ سنانا اور اس کے وہ تین بند لکھ کر لکھتے ہیں کہ یہ بند جمع حاضرین میں پڑھ کر مرزا صاحب موصوف نے فرمایا کہ واقعی یہ حق دہیر کا ہے۔ دوسرا اس راہ میں قدم نہیں اٹھا سکتا۔ دوسرے شاہ مولوی محمد امجد علی صاحب ریاض گلشن ہیں جو دہلی دیکھنے حرم شہدہ میں دہلی گئے۔ اپنے سفر نامہ کا نام سردر ریاض رکھ کر چھپوایا۔ یہ ہر حرم کے واقعہ میں لکھتے ہیں کہ مرزا غالب نے تین بند اپنی تصنیف مرثیہ کے سنانے لوگ رشے پیٹے پلائے۔ وہ بند میں نے طلب کئے۔ مرزا نے اپنے دست خاص سے لکھ دئے (اس موقع پر وہی ۳ بند لکھے ہیں جو حقیر نے لکھے ہیں) پھر ریاض مرحوم لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب خود فرماتے تھے کہ یہ حصہ دہیر کا ہے۔ وہ مرثیہ گوئی میں فوق نے کیا ہم سے آگے نہ چلا تا نام رہ گیا۔

یہ تو د شہادتیں دو کتابوں میں چھپی ہوئی ہیں اب ایک چھپی ہوئی شہادت بھی سن لیجئے جو بعد اشاعت حیات دہیر صاحب حیات دہیر کو جناب اب سید محمد جعفر صاحب عرف ذاب پیایے صاحب مرحوم موسیٰ بے عدیل نے ایک خط میں لکھ کر بھیجی ہے۔ حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ میرے والد مرحوم جناب حکیم سید محمد علی صاحب عرف ذاب دو طحا صاحب شمس آبادی سے مرزا غالب موصوف نے دہلی میں کہا تھا کہ بھائی سبدہ فیاض کا دار و دہیر سے سے ملا ہوا ہے۔ جو نیا مضمون ہوتا ہے وہ لیج کر دہیر کو دے آتا ہے۔ دہیر نظم کرتے ہیں اور سب شاعر معاشرہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ ایک غالب مرحوم پر خضر نہیں بلکہ اس زمانے کے عموماً اہل کمال مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ مرزا دہیر کے ایک منکر کمال ذاب نصیر دین خاں صاحب خیال (سید علی محمد صاحب شاد مرحوم کے تعلیم یافتہ بھانجے۔ علوم جدیدہ معریہ سے آراستہ ابھی دکن ریویو کے پرچہ دسمبر ۱۹۰۶ء میں صاف صاف لکھتے ہیں کہ اپنے زمانے میں جناب مرزا صاحب سب سے بہترین شاعر تصور کئے گئے۔ اور بڑے بڑوں نے اس وقت ان کے کلام کے آگے بڑال ڈال دیا۔ ملاحظہ ہو دیباچہ حیات دہیر صفحہ ۲۸۔ اتنا اور بتاؤں کہ ان بڑے بڑوں میں ذاب خیال صاحب کے ناما مرحوم اور ان مرحوم کے بھائی بھی شامل ہیں۔ جو عاشق کلام و کمال دہیر تھے۔ اور تو اور مرزا محمد حسین صاحب زادہ مرحوم مصنف اب حیات بھی (باوصفیکہ میر انیس ہی مرحوم سے ۱۸۸۰ء میں ملے۔ اور انہیں کے خاندان سے رشتہ رستم تھی کہ اب حیات میر تقی میر مرحوم کو ہدیہ بھیج دی انہوں نے جب سید نہ دی تو دوسرے اڈیشن میں اسکی شکایت کی ہے) نفس مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے ہیں۔ تفصیل اس اجال کی یہ ہے کہ مرزا صاحب کے حال میں میر صاحب کا کلام لکھ کر صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں کہ دونوں کے کمال نے غنی شناسوں کے حجوم کو دو حصوں میں بانٹ لیا۔

غالب  
کا کلام  
کا دہیر  
میں

مرزا  
کا کلام  
کا دہیر  
میں

بیرے۔ ان کے کلام میں جی لکھ کرنے کا لطف جب ہے کہ ہر اُبتاد کے ۴۶-۵۰ سو مرتبے  
 مجلے خود شرواں مجسوں میں سکر دیکھو کہ ہر ایک کا کلام اہل مجلس پر کس قدر کامیاب یا ناکام رہا ہے اسکے مزہ نہیں  
 چھوڑیں۔ میرا س کے حال میں کاوش کرونگا۔ میرا س کے حال میں خاتمہ کتاب سے پہلے صفحہ ۵۶۲ پر لکھتے  
 ہیں کہ یہ بات درست ہے (میں اوپر لکھ چکا ہوں) یہ بات درست نہیں کہ مرزا دیر کے پڑھنے میں وہ خوش ادائی نہ  
 تھی لیکن حسن قبول اور فیض تاثیر خدائے دیا تھا ان کا مرتبہ کوئی اور بھی پڑھتا تھا تو اکثر رونے لانے میں کامیاب ہوتا  
 تھا۔ کہ یہی اس کام کی علت غائی ہے۔

مرزا صاحب کے پسند کرنے والوں میں بڑے بڑے کامل و اکمل علماء و شعرا و حکماء ہیں۔ اس مختصر مضمون میں  
 صرف نام لکھے دیتا ہوں۔ تفصیل حیات دیر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آزاد مرحوم اگر میرزا صاحب سے بھی ملتے اور  
 دونوں کو سن لیتے تو پڑھنے پر بھی مرزا پر میر کو غالباً تعظیم دیتے۔ جن لوگوں نے دونوں کو سنا ہے وہ بالافاق کہتے  
 ہیں کہ ایک کے سننے کے بعد ہم دوسرے کو بھول جاتے تھے۔ اگر مرزا کے پڑھنے میں خوش ادائی نہ ہوتی تو مقابل کو  
 نہ بھول جاتے۔ ایک ایک مصرع کو دو دو تین تین طرح پڑھ کر مختلف معنی پیدا کرنا یہ کمال مرزا ہی کے پڑھنے میں  
 تھا۔ ملاحظہ ہو حیات دیر جلد اول میں دستور علی صاحب بلگرامی کی زبانی مرزا صاحب کے پڑھنے کی خوبی۔

دیر کے  
 شرح مختصر  
 دیر کے

۱۔ علامہ جالسی جناب مولوی سید علی حسن صاحب قبلہ مغفور شمس العلماء۔ حیات کامل۔ مولوی سید  
 سبط حسن صاحب کے فری ۱۱۱۰-۲۔ جناب غفر انکاب مفتی میر عباس صاحب مرحوم۔ نے اپنی کتاب بیستم عشرہ کا نمبر  
 مولوی مقرب علی خاں صاحب مولوی غلیفہ سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ٹیپالہ و صاحب اعجاز الترتیب کو رد ان  
 کے اس سوال کا دیر و انیس میں سے سکو ترجیح ہے؛ یہ جواب دیا ہے کہ میر صاحب کا کلام فصیح و شیریں  
 اور مرزا صاحب کا کلام، دقیق اور نمکین ہے۔ ہر شخص کا ذائقہ و مذاق ہے (کوئی شیریں کوئی نمکین کو زیادہ پسند  
 کرتا ہے) تو ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دیا سکتی۔ مرزا صاحب کے کلام پر جو ایک اعتراض کا جواب دیا اور  
 شرح فرمائی ہے وہ حیات دیر یا اصل کتاب عشرہ کا لہ سے آگے معلوم ہو سکتی ہے۔ ۳۔ سید الہنگا میں آیت اللہ علی  
 العالمین شمس العلماء مولانا سید حامد حسین صاحب فردوس تاب۔ ۴۔ مولوی سید علی حسن صاحب شمس قبلہ دہلی  
 ہانی کو رٹ لکھنؤ تاریخ وفات میرا س صاحب صنف مرزا دیر صاحب پر جو اعتراضات کر کے ادوہ اخبار میں کسی  
 صاحب نے چھپوائے تھے۔ اُن کے مقول و مذاق شکن جواب ان عالم کامل نے دیکر لکھو رٹ کتاب چھپوایا ہے اور اس کا  
 تاریخی نام جلوہ عجیب سخن فہم ہے۔ ۵۔ مولانا سید غلام حسین صاحب علامہ کنویری مغفور۔ جیسے تھانہ ایف ایو جواب  
 ماتین الفار الاسلام و لائف وغیرہ ہیں۔ ۶۔ مولوی سید صدیق حسن خاں صاحب۔ محدث کامل۔ ۷۔ مولوی  
 عبدالحق صاحب لکھنؤ فرنگی علی حنفی عالم کامل۔ ۸۔ مولوی عبدالمعلی صاحب اسی بدیسی لکھنؤی حنفی عالم کامل۔

۹۔ مولوی سید محمد حسن صاحب فرقانی مرحوم رئیس میٹھ۔ ۱۰۔ منشی مظفر علی خاں صاحب امیر مغفور۔ ۱۱۔ منشی امیر احمد  
پٹنائی۔ ۱۲۔ منشی سید اسماعیل حسین صاحب منیر مرحوم۔ ۱۳۔ ستر نواب حامد علی خاں صاحب حامد مغفور۔ ۱۴۔ مرزا  
حاجم علی صاحب مہر۔

علامہ ان کے اور بہت سے کامل مرزا صاحب کے کمال کے معترف ہیں کون ایسا سید رہے جو مولوی شبلی  
صاحب کی ہاں میں ہاں ملائے۔ اور ان سب کو بد مذاق بتائے۔ ان میں بعض مرزا صاحب کو بہتر بعض دونوں  
کاملوں کو برا بر سمجھتے ہیں۔ شبلی صاحب کے نزدیک یہ بد مذاقی کی بڑھ گئی ہے۔ لیکن بقول مولف یادگار نویس  
مولوی علی احمد صاحب علوی (بی بی) یہ بد مذاقی اس قسم کی تھی کہ سارا لکھنؤ جو اس وقت شعر و سخن کی کمال  
تھا (رند، رند کھل جاتا ہے یاں کھوٹے کھوٹے کا پردہ۔ لکھنؤ اہل ہنر کیلئے نکال جو آج اسی بلا میں گرفتار تھا۔ اور  
ان دونوں بالکاموں کو حریف مقابل سمجھتا تھا۔ موازنہ ہندوستان کے ایک مشہور انشا پر داز کے قلم سے نکلا۔ اور  
اُس میں خیالات کا اظہار نہایت بے باکی اور دلیری سے کیا گیا۔ سائے ملک میں آگ لگ گئی دیرے تو ناراض ہوئے  
ہی۔ بعض ایسے بھی خوش نہ ہوئے۔ اسی ترویج میں کئی کتابیں شائع ہوئیں جن میں سے المیزان ادب اردو میں ایک  
بیش قیمت اضافہ ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ دبیر کا بہترین کلام علامہ شبلی کی نظر سے نہیں گزر رہا تھا۔ ورنہ وہ  
دبیر کی بابت ایسی غیر منصفانہ رائے قائم نہ کرتے جیسی کہ موازنہ سے ظاہر ہوتی ہے، حتیٰ زمانہ میں کہ جب لکھنؤ شعر و سخن  
کی کمال اور مجمع اہل کمال تھا۔ مرزا صاحب جس جنس میں پڑھتے تھے اس کا مختصر ذکر حیات دبیر سے لکھتا ہوں۔  
اسی کا اقتباس مولف یادگار نویس نے بھی اکثر جگہ کیا ہے۔ ملکہ زمانی انیم فیض الدین حیدر قلم شاہ اودھ  
مرحوم کی مجالس عشرہ محرم میں پڑھتے تھے ان کی سرکار سے مرزا صاحب کو ماہوار پنچا بھی ملتی تھی اور سالانہ  
بعد عشرہ عزمعقول نذرانہ بھی۔ اور مرزا صاحب کی سفارش پر ہزاروں اہل حاجت کو ہزاروں روپے  
ملتے تھے۔ یہ بڑی فیاض اور سیر چشم یکم تھیں جبکہ مقبرہ انبک لکھنؤ میں یادگار موجود ہے۔ انھیں کی صاحبزادی  
سلطان عالیہ سلطان تخلص نہایت ذی علم مرثیہ گو۔ شاعرہ زوجہ نواب ممتاز الدولہ (شاہزادہ اودھ) تھیں۔  
۲۔ ہمارا ج میوہ رام ہدایت علی خاں نواب افتخار الدولہ مرحوم جو نہایت سیر چشم پنچا۔ عزا دار گذرے ہیں  
پہلے میر منیر مرحوم کے مرنے پر صرف مرزا صاحب پڑھتے رہے یہاں تک کہ نواب صاحب ممدوح کر بلا محلے  
زیارت کو گئے وہاں کلید بردار و منہ حضرت ہو گئے داوج مرحوم، آیا در حسین یہ سوئے جہاں گیا۔ پہونچا  
کہاں کہاں سے کہاں سے کہاں گیا۔ اُن امیر باذل کی تاریخ وفات کلیات منیر مرحوم میں ہے۔ مادہ تاریخ  
کا مصرع ہے۔ ۵۔ دیں پناہ وصال و زوار امیر متقی۔ جس سے ۱۳۸۲ھ نکلتے ہیں۔ ۳۔ حسین علی خاں اثر  
عہ پورا قطعہ یہ ہے۔ افتخار الدولہ میوارام ہمارا ج زمین۔ والد نام علی و تابع شرع نبی۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ پر ملانظر

ازادہ  
میں  
میں  
میں

خلف حیدریگ (نائب آصف آگہ) ولہ بھی ایک نہایت دولت مند امیر کبیر کے یہاں تمام پہلیم کی مجلس اول اکیلے مرزا صاحب پڑھتے رہے۔ اثر شیخ ناسخ کے شاگرد تھے صرف لکے یہاں شیخ صاحب آتے اور مرزا صاحب کو منکر داد دیتے تھے پھر بعد کو جب عہد امجد علی شاہ مرحوم میں میر اندیس خفین آباد سے آکر لکھنؤ میں پڑھے۔ اور میر خلیق نے پڑھنا کم کر دیا تو اثر مرحوم کے مجالس عزائیں ایک روز مرزا صاحب ایک روز میر صاحب پڑھتے تھے میر صاحب کی وجہ سے مرزا صاحب کو یہ راحت ملی کہ ایک دن سستا لیتے تھے۔ انھیں مجالس میں باواز بلند حاضرین کما کرتے تھے کہ آج ڈاکر کو منکر کل کے خواندہ کو ہم بھول گئے۔ جیسا کہ میں نے اس سے پہلے لکھا ہے۔ اثر خود بھی شاعر تھے۔ انکے کلام میں رعایت لفظی بہت ہے میر باقر تاج مرحوم کے امام باڑہ واقع چوک لکھنؤ کی مجلس میں رجب و ذی الحجہ میں سالانہ دو مرتبے نئے مرزا صاحب ۲۵ کو پڑھتے تھے۔ یہ مجلس بہت بڑی رانی تھی۔ پہلے میر ضمیر مغفور پڑھتے تھے۔ جب وہ حمیدین حسین آباد مبارک میں ہمد محمد علی شاہ لازم ہو گئے تو خود انھوں نے مرزا صاحب کو اس مجلس کے پڑھنے پر تقرر فرمایا۔ میر باقر تاج اور مرزا صاحب ساتھ کھیل کر ٹپے ہوئے تھے۔ بعد فرستادہ ۱۵۵۷ھ ہی مجلس کے مقابلہ پر ۱۵۵۷ھ رجب کی سالانہ مجلس میر اعظم علی صاحب کے نام سے میر صاحب کے قدر دانوں نے تقرر فرمائی تھی جو مدت تک چوٹیوں پر۔ دلارام پنڈت کی بارہ درمی میں ہوتی رہی۔ اور اب جناب سید تقی صاحب مجتہد حرم کے مقبول امام باڑہ (عقب مسجد حسین علیاں) چوک میں ہوتی ہے۔ اور تاج مرحوم کے امام باڑہ کی مسجد اسی میں ہے۔ وہاں میر صاحب کے دارش یہاں مرزا صاحب کے جانشین ایک ہی وقت میں پڑھتے ہیں۔ اگر ایک دن ایک جگہ دوسرے دن دوسری مجلس ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ ۵ کوئی مٹے نہ مٹے ہم تو اپنی کہتے ہیں۔ ۵۔ نواب علی تقی خاں مرحوم وزیر شاہ اودھ کی عشرہ محرم کی مجالس میں تین روز تک تین اوستا پڑھتے تھے ساتویں کو میر انیس۔ آٹھویں کو مرزا داسیر۔ نویں کو میر ضمیر مرحوم۔ جیسا کہ دربار حسین میں فصل ذکر ہے۔ ۶۔ آخری شاہ اودھ واجد علی شاہ مغفور کے امام باڑہ میں بھی ایک یا دو دن مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ انہیں مجالس میں سے کسی ایک میں منبر کے اوپر کاشا میاں ہوا سے پر آگندہ ہونے پر خود بادشاہ قدر شناس علم دوست نے چہر لگایا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ ملاحظہ ہو۔ مسند آگہ امارت مہر برج اقصام۔ ابر جو و تلزم فیاضی دور یا دلی۔ آبروئے زہر و تقوئے گوہر مہر برج درج۔ عالم دہر روزہ و شب زندہ دار دائمی۔ گنجائے شالگاں صرف عزاداری نمود۔ کس ندیم ہیچو اور لکھنؤ را دوستی۔ اکتساب دولت درج و زیارتہا نمود۔ شد مقیم کربلا در خدمت سبط نبی شہر شد اوصاف اور در ہند و ایران و عرب۔ ذکر خیرش بزر با تہا ہم خفی دہم علی۔ در ثبات و صبر و تسلیم و رضا و احتیاط۔ از میان اہل ایام بردہ گوئے فرخی۔ حالیا رخت سفر بر بست در کرب و بلا۔ ساکن گلزار جنت گفت چوں سرو سہی سال مرگ اندر صفاتش نظم کردم شے منیر۔ دیں پناہ و صالح و زوار امیر و متقی ۱۱



جیسا کہ شمس الصفیٰ اور حیات دہیرے دن ہوا اسی زمانے کا حال غفر اکب علامہ جالسی کے حوالے سے حیات دہیر میں یہ لکھا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے باتوں میں شاہ اودھ محمد رح کو معمولی لفظ خداوند سے مخاطب نہیں کیا۔ یہ لفظ (خداوند) گویا اہل دربار کا سخن نکیہ تھا خلوت میں بعد مجلس ایک مصاحب نے بادشاہ سے کہا کہ جہاں پناہ کو خداوند کہتے ہیں شاید مرزا صاحب کو اگراہ ہے۔ عالی ظرف بادشاہ نے بات کو سن کر ٹال دیا۔ دوسرے دن کی مجلس میں مرزا صاحب نے یہ دو رباعیاں منبر پر پڑھیں۔ (۱) ناداں کہوں دل کو کہ خردمند کہوں۔ یا سلسلہ وضع کا بایند کہوں۔ اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے دہیر۔ بندوں کو میں کس منہ سے خداوند کہوں۔ (۲) حیدر کو غنی سب کو غر ختمند کہوں۔ بچہ ہیں شرف انکے میں تاجند کہوں۔ ہے شیر خدا میں بخدا نشان خدا۔ اس بندہ کو سو بار خداوند کہوں مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ خاصان خدا کی شان میں کہنا زیبا ہے۔ بادشاہ نے اون مصاحب خاص سے خطاب فرمایا سنئے۔ کیوں ان شاعران اہلبیت کو الہام ہوتا ہے یا نہیں کچھ سمجھے۔ ان صاحب نے دست بستہ عرض کی۔ بے شک۔ اُن رازدار مصاحب سے ایک شخص نے یہ سب حال پوچھا جب یہ بھلا کلام اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اپنی فطرتی شاعری کو مال دنیا کے لالچ میں آکر اہل دولت کی خوشامدیں میں ضائع نہیں کیا۔ وہ خوشامدیوں کی یوں مذمت کرتے ہیں۔ (رباعی) پیش امر طالب زر جھکتے ہیں۔ سجدے کی طرح مجھے کو سر جھکتے ہیں۔ بنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی طرح۔ ہوا مال سوا جد ہر آدمی جھکتے ہیں۔ وہ کبھی کسی بادشاہ یا امیر کبیر کی مجلس میں درباری پوشاک پہنکر نہیں گئے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام کے درباری ہیں شاہان دنیا کی دربارداری اور درباری پوشاک سے ہٹ کر کیا تعلق۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

سرکار سلاطین سے سروکار نہیں۔ جز مجلس مولا کوئی دربار نہیں۔ دلچ ہوں میں امام بے سر کا دیر سامان کیسا کہ بھرگی درکار نہیں۔ انوس کہ ایسے بزرگوار بایند وضع کی نسبت بھی بعض موقعین حالات انیس نے لکھ دیا کہ مرزا صاحب ملکہ کشور والدہ واجد علی شاہ کی مجلس میں مرثیہ پڑھنے کو قبائے درباری پر عامہ بانٹے ہوئے اور میر صاحب سادہ لباس سے گئے۔ مرزا امجد صاحب مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بیتان عظیم ہے اور ملکہ کشور مرحومہ کی مجلس میں تو وہ عمر بھر کبھی مرثیہ ہی نہیں پڑھے۔ جس طرح کہ سلطان عالیہ یا ملکہ زمانی کے یہاں میر صاحب نہیں پڑھے۔ ہم حلف سے اس شہادت کے دینے کو تیار ہیں۔ اور آریہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کرتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مرزا صاحب نے کسی بادشاہ کی مدح میں کچھ کہا اور میر صاحب کی منظم دولت مندوں کی محفلوں کی آرائش کے گلہ استے نہیں ہوئے۔ اس کا جواب حیات دہیر کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶ میں آپ کو ملے گا اور وہیں میر صاحب کی وہ نظم بھی ملے گی جس میں شاہ دوزیر دکن۔ بیگم شاہ اودھ کی مدح اور



دعا ہے۔ ۵۔ وہ پھول ہے کہ رنگ بھی ہے جس میں بو بھی ہے۔ ۶۔ وزیر خاں داروغہ دیوانخانہ شاہ اودھ کے یہاں۔ لکھنؤ مفتی گنج احاطہ مرزا علی خاں میں ہر مہینے کی ٹیکسیوں کو عمدہ واجد علی شاہ میں مرزا صاحب اور اسی تاریخ اُسی وقت (۱۱ بجے سے ۳ بجے تک) اوتکے مقابلہ پر میر صاحب محمد خاں داروغہ خیل خانہ شاہی کے یہاں پڑھا کرتے تھے۔ وہ بھی اُسی محلہ میں رہتے تھے۔ ۷۔ جواہر علی خاں خواجہ سر لے ملکہ کشور کے یہاں یا میر اور نواب ناظر فیروزالہ ولہ کی مجلس میں بارہویں کو ہر مہینے میں مرزا صاحب گولہ گنج لکھنؤ میں پڑھتے تھے۔ ۸۔ ہر مہینے کی گیارہویں کو تو تاریخ ولادت مرزا صاحب تھی، اپنے گھر کی مجلس میں پڑھتے تھے۔ مرنے کے بعد روز وفات اُنکی قبر پر تیسویں کو (یا پہلی کو) مجلس ہوتی ہے۔ ۹۔ ہر مہینے کی تیرہویں اور ماہ صفر کی چھٹی کو احمد علی خاں سوز خان مرحوم کے یہاں مرزا صاحب بہت بڑی مجلس پڑھتے تھے اور حیدر خاں مرحوم کے گھر میں میر صاحب اُسی وقت پڑھتے تھے۔ آغا باقر مرحوم کے مقبول و مشہور امام باٹے کے پاس یہ دونوں بزرگوار رہتے تھے اور خود میر صاحب کا دولت خانہ بھی یہیں تھا۔ اسی مجلس میں مرزا صاحب کو سننے مجتہد العصر سید العلامین جناب میر صاحب تشریف لاتے تھے بڑا مجمع اہل علم کا ہوتا تھا۔ ۱۰۔ داروغہ میر واجد علی خاں تسخیر مرحوم کے امام بازہ گولہ گنج لکھنؤ میں اکیسویں ماہ رمضان کی ایک یادگار مجلس مرزا صاحب پڑھا کرتے تھے جس میں دور دور مقامات سے لوگ سننے کو آتے تھے۔ ۱۱۔ کنکر کے کنوئیں پر خان بہادر شیخ الطاف حسین کے یہاں ۱۸ صفر کو مرزا صاحب اور اسی محلے میں اسی وقت داروغہ شیخ محمد عباس صاحب کے یہاں میر صاحب پڑھا کرتے تھے۔ ۱۲۔ نواب ممتاز الدولہ مرحوم شاہزادہ لکھنؤ کے یہاں چلم کے زمانے میں کبھی ایک کبھی دو مجلسیں مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ ۱۳۔ نواب آغا علی خاں ناظم مرحوم کے امام باٹے میں کنکر کے کنوئیں پر بھی ایک مجلس مرزا صاحب نے پڑھی تھی۔ ۱۴۔ غدر شاہ میں وہ سینا پور جا کر اپنے ہنام دوست مولوی میر سلامت علی صاحب کے ہمان ہوئے اور ایک فقیرنی کے یہاں ایک ٹوٹے ہوئے موٹر سے پرٹھیکر مرتبہ پڑھے تھے۔ سینا پور کے اکثر معمر بزرگوار یہ واقعہ کہا کرتے تھے بعد غدر شاہ۔ وہ عظیم آباد حسب الطلب گئے راہ میں بھی بنارس والہ آباد و آگرہ حسین گنج وغیرہ میں بہت سی مجلسیں

۵۔ روسائے دکن کی شان میں جو باعیاں میر انیس صاحب نے تصنیف فرمائی تھیں وہ واقعات انیس میں بھی درج ہیں اس پر مولف واقعات انیس نے یہ لکھ دیا کہ میر صاحب دولت مندوں کی محفلوں کی آرائش کے گلدستے نہیں ہوئے میرا یہ مطلب نہیں کہ اُمرا کی تعریف گناہ ہے بلکہ جو مدح کا اہل ہو اسکی ضرورت مدح کرے البتہ مولف واقعات انیس کی صدق بیانی پر تعجب ہے۔ میر انیس صاحب مرحوم کے ایک سلام کا مقطع ہے۔ خدا آباد رکھے لے انیس آغا علی خاں کو اگر کچھ قدر ہے تو ان کے یاں صاحب کمالوں کی۔ حقیر خیر ۱۲

بڑھیں حیات دیر کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے کہ شاید شہسوار میں کانپور کے مشہور ذی علم امیر کبیر نواب و لھا صاحب نے بلایا اور شہسوار محرم میں وہاں مرزا صاحب پڑھے۔ اس میں سنہ کی غلطی ہے۔ جناب حاجی سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیالے صاحب مغفور نے اپنے ہمیشہ زادے نواب سید سلطان حسین صاحب نمبرہ نواب دو لھا صاحب کانپوری سے اس واقعے کی صحت چاہی تو ۱۴ ارشوال ۱۳۳۱ھ کو نواب صاحب صوف نے اپنے ماموں صاحب کی خدمت میں لکھا کہ جناب مرزا صاحب مغفور جدا مجد برو کے یہاں مرثیہ پڑھنے کو حسب طلب ۱۳۹۱ھ میں تشریف لائے تھے اُس سے ایک سال پہلے جناب میر صاحب تشریف لاکر پڑھ چکے تھے میری عمر دس سال کی اور بھائی نواب سید خاقان حسین (صاحب) کی پانچ سال کی تھی۔ مرزا صاحب ایسے ضعیف تھے کہ ہر شخص خیال کرتا تھا کہ شاید دو چار بند سے زیادہ نہ پڑھ سکیں مگر سب پر جاتے ہی اس زور شور سے پڑھا اور سلام و مرثیہ پڑھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا یہ اور کوئی ہیں ایک شعر مرزا صاحب کا شاندار پڑھنا یاد ہے اور وہ پانچ وار آواز کانوں میں گویا گونج رہی ہے۔ وہ شعر تلوار کی تعریف میں یہ ہے سہ اٹھی گری بند ہوئی بہت ہو گئی۔ پی پی کے ن کشوں کا دوست ہو گئی۔ سید خاقان حسین (صاحب) نے یہ شعر حفظ کر لیا تھا اور بہت دنوں تک پڑھتے رہے تھے ایک ٹکڑی لکھا تھا اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ سامعین سے ارشاد فرمایا کہ ابھر مصرع لگانے کی میں فرائض نہیں کرتا محض مضمون بتا دیجئے۔ چند منٹ تک تمام حاضرین مجلس نے غور کر کے اعتراف عجز کیا۔ اس وقت بیت پڑھے اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ یہ مصرع تاریخ وفات جزو دل ہے۔ تعریف اس پامام میں یہ بیت تھی یہاں کے حضرات کو بہت پسند آئی تھی آئینہ اسکے منہ پہ جو وا پنا در کرے۔ یہ اس میں اپنے عکس سے پہلے گذر کرے۔ ایک مصاحب لازم سے جدا مجد بہت خفا تھے انکو علیحدہ کر دیا تھا مرزا صاحب نے سفارش فرمائی انھوں نے اُسی وقت بحال کر دیا۔ رستم رہا زین پہ نہ بہرام رہ گیا۔ مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ۱۳۹۱ھ کے قریب قریب بینائی بالکل جا چکی تھی یہ حال شاہ مرحوم کو ٹیپا برج میں معلوم ہوا۔ ایک جرنی ڈاکٹر خاص آنکھوں کا بنانے والا اپنے فن میں یکتا۔ بادشاہ کا ہمان ہوا۔ شاہ مرحوم نے ایک مصاحب سے خط لکھا کہ مرزا صاحب کو آنکھیں بنوانے کو ٹیپا برج بلایا۔ مرزا صاحب ہاں پہنچ کر نواب مولیٰ لدولہ کی کوٹھی میں مقیم ہوئے۔ عرضداشت حاضر کی بھوائی۔ جس کو قدر شناس بادشاہ نے ان الفاظ (شعر) دستخط خاص سے مزین فرمایا۔ ۱۳۹۱ھ گریہ چشم من بیانی۔ بر قلب ہم کہیمائی۔ دیکھے مشہور شعر گریہ چشم من نشینی۔ نازت بکشم کہ ناز پیتی۔ ۱۳۹۱ھ سید کاظمی صاحب جو کھنڈ کو گنچ میں رہتے تھے کہ مرزا صاحب پہلے ایک شاہی خیمہ میں ٹھہرائے گئے بادشاہ نے پوچھا مرزا صاحب آئیں کوئی تکلیف تو نہیں ہے جواب دیا جہاں پناہ کھیت کیسی میں تو زندہ بہشت میں حضور والکی بر دولت پہنچ گیا بہشت میں تکلیف کیسی بعد ملاقات بادشاہ نے اُس اشرف سے جو ممانی کی خدمت پر مامور تھا پوچھا کہ چوکی باخانہ کی مرزا صاحب کے خیمہ سے کتنی دور ہے تو فرمایا ۱۳۹۱ھ

از ذہن  
میں پیدا  
۱۳

از ذہن کا  
میں نے  
کے کلکے  
جانا اور شاہ  
دودھ کا  
ہمان، مونا

کو سقدقا بلیت سے بدلا ہے۔ کہ وہ الفاظ مرزا صاحب ایسے مقدس بزرگ کی نمایان شان نہ تھے۔ ان کو کیسیانی سنا سمجھا۔ ہمارے بعض معاصرین کو افسوس ہے کہ میر و مرزا کے بعد ان کے جانشین اُس پایہ کے نہ ہوئے۔ اگر یہ شکایت صحیح بھی ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ ان بچا رہے جانشینوں کو ویسے قدر شناس کب ملے۔ قدر شناسی سے اہل کمال کے جوہر کھلتے ہیں۔ ورنہ ہزاروں پھول کھلے مگر جاکر خاک ہو جاتے ہیں اور کسی کو خبر بھی نہیں ملتی بعض وقت کسی کامل و قابل کی تعریف دیکھ کر دل بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ ہمارے زمانے نے اسکو ابھرنے نہ دیا ورنہ یہ شخص بھی استادوں کی ٹکر کا ہوتا۔ مرزا صاحب آنکھیں بنواتے رہے۔ اسی درمیان میں عشرہ محرم آگیا۔ ڈاکٹر نے ممانعت کر دی تھی۔ اس لئے وہ ایک مجلس بھی نہ پڑھ سکے دور و ز کلکتہ میں کسی نے اڑادی کہ آج مرزا صاحب ٹیبا برج میں پڑھیں گے۔ بہت سے ذی علم مشتاق کلکتہ سے ٹیبا برج میں آئے۔ ایک مجلس میں بادشاہ نے مرزا اوج کو پڑھوایا۔ دوسری میں خود پڑھے۔ چہرہ کے بندوں میں مرزا صاحب کے کلمات کا ذکر فرمایا تھا۔ جس میں سے یہ ایک مشہور بیت بھی ہے۔

سہ چہن سے ان کے دام سخن میں اسیر ہوں۔  
 میں کم سنی سے عاشق نظم و سیر ہوں۔

قدح چشم کے بعد بنائی ایسی ہو گئی تھی جیسی ۳۰۔ ۴۰ سال کے آدمی کی ہوتی ہے۔ خود ایک رباعی میں تالیف کی وہ یہ ہے ابداد علی گاہ خفی گاہ جلی ست۔ برمن زازل عین عنایات ولی ست۔ چوں مادہ دفع شد بگفتم تاریخ چشم بدو رعین اعجاز علی ست۔ انیسویں اور دہائیوں میں رات دن جھگڑے رہا کرتے تھے مشہور و مقبول و اجواب ہاجی شیر مرحوم مرزا صاحب کے شاگرد رشید اور اپنے فن (ہجو قاتلان حسین) میں اکمل رفدگار تھے۔ وہ ان کے بھتیگوں سے تنگ آ کر کہتے ہیں جھگڑا بکر کا ہے نہ جناب امیر کا۔ اب قصہ رہ گیا ہے انیس و دہیر کا۔ مگر کون سنتا تھا تحقیق کرنے سے اور خود جناب اوج مرحوم کی زبانی معلوم ہوا کہ اس زمین میں مرزا اوج صاحب نے سلام کہا تھا انگریزوں کو۔ مکینوں کو۔ پھر میر صاحب نے بھی سلام فرمایا۔ میر مونس نے بھی سلام کہا۔ اور ۲۶ کو نواب میر محمد حسین صاحب کی ماہ مجلس میں پڑھا۔ جس میں نواب ممتاز الدولہ وغیرہ بہت سے مرزا صاحب کے شاگرد و طوفدار تھے یہ طنز یہ شعر نواب ممتاز الدولہ کو مخاطب کر کے پڑھا۔ بھلا تر دے جا سے ان میں کیا حاصل۔ اٹھا چکے ہیں زمیندار جن زمینوں کو۔ اشارہ یہ تھا کہ میر انیس مرحوم کے مقابلہ پر مرزا اوج نے کیوں سلام کہا۔ حالانکہ معاملہ برعکس تھا۔ مرزا اوج پہلے کہ چکے تھے۔ مگر میر مونس کا یہی خیال تھا کہ بعد کو کہا ہے پھر یہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۔ اُس نے عرض کی جہاں پناہ آٹھ دس ڈیرے بیچ میں ہیں۔ فرمایا افادہ ہی مرزا صاحب کو تکلیف ہے جیسی وہ مجھ سے کہتے تھے کہ میں زندہ پشت میں ہو چکا گیا مرزا صاحب کی آنکھیں ابھی سچا رہیں جب آنکھیں غائب کی بنیادی آجائیگی ان کو مونس الدولہ کی کوٹھی میں ٹھراؤ اور چوکی قریب لگاؤ یہ بادشاہ مرحوم کی ذہانت کی معراج کمال اور مرزا صاحب مرحوم کے طریزان کی غلات

انیسویں اور دہائیوں  
 کے دن رات  
 جھگڑے

شعر پڑھا۔ نیا مزہ ہے کہ مضمون تو دستیاب نہیں۔ مقابلے پر چڑھاتے ہیں استینوں کو۔ یہ شعر طنزیہ سنتے ہی نواب صاحب مدوح چپ چاپ مجلس سے اٹھ کر چلے آئے۔ مرزا صاحب کے شاگردوں وغیرہ کو مشیر مرحوم کو خبر ہوئی۔ انھوں نے ایک سلام کسی بڑی مجلس میں کھڑے چاہس میں سے چند شعر لکھتا ہوں۔ اساتذہ کی ہیں غزلیں سلام بھی اکثر۔ نیا سمجھتے ہیں پھر لوگ ان زمینوں کو۔ جلی کٹی مرے استاد سے کرے جو کوئی۔ تو پھونک دوں مع خرم میں خوشہ چینوں کو۔ جنھیں ہے پھوٹنے کا ڈر وہ خود بجا لیں گے۔ مری بلا سے لگے ٹھیس آگینوں کو۔ ہزار بار سزا باکے منہ پر چڑھتے ہیں۔ مشیر کیا کہوں ان احمق اللہ نیکو لگا کے سر سے تربت بہشت دیکھ لیا۔ جھل کیا مری آنکھوں نے دوربینوں کو۔ آخراً میر صاحب کے حکم سے میر مونس۔ اور مرزا صاحب کے فرمان سے شیخ مشیر نے میر و مرزا سے ہاتھ جوڑ کر اپنے تصور معاف کر لے۔ یاد ہے کہ اُس زمانے کی ہر مجلس میں (قریب قریب) انیسویں دہائیوں میں جلی کٹی ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ جب انیسویں کہتے تھے بتائیے اس شعر کا کیا جواب ہے۔ یہ بھربیاں نہیں ہاتھوں پہ صنف پیری نے۔ چاہے جا مہستی کی استینوں کو۔ دیر لے کہتے تھے۔ حضرت ان سے بہتر مختصر لفظوں میں سو برس پہلے میر فرما چکے ہیں۔ یہ ضعف سے بھربیاں بدن پر ہستی جائے کو چن رہی ہے۔ ال مسرقہ کا جواب ہم کیا دیں نظیر برادر دیر نے بھی ایک مقطع سلام میں اُسی زمانے میں کہا تھا۔ طعنہ زن ہوتے ہیں جو بیٹھ کے منبر پر نظیر۔ کیا نہیں جانتے وہ اہل زباں اور بھی ہے۔ انیسویں کہتے تھے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ چچا ہٹاؤ انگوٹھا یہ سطر دکھلا دو۔ سطر میں ذم کا پہلو ہے۔ دیر لے کہتے تھے کچھ پڑھا بھی ہے۔ وہ ستر تائے قرشت سے بکسرتا ہے۔ یہ سطر طائے حلی سے ہے۔ اس میں ذم کا پہلو کہاں ہے۔ ذم کا پہلو دیکھنا ہو تو یہ مصرع میر صاحب کے ٹرٹھے سے پال نہ ہوں پھول جو گلزار پہ دوڑے۔ سم ترنوں گر قلزم زخار پہ دوڑے۔ اس طرح رگڑ گھر بار پہ دوڑے جس طرح سے غنہ کی سدا تار پہ دوڑے۔ یہ چار پہ دوڑے چار مصرعوں میں ہو گئے۔ انیسویں کہتے تھے جناب عالی وہ پہ دوڑے بضم دال۔ اور یہاں پہ دوڑے میں دال کو فتح ہے۔ آپ کے مرزا ادج صاحب فرماتے ہیں۔ یہ میں پہلوان چیں ہوں مرے خوشہ چیں ہیں یہ۔ یہ کیا چیں چیں لگائی ہے۔ دیر لے جواب دیتے تھے۔ آپ کے میر مونس نے تو اور تم ڈھایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ یہ میری تھیں میں جان ہے گوبے حواس ہوں۔ تم مڑ کے دیکھ لینا میں پر دے کے پاس ہوں۔ ذرا انقطع تو کیجئے پہلے مصرع میں ہکو نکلتا ہے۔

عہ، عجمدان خبر کی نظر سے ایک مثنوی میں یہ مصرع یوں گزرا ہے۔ ع۔ عیو ہا ہٹاؤ انگوٹھا یہ لفظ دکھلا دو۔ یعنی بجائے ”سطر“ کے ”لفظ“ ہے قرین قیاس ”لفظ“ ہے کیونکہ انگوٹھے سے ”لفظ“ کو چھپا سکتے ہیں بڑی سطر میں چھپ سکتی۔ حقیر خبر ۱۲

ایسے۔ حضرت مرزا صاحب نے فصاحت کی حد کر دی ہے پامال کر دلاشوں کو ٹاپوں سے کچل کے۔ دبیرے  
یہ آپکی سمجھ کا پھیر ہے۔ اس میں کوئی لفظ اصول فصاحت سے گرا ہوا نہیں ہے۔ ایسے آپ فصاحت کو  
کیا جانے۔ آپ تو ایسے مصرع کی تعریف کریں گے جو روپیہ چڑھاؤ اسکو دوپارا کیا اس نے۔ دبیرے  
یہ آپ لوگوں کی ستم ظرفیاں ہیں خود مصرع الکر (جب کوئی اعتراض نہیں سوچتا) دبیرے کے سر تھوپتے ہیں اگر  
آپ سمجھیں تو بتائیے مرزا صاحب کے کس مرثیہ میں ہے۔ ایسے یہ تو معلوم نہیں۔ خیر یہ مصرع ادنیٰ کانہ ہو گا اور  
بہت ایسے مصرع ہیں۔ دبیرے۔ فصاحت تو اس مصرع میں ہے ع موسیٰ اسے کڑیہ ہوا حکم گبریا۔ اور سنئے  
بولی وہ عندلیب چین پر در بتول۔ طرہ دہی ہے سب میں مہیش چڑھے جو بھول۔ مہیش بڑبڑ کا نام ہے  
شاہزادہ علی اکبر ہم شبیہ پیغیر کو اس بھول سے تشبیہ دینا جو بت پر چڑھایا جائے۔ کما بلاغت اسی میں ہے  
ایسے۔ جناب یہ روزمرہ ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں۔ آپ ہی فرمائیے خارہ میں یوں ہی بدلتے ہیں یا اور  
کچھ۔ دبیرے۔ مسجد میں بھی بھول چڑھتے ہیں یوں کہنا چاہیو تھا۔ طرہ دہی ہے سب میں کہ مسجد چڑھے جو بھول۔  
ادب خاندان رسالت کا ٹھوکر کھنا یہ حصہ دبیر کا ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں۔ کعبہ میں غل تھا اتھندال لا الہ کا  
یہ تو کلمہ کفر ہو گیا۔ خدا سے انکار نکلتا ہے۔ ایسے۔ خواجہ معین الدین چشتی کی رباعی کا مصرع آپ بھول گئے۔  
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین۔ جس طرح انھوں نے لا الہ سے مراد لا الہ الا اللہ لی ہے یہاں بھی وہی صورت ہے۔  
دبیرے۔ وہ صوفی ہیں انکے یہاں جائز ہے شیعوں میں ناقص کلمہ شہادت نہیں کہا جاتا۔ ایسے مرزا صاحب  
فرماتے ہیں۔ حسینی علم کی خیر۔ یہ شندوں کی زبان ہے۔ اس میں ابتذال ہے۔ دبیرے فقیروں کی بھی یہی  
زبان ہے۔ پھر ابتذال کہاں دم قدم کی خیر البتہ ابتذال اس میں ہے کہیں کوثر کے تو چھٹیوں میں نہیں آیا  
ہے۔ چھٹیوں میں آہ شمس پڑتے ہیں۔ ایسے۔ یہ مصرع میر صاحب نے ابن سعد کی زبانی کہا ہے اسکو وہ شمس  
سمجھتے ہیں۔ دبیرے۔ میر صاحب فرماتے ہیں کہ گردن پہ نمایاں کئی جاگہ خط خنجر۔ یہ جاگہ کیا فصیح ہے ایسے  
جی ہاں تروک لفظ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اک سو دسے آیا پرے سے صفت شیر۔ یہ دسے پرے لکھنؤ

بیمہاں خیر نے ایک مرثیے میں عرض کیا ہے۔

عطاءے خاص کی شہرت ہونیض عام کی خیر	خدا رکھے تری عزت کو تیرے نام کی خیر
گھڑی گھڑی کی بار دہو صبح دشام کی خیر	سبو کی خیر صراحی کی خیر بام کی خیر
تدیم تیری گلی کے نفیس ہم بھی ہیں	
حسبیں بادہ حشم غدیر ہم بھی ہیں	
بیشک فقیروں کی بھی زبان یہی ہے۔ حقیر خیر ۱۲	

والے مدت سے چھوڑ چکے۔ دہلی کی زبان ہے۔ دیرے۔ مرزا صاحب کی شاعری میر صاحب سے قدیم ہے۔ بڑے  
ابتدائی مرثیے کا مصرع ہے اسوقت یہ بولتے تھے ہاں میر صاحب فرماتے ہیں سہ پہوچے نہ صبا دے کے کبھی گڑ  
کے دنبال۔ دنبال کیا ہیودہ خلافت فصاحت اور ستروک ہے۔ اور لیجئے سہ جب تیغ سے نیزوں کو قلم  
کرتے تھے شہسپر جاتا تھا اشاروں میں گماناؤں پہ جوں تیر۔ کیوں جناب یہ جوں تیر کیا۔ کیا جوں ستروک نہیں۔  
اور سنئے۔ بے کوکے انھیں پھیرتے جب دُش شہ دلگیر۔ آتا تھا پیا دوں پہ سواروں کی صفیں چیر۔ صفیں چیر کر  
کنا چاہئے تھا۔ یہ بھی وہی ستروک بندش ہے۔ انیسے۔ مرزا صاحب نے ٹھہر کو خیر کا قافیہ کر دیا۔ اس سے بڑھکر  
کیا ستم ہوگا۔ دیرے۔ اس میں کیا قباحت ہے۔ جب ٹھہر بولتے ہیں تو خیر دیر کا قافیہ بھی ہو سکتا ہے۔ میر صاحب  
تو فرماتے ہیں۔ بخدا فارس میدان تور تھا تر۔ اس سے حضرت کی علمیت ظاہر ہے۔ جناب عالی تور و جہنم میں  
مذموم ہیں صرف شجاعت مدوح ہے۔ تور اسکو کہتے ہیں کہ بے ضرورت اپنی جان دیدے۔ اور شجاعت۔ اسکو  
کہتے ہیں کہ جہاں مرہٹوں مدوح ہو وہاں کام آئے حضرت حرنے تور سے نہیں بلکہ شجاعت سے کام لیا۔ اگر  
کوئی عربی کتاب آپکو دستیاب نہیں تو اخلاق ناصری ہی پڑھ لیجئے۔ انیسے۔ کوئی مثلاًشی ہے سدا محفل علم کا  
مثلاًشی غلط ہے۔ دیرے۔ مثلاًشی یا بتلاشی لوگ رات دن بولتے اور لکھتے ہیں۔ البتہ غلط لفظ یہ ہے سہ  
حکون تھا اور کون بن فین بکلی۔ بکلی کے لام کو تشدید کیسی بکلی بلا تشدید صحیح ہے بقول میر انشا۔ تشدید در  
لفظ چہرہ بنا شد۔

جو چوٹیں چلتی تھیں وہ بڑی طولانی اور مزہ دار ہوتی تھیں۔ جہاں نقصان تھا وہاں بہت سے  
مسائل بھی علم ادب کے حل ہوتے جاتے تھے سہ خدا دراز کرے عمر عیب بینوں کی۔ ہم ان کی شمع سے سوا  
صواب دیکھتے ہیں۔

اسی ۱۹۱۹ء میں مرزا صاحب کو سخت سے سخت صدمے پہونچے ۱۲۹ھ میں ہادی الاول  
کی پانچویں کو فوجان فرزند محمد ہادی حسین عطا ر دنے ۲۰ برس کی عمر میں تہنہ کر کے انتقال کیا سہ کتا ہے  
خود شباب کہ مرنے کے دن نہ تھے۔ اٹھائیس دین صفر ۱۲۹ھ کو حقیقی بڑے بھائی اور شاگرد رشید مرزا غلام  
محمد نظیر حل بسے۔ سب سے بڑھ کر اور آخری صدمہ میر بی بی علی صاحبہ انیس مفسور کے مرنے کا تھا۔ جنکا بروز  
دوشنبہ ۲۹ شوال ۱۲۹ھ قریب مغرب انتقال ہوا۔ شاعری۔ مرثیہ گوئی۔ مرثیہ خوانی۔ زندگانی سب  
باتوں کا لطف اُدھ گیا۔ اوکی تائید وفات جو مرزا صاحب نے کئی وہ حیات دیر جلد اول کے صفحہ ۱۰۷ و  
۱۰۸ پر درج ہے۔ یہاں میں صرف تین شعر آخر کے لکھوں گا۔ سال تاریخش بزر و بینیہ شد زبیا نظم۔  
طور سینا بے کلیم اللہ و سبڑانیس۔ در سین جمعی تائید کفتم صان صان۔ گر طبعم بود محزون مکہ بے انیس۔

آسمان بے اہ کمال سدہ بے روح الایں - طور سینا بے کلیم اللہ منبر بے انیس - میر صاحب تو فرما چکے تھے ۹۲۹ جب ہم نہ رہے تو کچھ کھیر اندر رہا مگر ان کے طرفداروں نے ثابت کر دیا کہ بعد مرے کے بھی بھگوارہ لگیا - اور کہنا شروع کیا کہ سنہ مطلوبہ نہیں نکلتے - بعض اب تک کہے جاتے ہیں جناب جی سید محمد صاحب قبلہ عرف نواب پیائے صاحب شمس آبادی (جو تاریخ گوئی میں تمام ہندوستان میں بے مثل تھے) فرماتے ہیں - حاسدین و جملہ سے بحث نہیں کہ ان کا جہل و تعصب مانع تحقیق ہے - علماء و شعرا اکثر ناواقف فن ہیں - فن تاریخ گوئی فی الواقع علم شعر سے بھی الگ ہے - اگر اسکو علم جفر کی ایک شاخ کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں - افسوس کہ کسی مورخ نے بھی خیال نہیں کیا - کہ ایسا یگانہ دہر ایسی فاحش غلطی کر گیا - جناب مرزا صاحب ایک مرثیہ میں گھوٹے کی تعریف میں فرماتے ہیں عیش و اعطاف زمین و فلک میں ہے - اور ثابت کر دیا ۵ سال تاریخش بزر و بینیہ شد زین نظم - اگر اس ترتیب میں کہ پہلا لفظ زبیر دوسرا بینہ میں ہو فرق آگیا تو خوبی کیا ہوئی - حساب دیکھ لیجئے -

زبر	بینہ	زبر	بینہ	زبر و بینہ	زبر	بینہ
طور	سینا	بے کلیم	اللہ	و	منبر بے	انیس
۲۱۵	۲۲۷	۱۱۲	۱۹۳	۱۳	۳۰۴	۲۲۷

### میزان ۱۲۹۱ھ

کم فہم خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں و اعطاف کی خاصیت کو ملاحظہ فرمائیے اس کا تعلق زبر و بینہ یعنی اول و آخر دونوں سے ہے لہذا صرف اُسی کے زبر و بینہ دونوں میں اعداد ملے - ترتیب صنعت زبر و بینہ کی بدستور قائم ہے - اعداد مطلوبہ حاصل ہو گئے - بہر تہ ۱۹۱۳ھ عید محمد جعفر -

صدات مذکورہ سے مرزا صاحب مرحوم جانبر نہوئے اور آخر ورم کبد میں تیسویں ماہ محرم ۱۲۹۲ھ کو قریب صبح صادق یہ آفتاب شاعری و مرثیہ گوئی غروب ہو گیا - دن میں جنازہ اٹھا ہزاروں علماء شعرا و کملہ جنازے کے ساتھ ساتھ اون مرحوم کی یہ رباعی پڑھتے ہوئے غسل میت کو دریا پہلے گئے - ۵ رحمت کا تری امیدوار آیا ہوں - متھ ڈھانپے کفن سے بشر سار آیا ہوں - چلنے نہ دیا بارگنہ نے پیدل - تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں - جناب شمس العلماء سید محمد ابراہیم صاحب مہتمم العصر نے ناز جنازہ پڑھائی - بعد غسل دریا سے آکر اپنے گھر میں مدفون ہوئے - جو چھوٹا مقبرہ آج تک برقرار ہے مرزا اوج مرحوم اور بہت سے کالموں نے تلخیص وفات کہی ہے - میر مرحوم کے کلیات میں بھی چند رباعیاں



ہیں گرنچہ منیر مرحوم کی ایک مختصر سی تاریخ بہت پسند ہے۔ مصرع مادہ میں کمال کیا ہے کہ وقت تاریخ و  
روز سب کچھ ہے گویا یہ تاریخ صوری و معنوی ہے۔ وحید عصر جناب دبیر معجز دم۔ کہ سر عطا درگاہوں بیائے  
اور سودہ۔ انہیں سرے سے سچی چورخت خود برداشت۔ بہ نزد آں نبی در پشت آسودہ۔ منیر سال ۱۳۰۵  
روز و وقت تارخیش۔ بچاہ و سلخ و سہ شنبہ مرزا ابودہ۔ مرزا صاحب کی طرف سے اکثر ان لوگوں نے منہ پھیر لیا  
ہے جتنے بزرگ مرزا صاحب کے ذاتی تھے۔ بعض ہمارے دوست ہم کو یہ کہتے تھے کہ دینا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب  
کے کلام کی سادگی و تاثیر زندہ رہے گی۔ اور مرزا صاحب کی شوکت الفاظ و بلند پروازی مٹ جائے گی۔ کہ  
منابع و بدایع کے سمجھنے والے ہی نہ رہے اور آئندہ اور نہ رہیں گے۔ اگر اس کو شکریہ کے ساتھ قبول بھی کر لیا  
جائے تو پھر اسکا کیا جواب ہے کہ جو کلام کہ سادہ اور موثر ہے اسکی طرف سے کیوں چشم پوشی کی جاتی ہے۔  
اور جو منابع و بدایع میر انیس مرحوم کے یہاں ہیں ان کی شاکس منہ سے کی جاتی ہے۔ دیکھئے ہارستان  
سخن شمس العلماء اب سید ادا امام صاحب قبلہ کی۔ استعارہ و تشبیہ و غلو کی مبالغہ کے ساتھ مذمت فرماتے  
ہیں مگر جہاں کہیں یہی چیزیں مرزا سودا۔ میر حسن۔ میر انیس کے کلام میں ہیں انکی یہ کلمہ مدح فرمائی ہے کہ  
سلیقہ سے برتا ہے۔ پھر دبیر کے کلام کو بھی کیوں نہیں کہتے کہ سلیقہ سے برتا ہے۔ یا بد سلیقگی سے۔ یہ عذر  
کیسا کہ یہ تذکرہ نہیں جو ہر شاعر کا نہ کر لیا جائے۔ دبیر کا فصیح و سلیس و موثر کلام بھی کچھ کم نہیں۔ ایک  
دبیر ہی ایسا شاعر بگوٹے کا جس کا کلام ہر رنگ میں اور ہر بکثرت ہے۔ اگر آپ کے دل و ماغ میں خدا  
نے انصاف کا مادہ و ولایت فرمایا ہے تو ایسے ہی کلام کی آپ داد دیجئے خدا کے لئے بیدار نہ کیجئے تعجب  
کی عینک آنکھوں پر سے اوتار کر دیکھئے۔ کیا دبیر کا کل کلام منابع و بدایع ہی میں ہے۔ وہ کون سا  
رنگ ہے جو انیس کے یہاں ہے۔ دبیر کے کلام میں بالکل نہیں۔ حکیم سنائی کے اخلاق حسنة کی طرح فرما کر  
یہ لکھنا کہ انسان کے اخلاق و اطوار اس کے علم و فضل میں تمام تر دخل ہوتا ہے۔ حکیم ممدوح کا جیسا مزاج  
تھا ویسا ہی اسکے کلام میں اثر ہے۔ اور مرزا صاحب کی سخاوت۔ ایثار۔ عبادت۔ شرافت۔ علم و فضل  
غیرت۔ انکسار۔ فروتنی کی صفہ ۳۳۵ پر مدح کر کے رہ جانا۔ کیا ثابت کرتا ہے۔ اگر مرزا مرحوم کا وہ عطا  
ہی کلام تھوڑا سا لکھ دیا جاتا تو ہر شکایت کا موقع نہ باقی رہتا کیا عادتوں کا اثر مرزا مرحوم کے کلام میں  
نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ مگر دیکھئے کون۔ سادہ و موثر ایک مرثیہ کا مطلع بھی لکھ دیا ہے جب حرم قلعہ شہر  
کے برابر آئے۔ مگر چند بند اسکے بھی نہ لکھے۔ اگر ان کے پاس یہ مرثیہ نہیں تھا تو مرزا وج مرحوم کے منگو اپنے  
جوانکو گھر سے قدر شناس۔ دوست تھے۔ اور تو اور کوئی تفسیق اسلام بھی دبیر کی نہ لکھی حالانکہ دبیر ماتم کی  
جلدوں میں سے پوری ایک جلد تفسیقوں کی ہے۔ سلطان عالمیہ کے سلاموں کو جو مرزا صاحب نے تفسیق

مرزا صاحب کی  
کلام کی  
سادگی و تاثیر  
کی

مولانا ابوال  
امام صاحب  
کی مدح  
مرزا صاحب  
سائے ۱۳



فرمایا ہے اس میں غلو و تشبیہ و استعارہ کہیں کہیں برائے نام سلیقہ سے ہے۔ نہایت سادہ و موثر نظمیں ہیں بہر کی زبان عیاں بھی کھٹیا۔ اور کم درج ہیں اگر دفتر ماتم میں ڈھونڈنے سے تکلیف ہوتی تھی (حالانکہ باعیا کی بھی ایک علیحدہ جلد ہے) تو میاں دہیر ہی سے چوٹی کی زبان عیاں لکھ سکتے تھے۔ کلام دہیر کا نمونہ بہت مختصر ہے۔ اور گھٹیا کلام پھانٹ پھانٹ کے اگر نہیں لکھا گیا تو کم سے کم بے توجہی سے تو ضرور کام لیا ہے۔ مرزا کو خالی سلطان الذکرین لکھ دینے سے ذاب صاحب حق دہیر سے نہیں ادا ہو سکتے۔ اگر کسی ایسے انیسے کی خاطر سے کتاب لکھی یا چھپوائی ہے کہ جس کے دل میں مرزا صاحب کے محامد سخن دیکھنے (پڑھنے) سے جلن ہوتی ہے۔ تو ذاب صاحب قابل معافی ہیں۔ کیونکہ بعضے انیسے ضرور ایسے ہیں جنکو ذرا سی طرح بھی مرزا صاحب کی بری معلوم ہوتی ہے مگر ایک عالم کی شان سے یہ بالکل بعید ہے کہ کسی دوست کی خاطر سے کسی کامل کے کلام سے بالکل آنکھ بند کرے گو مولوی امیر احمد صاحب علوی بی لے مولف یا دگار انیس بھی ایسے عاشق انیس ہیں کہ دہیریوں کی نظر بچا کر اشاروں میں انیس کو تفصیل دینا چاہتے ہیں۔ (جیسا کہ صفحہ ۸ پر خود لکھ گئے ہیں) مگر انہوں نے یہ ستم ظریفی نہیں کی۔ جہاں مرزا کا کلام بہت بڑھ گیا ہے وہاں اشارہ کر کے یا مان لکھ دیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۹۹ پر میر صاحب کے اس مرثیے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تیروں سے بدن شاہ کا غزال ہوا۔ یہ بند میر صاحب کا لکھتے ہیں۔

حلق پر تیغ ہوا در سینے پہ ہووے جلا د ہے یہ امید کہ اس دم بھی نہ بھولے تری یاد

نہ عنسم اہل حرم ہونہ خیال ادلا د کان تک میرے سکینہ کی نہ پہونچے آواز

دہیان بیٹے کا نہ بیٹی کا نہ ہمشیر کا ہو  
ذکر تبیع کا تہلیل کا تبیسر کا ہو

مرزا دہیر نے یوں ادا کیا ہے۔

عہ شمس العلماء مولانا امداد امام صاحب بالقاب نے بہارتان سخن میں مرزا دہیر مرحوم کے متعلق عبارت میں جو طرز اختیار فرمایا اس میں تو یہ کی شان پائی جاتی ہے۔ میرے پاس یہ کتاب تھی مگر میرے ایک دوست سید کبیر حسین صاحب نے مجھ سے ہاتھ لائی اور پھر واپس نہ کی۔ اگر اس وقت وہ کتاب میرے پاس موجود ہوتی تو میں اس عبارت کا اقتباس اپنے دعوے کی دلیلیں میں پیش کرتا اس وقت صرف ایک فقرہ یاد ہے۔ مولانا نے موصوف۔ مرزا مرحوم کے متعلق لکھتے لکھتے فرماتے ہیں کہ شاعری سے علیحدہ علیحدہ ہو کر مرزا صاحب ..... تھے۔ ”شاعری سے علیحدہ ہو کر“ میں جو معنوی ایہام ہے وہ کہہ سبجوں سے پوشیدہ نہیں کاش مولانا نے موصوف مرزا مرحوم کا ذکر ہی اس کتاب میں نہ فرماتے۔ یہی چار خیر ۱۲

مولوی امیر احمد صاحب  
علوی بی لے مولف  
یا دگار انیس بھی ایسے  
عاشق انیس ہیں کہ دہیریوں  
کی نظر بچا کر اشاروں میں  
انیس کو تفصیل دینا چاہتے  
ہیں۔ (جیسا کہ صفحہ ۸ پر  
خود لکھ گئے ہیں) مگر انہوں  
نے یہ ستم ظریفی نہیں کی۔  
جہاں مرزا کا کلام بہت بڑھ  
گیا ہے وہاں اشارہ کر کے یا  
مان لکھ دیا ہے۔ چنانچہ  
صفحہ ۹۹ پر میر صاحب کے  
اس مرثیے کا ذکر کرتے ہوئے  
لکھتے ہیں کہ تیروں سے بدن  
شاہ کا غزال ہوا۔ یہ بند  
میر صاحب کا لکھتے ہیں۔

تو شہنشاہ شہنشاہ نکاہے بار خدا ہیں برابر تری درگاہ میں سب شاہ گدا  
خاطر عاشق جانباڑ ہے البتہ جدا اے خوشحال کہ مجھ سے ہو ترا عشق ادا

حلق پر تیغ رہے سینے پہ جلا دے

لب پہ جو نام تزا دل میں تری باد ہے

”سبحان اللہ کہ کس قدر صاف بندش ہے۔ اور کیسا موثر طریقہ بیان۔ دونوں بزرگوں نے  
ایک ہی مضمون نظم کیا۔ مگر مرزا صاحب نے لب پہ جو نام ترا اضافہ کر کے۔ شعر میں جان  
ڈال دی اور میر انیس کا سارا بند ایک ٹیپ سے گرد کر دیا۔ یہ مرزا دیر کی نازک خیالی  
سے ترقی پا کر مسل متنع ہو گیا۔ حاشیہ پر خود مولف لکھتے ہیں:- ناختم کتے ہیں کہ یہ حکایت  
یا دگار سے نکال ڈال۔ اس قصہ سے میر صاحب کی تنقیص ہوتی ہے اور اگر اس کے مزج  
کرنے پر اصرار ہے تو یہ شعر بھی کھدے۔ ۷ گاہ باشد کہ کو دک ناداں۔ رغلط بہر ہن  
زند تیرے۔ نقل کفر کفر نباشد مرزا صاحب کی شان میں راقم الحروف ایسی گستاخی ہرگز نہیں  
کر سکتا ہے۔ اور نہ اس حکایت کو حذف کر کے الفاضل کے گلے پہ پھری چلا دیکھ سکتا ہو“  
اس اقتباس سے مطلب یہ ہے کہ شاید شمس العلماء موصوف کو بھی کوئی ایسے ہی ذی فہم ملے  
ہوں اور انکی خاطر سے انہوں نے مرزا صاحب مرحوم کو پوری داد نہ دی ہو اور کلام پر نظر غور نہ کی ہو تو اب  
غور فرما کر مکی کو پورا فرما دیں۔ ورنہ ایسا ہی انوس رہ جائے گا۔ جیسا کہ خان بہادر مولوی سید محمد صاحب  
شاد مرحوم عظیم آبادی کو نولے وطن میں مرزا صاحب کے کمالات کا اعتراف نہ کرنے سے مرتے مرتے رہا جبکا  
حال ان خطوں سے معلوم ہو سکتا ہے جو مولف حیات دیر کے پاس ان مرحوم کے قلمی و دستخطی موجود ہیں اور  
جبکا تھوڑا اقتباس حیات دیر میں کیا گیا ہے۔ مولف کے بزرگوں کے ملنے والے اور مداح کمال۔  
یہ جناب شمس العلماء ہیں اسلئے عرض کرنا پڑا۔ ۷ گستاخ ہو کے عرض کیا ہے معاف ہو۔ خاتمہ یہ عرض  
کرنا ہوں کہ مقبرہ انیس۔ یادگار انیس نہ بنا آخوالا مرزا صاحب علوی نے اپنی کتاب کا نام یادگار انیس  
رکھ لیا۔ یا خدا کیا ہم مقبرہ انیس و دیر بچتہ و شاندار نہ دیکھیں گے۔ اور یہ کام آئندہ نسلیں انجام  
دیں گی۔ ۱۷ برس کی عمر میں تابت کی یہ آرزو سننی کے قابل معلوم ہوگی۔ مگر میں لاتعلفوں من رحمۃ اللہ کی  
تلاوت کر کے کہتا ہوں کہ دونوں مقبرے میری زندگی میں نہیں گے۔ دیر کے فدائی اگر نادار کا معدوم کے  
مصدق ہیں تو انیس کے شید کیا زبانی جمع خرچ کر کے رہ جائیں گے۔ اور دکھانے ہی کی یہ سب محبت و  
قدر شناسی ہے جو ہکو تسکین دیتے ہیں کہ دیر کے پسند کرنے والے نہیں رہے۔ وہ فسانہ عجائب کی طرح

دنیائے ہو گئے۔ ہم ان کو یہ جواب نہ دے سکیں کہ تم بھی میرے صاحب کے عاشق یا قدر شناس نہیں ہو۔ اگر واقعی قدر والے ہوتے۔ تو ۲۰ ہزار روپیہ لگا کر مقبرہ انیس بنوا دیتے تم میرا بیس مرحوم کا مقبرہ بچتے اور عالیشان بنوا دو کارساز حقیقی دیر مرحوم کے مقبرہ بنے کا بھی سامان کر دیکھا۔ کارساز بالفکر کارما۔ ورنہ ایسے ہونے کا نام نہ لو۔ ہم تو نادر ہیں خدا نخواستہ تم معذور نہ ہو جاؤ۔ اللہ بس باقی ہو س۔

دہی پرانا حنا دم ثابست علی عنہ

۱۱  
۳۰

۵ دیر انیس ایسی ہستیاں اگر یورپ میں ہوتیں تو ان کے مقبرے سونے کی اینٹوں سے بنوائے جاتے بقول میرسر فرزا کہ دونوں کے کلام پر پھبتیاں اڑانے والے دیکھیں کہ ان بزرگوں کی خواجگاہوں کی چھتیں تک شکستہ ہیں افسوس صد ہزار افسوس۔ حقیر خیر ۱۲

مرزا دبیر مرحوم کے کلام کی دو جلدیں ہفت آیات

اور بہشت بہشت مرتب ہیں انشا اللہ جلد تر لذت

افرائے اہل فوق ہوں گی

نیچر ممتاز بک ایجنسی

سبع مثانی کی جلدیں کتب خانہ تجارانی خیر المطابع سے بھی مل سکتی ہیں،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مرزا دبیر علیہ الرحمہ

رفزدہ جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق شہادی و نظم سبیل بحر طوط و میں ماہر ضلع مقصد۔

تلمیذ مرزا اوج صاحب غفرہ اللہ مصنف المیزان و حسنات عمر و غیرہ

مقام ہر ستریم است بیت ابرو را

اگر نہ رتبہ نظم است از چہ رو صائب

شاعری انسانی جذبات و احساسات کے اظہار کا نام ہے، جس کا عکس انشراح کے آئینوں میں جلوہ گر ہوتا ہے اور یہی جذبات، شاعری کی روح و دان ہیں۔ جذبات و احساسات کا اظہار انسان ہر زبان میں اور ہر نظم و نثر میں کیا کرتا ہے۔ مثلاً درد و سوز کے واقعات نثر میں بھی ادا کیے جاتے ہیں اور وہ گونہ موثر بھی ہوتے ہیں، لیکن اظہار جذبات میں دلکشی اور لہجہ بینی جس طرح ایک فصیح و بلیغ اور جذبات کی صحیح تصویر کھینچنے والا شاعر کر سکتا ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کے نثر نگار سے ناممکن ہے خواہ وہ کتنا ہی جادو نگار کیوں نہ ہو۔ یہ نظم ہی کا ساحرانہ اثر ہے کہ میدان کا رزار میں رجز کے ایک شعر سے بلا کا تلام برپا ہو جاتا ہے اور جذبات تھوڑی اور رگ حمیت میں غضب کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر سپیکر اپنی نثر عبارت میں کبھی کبھی مختلف ہشام سے اپنے کلام کو مؤثر اور دلنشین بنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں اور وہ انشراح ان کے تمام کلام میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دیتے ہیں اور دلوں میں مسرت و جوش کے جذبات موجزن ہو جاتے ہیں۔ نثر کی اعلیٰ تصانیف تو امریچ و سوانح عمریوں میں بھی جا بجا پر کیفیت انشراح نظر آتے ہیں جو تمام نثر کو پر لطفت بنا دیتے ہیں۔

جس طرح انسان خوش اسلوب خوش آئند مناظر و کھڑکھڑاں و ستارے اور اسکے مہجائے ہوئے دل و دماغ میں ایک قسم کی تازگی آ جاتی ہے، اسی طرح خوش ترکیب خوش معانی اور ہر تاثیر ہشام سے سچی خوشی۔ سچا جوش۔ روحانی مسرت اور جذبات میں ایک موثر تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک درد رسیدہ اپنے محبوب کے مصائب و آلام فراق کو نظم کی بدولت ایسے درد انگیز شعراء میں بیان کر سکتا ہے جس سے سننے والوں کے جگر بھی پاش پاش ہو جاتے ہیں اور صاحب درد کے رنج و غم کا مرنے والی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

فارسی اور اردو گو شعراء نے اپنی عمر میں قصائد گوئی۔ شہادی گوئی میں ختم کر دیں اور غنیمت یہ ہے کہ ان میں سے بعض شعراء اپنی صنف خاص میں ممتاز عالم ہو گئے ہیں اور ان کی نظمیں زبان کی ہشتنگی خیالات کی جدت۔ الفاظ کی دلکشی۔ طبیعت کی روانی۔ نکتہ سنجی۔ اور بلند پروازی کے لحاظ سے

ساعت

بے مثل و لا جواب ہیں، اور ان کی خصوصیات میں آج تک کوئی ان کا سہم و شریک پیدا نہیں ہوا  
گو زمانہ دراز گزر گیا اور بہت سے نازک خیال شعرا پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے رہتے ہیں تھانگو  
شعرا نے بیش بہا صلوات اور جاگیر و انعامات کی خاطر اپنے مدد و عون کی صفت و ثناء میں قلم توڑ دیے  
ہیں، گو دنیا سے فانی کی خاطر معمولی اُمرا کو جمشید شوکت سکندر حشمت - رستم عصر - حاتم دوران - غلام  
نوشیروان زمانہ بنادیا ہو اور کذب و دروغ گوئی و خوشامد سے ایسے مبالغہ آمیز الفاظ استعمال کیے ہیں  
جنہیں حقیقت و اصلیت کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ غزل گوئی کے خرب اخلاق لڑکچہ نے عشق و محبت  
کی تصویریں کھینچ کر نوجوانوں کے دلوں میں شہوانی جذبات اور صنم پرستی کے خیالات قائم کر دیے ہیں  
اور ان سے اخلاقی فضا مکدر ہو گئی۔ گندہ اور کھلے ہوئے فحش الفاظ جن کا عام صحبتوں میں زبان سے  
نکالنا اور کانوں سے سنا کر خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ غزل گوئی کے پیروی میں وہ بلا تکلف اور بغیر  
کسی شرم و حیا کے بیان کیے جاسکتے ہیں۔ یہاں تک کہ بزرگوں کا اپنے بچوں اور خمد و دل کا اپنے بزرگوں  
کے سامنے بھی ان جیسا سوز و حرکات کو مذموم نہیں سمجھا جاتا۔

ایسے شعرا کے بعد وہ چاروں گیارہ باب نظم پیدا ہوئے جنکے دیون میں مرثیہ گوئی کا شوق پیدا ہوا  
کیونکہ یہ صنف ایسی جامع اور وسیع تھی جس کے ذریعہ سے ان کو جملہ اصناف سخن میں طبع آزمائی کا  
موقع مل سکتا تھا۔ اور طبائع شعرا کے اشہب خیال کو بہت بڑی جلا نکادہ دیکھا جاسکتی تھی اور ان کے  
کلام سے انسان ہر قسم کے مضامین کا اظہار کر سکتا تھا۔ مثلاً حمد و ثناء بزرگان دین و خلافت  
مضامین - رزم - برم - سرا پا - ساقی نامہ - مناظر قدرت - صنائع بدائع تشبیہات و استعارات وغیرہ  
چنانچہ مرثیہ گو شعرا تمام اصناف شاعری اور جذبات روحانیہ و خیالات عالیہ کو مرثیہ - سلام و  
رباعی میں ایسی فصاحت و بلاغت و شستگی زبان کی پاکیزگی - حسن محاورہ - خوبی بندش -  
الفاظ کی دلکشی - اور شاعرانہ لطافت کے ساتھ ختم کر گئے ہیں کہ دنیا کے شعرا میں ان کو ایک

علیٰ یہ خیال عام غزل گو شعرا کی نسبت ہر جن کی ملک میں اکثریت نظر آتی ہے لیکن متقدمین و متاخرین غزل گو شعرا میں  
بعض تھمتین اور سنجیدہ طبیعت شاعر بھی پائے جاتے ہیں جنکے کلام میں اکثر ایسے نفیس اور بے بہا اشعار نظر آتے  
ہیں جن میں حسن اخلاق بے ثباتی و دنیا اصلاح تمدن اور تعلیم اخلاق کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور بعض بعض صوفی مزاج  
اہل دل - اہل ورد و خاں رسی و اردو شعرا کی غزلیں تو عمدہ عمدہ مضامین، پاکیزہ جذبات روحانی اور  
اعلا خیالات سے سرشار ہوں۔ ایسے غزل گو ہمارے لیے سرمایہ ناز ہیں ۱۲

عظیم انسان اختیار حاصل ہو گیا۔ ان کی رباعیان اور سلاسون کے اکثر اشعار علم اخلاق و تمدن کے لطیف نمونے سے معمور نظر آتے ہیں یہ خیال ہے کہ شعرا کے تمام کلام میں کوئی ایسی نظم نہیں جس میں مرثیوں کے برابر اخلاقی مضامین کا ذخیرہ موجود ہو۔

واقعات عالم میں معرکہ کر بلا ایک ایسا جالینوز اور جانکاہ واقعہ تھا جس کے مقابل میں ہمتا کے کسی واقعہ سرخ و غم کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ ضرورت تھی کہ ایسے دردناک تاریخی واقعہ کے واسطے نظم سے کام لیا جائے کیونکہ نظم ہی ایک ایسی پُر اثر چیز تھی جو درد انگیز واقعات کا سچا منظر آنکھوں کے سامنے پیش کر دے، تاکہ درد انگیز جذبات پہلے شاعر کے دل میں پیدا ہوں اور اس کے قلب کو متاثر کریں اور پھر اسی دلی جذبہ سے بے اختیار ایسے رقت خیز اور پرورد الفاظ نکلیں جو سامعین کے دلوں کو بھی متاثر کریں اور ہر شعر میں دلی جذبات کا پرتو نظر آئے، اور مرثیہ کا اصلی مقصد یعنی گریہ و بکا جو باعث ثواب آخرت ہے بخوبی حاصل ہو۔

مرزا صاحب کو اس فن خاص میں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ تمام مرثیہ گوئیوں سے زیادہ ان کے مرثیوں میں درد و غم کا موقع ہوتے ہیں جو مرثیہ کی علت غائی اور اس کا مروجہ حقیقی ہے، اسکے علاوہ انھوں نے دوسرے مضامین میں بھی اپنی پُر زور اور مضامین آفرین طبیعت کے وہ جدتیں پیدا کی ہیں جنکو سن کر صاحب ذوق پرورد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے کلام میں سادگی، صفائی اور شستگی نہیں ہے لیکن اس کی وجہ مولانا اشعری صاحب بہت صحیح لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کو عربی کے ادب سے خاص محبت تھی اور فارسی کی اعلیٰ تصنیفات ہمیشہ زیر نگاہ رہتی تھیں، اس لیے عربی اور فارسی کی ترکیبوں اور شکوہ کلام نے ان کی شاعری میں ایک خاص طور کی آمد اور آمد کو جگہ دی تھی اور وہ اردو کے لفظوں میں عربی اور فارسی کے بڑے بڑے مطالب لانا چاہتے تھے۔ مرزا صاحب کے کلام سے بے انتہا اعلیٰ مطالب کا اقتباس کیا جاسکتا ہے۔

سادگی کے معنی اور معیار کو مرزا سلطان احمد صاحب کتاب فن شاعری میں لکھتے ہیں کہ "وہ شاعر جو ہمیشہ اعلیٰ مضامین اعلیٰ پیرایہ میں بیان کرتے ہیں ان کی سادگی ہمیشہ اعلیٰ پایہ پر ہوتی ہے اگرچہ یہ لوگ مضامین کو نہایت سادگی ہی سے بیان کرتے ہیں مگر پھر بھی عامیانہ مذاق اور سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں، اور محدود انشیاں لوگ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ان میں سادگی نہیں ہے۔"

مرزا صاحب کے زمانہ میں جنھوں نے میر صاحب سے پہلے شاعری کے کوچہ میں قدم رکھا تھا

استاد شاعر  
کریں گے

واقعہ  
کرتا

مرزا صاحب  
درد انگیز

اداس  
کے کلام میں  
سادگی و  
صفائی

سادگی کے  
معنی

مرزا صاحب  
کے کلام میں

دوبی علم لوگوں کے کانوں میں فارسی شعر کی نازک خیالیوں کے مضامین گونج رہے تھے وہ اپنے مذاق کے مطابق سادہ کلام سے لطف اندوز نہ ہوتے تھے اس لیے ان کو زمانہ کارنگ و کچہ کر اسی طرز کو زیادہ اختیار کرنا پڑا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب و میر صاحب مرحومین کے زمانہ میں دقیق مضامین کے خالقین اور سلاست پسند طبائع کے لوگ مساوی تعداد میں موجود تھے اور دونوں صاحبوں کے قدر شناس لوگوں کی جماعت یکساں تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونوں بالکمال بزرگوں کو یکساں شہرت و ناموری حاصل نہ ہوتی، ایک صاحب کے کمالات کی فوقیت و برتری دوسرے صاحب کی فضیلت و ناموری کو مغلوب کر دیتی، ان میں سے ضرور ایک حریف کا نام گنہامی کے پردہ میں چھپ کر رہ جاتا، ملک میں انیس و دسیر کا نام ساتھ ساتھ زبانوں پر جاری نہ رہتا اور آہٹیک نقادان سخن اس سرگردانی میں مبتلا نہ رہتے کہ ان میں سے ترجیح کا مست فیضین کس کو کیا جائے۔

لکھنؤ میں دونوں صاحبوں کے پڑھنے کی ایک خاص مجلس باطل ایک ہی وقت شروع ہوتی تھی سب سے نا اقلین سخن ایک وقت میں صرف ایک ہی صاحب کے کلام کو سن سکتے تھے لوگ کہتے ہیں کہ دونوں مجلسوں میں یکساں جمع کثیر ہوتا تھا اور نقادان کلام دونوں مجلسوں سے یکساں مخلص و مسرور ہوتے تھے اور کسی کو سوس نہ ہوتا تھا کہ ایک ہی وقت میں ہونے سے ہم دوسری مجلس میں شریک نہ ہو سکے۔

اگر مرزا صاحب یہ محسوس کرتے کہ آج لکھنؤ میں میرا نہیں ج کے طرز کے خیر اکثر ہیں اور انہیں کارنگ، زیادہ پسند کیا جاتا ہے تو ان کے واسطے کچھ دشوار نہ تھا کہ وہ اپنے طرز سے سہٹ کر صاحب کا طرز اختیار کر لیتے کیونکہ وہ اسی لکھنؤ کے رہنے والے تھے، وہیں آنکھیں کھولیں وہیں زبان کھولی لکھنؤ کی اسی یکساںی زبان اور محاورات کے جاننے والے سمجھنے والے اور بولنے والے تھے۔ اگر انھوں نے ایک شکل اور ادق طرز میں کمال حاصل کر کے ایجاد مضامین کے دریا بہا دیے تھے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ایک نسبتہ سہل طرز میں اپنی شہرت کا ڈنک نہ بجا دیتے۔ اگر شعاع کو خزانے موزون طبیعت دی ہے اور کمال فن حاصل ہے تو صرف شیخ اور پہلو بدلنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کا عام مذاق اور ملک کے عام برجان طبائع کو دیکھ کر استادی منظمی مرزا اوج صاحب مرحوم اور میری مرزا صاحب بہت کچھ مرزا صاحب مرحوم کے رنگ سے الگ ہو گئے اور دونوں صاحبوں کے کلام میں انیسیت کارنگ غالب نظر آتا ہے۔

باوجود اس کے مرزا صاحب نے جہاں سادگی و صفائی یہ توجہ دی ہے وہاں اس طرز میں بھی اظہار اپنے کمال کا بخوبی اظہار کر دیا ہے جسکی بیشمار مثالیں میں نے اپنی کتاب امیران میں درج کی ہیں اور

مرزا صاحب  
میر صاحب  
کی کمالی  
کمالی

دوسری  
دیں

مرزا صاحب  
ایہ طرز  
کیوں نہیں  
جہاں

مرزا صاحب  
بہت کچھ  
کلام

یہ اُن کی قادر الکلامی کی دلیل ہے کہ وہ کسی طرز میں لکھنے سے عاجز و مجبور نہ تھے۔

مرزا صاحب کے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اُن کے ہاں دونوں طرز کا کلام موجود ہے باریک و دقیق مضامین سے اہل علم اور صاحبانِ فضل و کمال اور دقیق النظر لوگ متمتع ہوتے ہیں اور سادہ و صاف کلام سادگی و صفائی پسند سامعین کو محظوظ کرتا ہے۔ رقت خیز اور دروانگیر مضامین جو مرثیہ کی علت غائی ہے اُن کو سن کر اہل مجلس بیتاب ہو جاتے ہیں اور کثرتِ گریہ و بکا سے مجالس میں قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سوزِ خوانی میں تمام شہروں اور قصبات میں مرزا صاحب ہی کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ خصوصاً زندانِ شام اور ہند کے حالات میں تو انھوں نے اس کثرت سے اور ایسے درد و سوز کے پیرایہ میں مرثیے لکھے ہیں جن کا شمار نہیں۔

مرزا صاحب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اپنے خاندان میں صرف اُن کی ذات و ہند نے شعر گوئی کے کوچہ میں قدم رکھا، اُن کے خاندان یا قریبی آباء و اجداد میں کوئی شاعر نہ تھا کہ گھر میں شعر و سخن کا چرچا نظر آتا اور بزرگوں کے کلام اور اُن کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا، بالائیمہ انھوں نے صرف اپنی جودتِ طبع کے زور سے وہ مرتبہ حاصل کر لیا کہ میر صاحب مرحوم کی طرح جو خاندانی شاعر تھے، آج بھی مرثیہ گوئی کے رکنِ رکین مانے جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی شاعری سے ملک کو یہ فائدہ پہونچا کہ اُنکے کلام سے مضامین کا ذخیرہ شعر کو

میتا ہو گیا جس میں تغیر و تبدل اور اختصار و اضافہ کر کے شعر سیکڑوں مرثیے نظم کر سکتے ہیں

مرزا صاحب کے کلام سے روز بروز کم کو جی کے اسباب غالباً یہ ہیں کہ اُنکے زمانہ کے بعد

ذی علم اور اہل فضل لوگوں کی جاست اور سحر و جادو کے قدر دان، لوگ رفتہ رفتہ کم ہوتے گئے اور

پھر ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ ایسے ادق مضامین کا سمجھنا ہی سہی اور قابلیت سے باہر ہوتا گیا۔ چونکہ

مرزا صاحب کا زیادہ کلام ایسا ہی ہے جو شاعرانہ نثارت و غوامض سے بھرا ہوا ہے، وہی زیادہ تر

اُن کے کانون میں پڑتا رہا اسلئے وہ باقی سادہ اور صاف کلام سے جو نسبت اُن کے ہاں کم ہے

دست بردار اور بد نظر ہو گئے اور غلطی سے یہ اعتقاد دونوں میں قائم ہو گیا کہ اُن کے ہاں سادہ اور

سلیس کلام نہیں ہے حالانکہ یہ خیال و اقیقت سے بہت بعید ہے۔

مرزا صاحب کے کلام سے دن بدن کم کو جی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تمام مرثیہ گوئیوں کے

زیادہ اُن کا کلام حمایتِ غلط ہے اور اکثر مرثیوں میں دوسرے معمولی شعرا کا کلام غلط ہو گیا ہے

جس نے تمام مرثیہ گوئیوں کو مقابلِ اعتراض بنا دیا ہے۔ اُن کے اہل خاندان کا یہ فرض تھا کہ وہ

ضمیمہ  
کلام  
صاحب

دوسری  
ضمیمہ

مرزا صاحب  
کے مضامین  
کا ذخیرہ  
کرا

مرزا  
کے کلام  
کا ذخیرہ  
کرا

دوسری  
سبب



اس خرابی کو رفع کرنے اور مریضوں کو اصل سے مقابلہ کر کے صحت و تصحیح کے ساتھ طبع کرائے اور یہ بات اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھی، کیونکہ اصل مریضے اُن کے قابو میں تھے اور وہ خود یا اُن کے مستقدون اور شاگردوں کا گردہ کثیر اُس کلام کو نہایت صحت اور آب و تاب کے ساتھ طبع کر دینے کی استطاعت رکھتا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ اُنھوں نے کبھی اپنے اس فرض کو محسوس نہیں کیا اور تمام توجہ اپنی تصانیف - (نہی ترقی و شہرت - اور اپنے لیے داد و تحسین حاصل کرنے پر محدود رکھی اور اپنے بزرگ خاندان کو جس کی مبارک ذات نے خاندانی وقعت کی بنیاد قائم کی تھی باطل فراموش کر گئے۔ میر انیس صاحب مرحوم کا کلام بھی تھوڑا بہت اس خرابی سے خالی نہیں ہے لیکن چند ہمدردان و شائقین کلام مدوح نے اس کی تصحیح پر توجہ کر کے اسکا صحیح ادیشن طبع کرایا ہے۔ یہ حضرات ٹماک کے بچہ شکاریہ کے مستحق ہیں اور اُن کا یہ فعل نہایت داد و تحسین کے قابل ہے۔ ضرورت تھی کہ میر انیس کی طرح اُن کے ہم عصر مرزا صاحب مرحوم کا کلام بھی صحت کے ساتھ اصل مریضوں سے مقابلہ کرنے کے بعد طبع کرایا جائے اور جو کلام دوسرے لوگوں کا اُس میں مخلوط ہو گیا ہے اُس کو نکال کر اصل مریضے شائقین کلام کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ اہل مذاق کو مرزا صاحب کے نفیس و نادر کلام سے منظور ہونے کا موقع ملے اور اُن کے کمالات کا اعتقاد دلوں میں قائم ہو۔

آفرین ہے جناب سید سر فراز حسین صاحب رضوی جنسیر لکھنوی دقاہ اللہ الی  
 اوج الکمال شاگرد مرزا اوج صاحب مرحوم کے پاکیزہ خیال اور کدوکاوس پرکہ اُنھوں نے  
 اس طرف توجہ فرمائی اور جو فرض خاندان مرزا صاحب مرحوم کا خصوصاً اور مرحوم ہمنفور کے  
 تمام شاگردوں اور مستقدون کا عموماً تھا اُس کو ادا کر رہے ہیں۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔

مرحبا کارے عجب کردی جنسیر در بیان خلق باشی مرزا فقط

احقر سید نظیر حسن فون رضوی مہاجر بنی عفا اللہ عنہ  
 سردار منزل - مہاجر بن ضلع متھرا  
 مورخہ یک نومبر ۱۹۳۷ء

قطعات تاریخ ترتیب و طباعت سبع مثانی از شعر آنامی بحساب مجد  
قطعه تاریخ طبع مثانی از نتیجہ فکر والد محترم جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز  
ارشاد تلامذہ جناب مشاق مرحوم و حضرت آج مفقود

اللہ ترا فیض دہیہ کمال	تیرے اخلاق کی ہر فرد ہوئی اہل کمال
تیرے شاگرد بھی استاد نہ ٹھہرے	کوئی ہمپسا یہ عرفی کوئی ہم شانِ حلال
دستیاب ان کو ہوئے چودہ مراٹھی ایسے	ہین جو دنیا سے بدعت میں عدیم بقفال
اب گوہر سے لکھا جائے پیچہ جو نظم	سعدی فضل کا الماس ہے چودہ شقال
بو ترابی نے لکھی یوں صفت آل عبا	نام کو دامن دل میں نہ رہی گردِ ملال
کیا عجب ساقی کو ترے یہ کہتے ہوں دیر	جامِ جم سے کہیں بہتر ہین مرے جامِ خال
مستقل ہے ہی دنیا میں کمال انسان	از سر تو ہو جسے عود ہنگامِ زوال
کیا کون اسکے سوا تھی مدد صاحبِ عصر	کہ رہا ایک ہی سا اضی و مستقبلِ حال
کیون دم نظم نہ میں عرش کے تارے توڑوں	آج و مشاق سے حاصل ہو جو علاجِ کمال
نادیہ مبدیہ فیاض کی فیاضی ہو	بچکو سب کچھ وہ عطا کرنا ہے بے قصد و مال
خود ستائی کی یہ اچھی نہیں عادت اعجاز	وہ لکھو مصرع تاریخ جو ہو سحرِ حلال

کیون نہ ہوا اہل سخن کے لیے دستورِ عمل

ہے پے چاروہ معصوم یہ قانونِ خیال

۱۳۴۹ھ

قطعه تاریخ ترتیب و طباعت سبع مثانی از سید ممتاز حسین تھبیر غریب صاحب (پسر اکبر خمیر)

شکوہ نہ کرتے ہوئی اک ایسی کتاب جس کا ہر منیہ دنیا میں ہے ہمیشہ و نظیر  
نام بھی سبع مثانی رکھا اے صل علی شان میں جاوہ معصوم کی جو ہے تحریر

سن ترتیب یہ مکتب میں لکھا میں نے بقدر

چودہ نایاب ہین مکتوب دبستان دبیر

۱۳۴۸ھ

قطعة تاریخ ترتیب سبع مثانی مصنفہ برادر عزیز سید واجد حسین مطہر سلمہ

علامت بخش ہے سبع مثانی اے تعالیٰ اللہ ہوا قند مکرر ذائقہ شیرین زبانوں کا  
سن ترتیب لکھوئے مطہر اس وقت قم ایسا فزون ہو حسن ظن دنیا میں جس سے بگمان کا

خدا کی شان ہے اس دور میں اہل نظر کہیں

زمین شاعری پر دور چوہ آسمانوں کا (الف ممدوحہ دومدو پے گئے ہیں)

قطعة تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید احمد حسین نصیر عرف محمد حسن سلمہ (سپر صغیر خیر)

بند آوازہ نقارہ شہرت ہے دنیا میں تعالیٰ اللہ شان دبیر و اصغیر حیدر  
نہا بخشے خدا بخشے دبیر و اصغیر کامل کو کیا ہے مر کے بھی احیائے ذکر آل پیغمبر

نصیر اب میں سن پاکیزہ ترتیب لکھتا ہوں

منترہ ہے یہ برج چارہ معصوم کا دفتر

قطعة تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر بلند جناب سید اکبر مدنی صاحب قبلہ

متخلص بہ سلیم رئیس جبرول شاگرد رشید حضرت اوج مرحوم

سہ فرزند است خدمت شہداء اے زہی سہی و غلام خیر

نظم استوار حیات دہی زندہ باش لے جوان خوش تدبیر

پُرسان جو ہر جمال سخن چون درابر سپاہ ماہ منیر

شدہ مطبوع عام - طبع کلام چون بہ زیور عروس حسن پذیر

منکر تاریخ کرد طبع سلیم

گفت خامہ سبج نظم دبیر

قطعة تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر عالی جناب سید فرست حسین صاحب قبلہ

متخلص بہ فرست رئیس زید پور

شاد اسلم سخن بود بسنج دوران حبذا اوج خدا داد زہی شان دبیر

نامور سفید پہ شنا خوانی اولاد رسول  
قدرت خالق کیتا چو دہد گویائی  
شد زنا فہمی دنیا بہ کلامش تحریف  
سو سے این چند را ئی نظر قدر کنید  
لب انصاف جهان ست نماخوان دیر  
فرج بگوید کہ منم بندہ احسان دیر  
رفت در دست ستم گنج فراوان دیر  
گر چہ مقدس تحلیل بہت نہ سامان دیر  
سال طبع ست فراست چین آرا سے رقم  
چار دہ روح فستائل نگستان دیر

۱۳۲۹ھ

### قطعة تانچ طبع سبع مثالی مصنفہ فقیر سید سرفراز حسین خیر رضوی

کیا وفادار وفا کشش ہیں تلمیذ دیر  
ہے سدا کو ششش احیاء صفات اموات  
ان کی کو ششش سے وہ ہاتھ آئی جلاطیت  
شکر صد شکر ملے چو لہ مرا فی ایسے  
نام بھی سبع مثالی ہے بلاغت آگین  
قابل حمد ہے یہ اسم گرامی ایسا  
ابتدا فاتحہ سے کیوں نہ کریں اہل خرد  
عملی دے گئے تسلیم بھی اس کی مروج  
دین دنیا کے محاسن مری اک ذات میں ہے  
اب سن طبع کی کچھ فکر مناسب خیر  
ایسے شیدا سے وفا ہیں کہ فاجن پہ نثار  
جہل نیست سمجھتے ہیں یہی خوش اطوار  
رنگ سے جبکہ نہ واقف تھا کبھی دست نگار  
جبکہ ہر لفظ سے ہے نظم کے گلشن کی بہار  
سات سے سات میں جب کوہ چو لہ کا شمار  
حرک اگر ہو تو مصلیٰ کی عبادت بیکار  
ہے عبادت مجدا محاسن شاہ ابرار  
اسے دبیر سخن آرا تری عادت کے نثار  
اس کے امتات میں موجود دلائل ہیں ہر ار  
ان محاسن سے نہیں ایک کو تاب انکار

محکو دنیا میں ملی گلشن حنبت کی سند  
چودہ بھولوں کا یہ گلدستہ کیا ہے تیار

۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب چودہری سید نظیر الحسن صاحب فوق رضوی اسپیشل  
مجسٹریٹ و ریس مہابن ضلع متھرا ارشد تلامذہ حضرت اوج مرحوم

ذکر و مداح سبط مصطفیٰ مرزا دبیر جامع علم و فضائل شاعر شیریں زباں

شکر ہے مجموعہ آنکے مرثیوں کا چھپ گیا جس کے اک اک شعر کے ملاح ہیں نکتہ دل

اے نہیہ الفاظ دلکش اے خوش نظم بلینج حجتہ العالی کلام و مرزا حسن بیاں

داد کے قابل ہے یہ فیض خیر ذی شرف دے جزائے خیر ان کو خالق کون مکان

سلک در نظم پاکیزہ - ہے سال طبعی قیام ہر بیت پاکیزہ کا ہے بیت فیاں

قطعہ تاریخ از جناب چودہری سید مسعود الحسن صاحب قیس رضوی خلف عالیجناب

چودہری سید نظیر الحسن صاحب فوق ریس مہابن ضلع متھرا

شاعر خوش بیاں جناب دبیر کرد احوال شاہِ بلوچ نظم

قیس از ہر سال طبع او گفت پاکیزہ - طرفہ - زیبا نظم

دیگر از جناب مدوح

بچھی ہے اندون نظم دبیر شاعر خوشگو فصاحت اور بلاغت میں کوئی ہنگامہ ثانی

دعا لے قیس ہے اپنی یہ مرغون جان موعی ہے سال طبع اسکا - نینچ زبانی لائانی

یہ قطعات بہت دیر میں موصول ہوئے اسلئے ترتیب سے درج نہ ہو سکے - مجیر ۱۲

## صرف چند صریح غلطیوں کی تصحیح کیواسطے غلطنامہ راج کیا جاتا ہے

اسکا تعلق محض حصہ نظم سے ہے

صفحہ	بند	صریح	غلط	صحیح
۱	۴	۵	قبضہ میں وہ ملک آئے۔ محکوم خزاں ہو	قبضہ میں وہ ملک آئے جو حکام خزاں ہو
۷	۲۵	۱	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرابطا	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرابطا
۱۰	۳۸	۳	پیاسے ..... قطر	پیاسے ..... قطر
۱۳	۵۲	۶	ہاں ..... کوئی جانے پائے	ہاں ..... کہیں جانے نہ پائے
				اس صریح کا نسخہ بھی چھپنے سے رہ گیا وہ یہ ہے
۵۶	۸۰	۱	انہوں ..... گھڑی	انگھڑیوں ..... گھڑی
۷۰	۱۳۳	۳	یہ پانچ مہریں نور و لائے میں جلوہ گر	یہ پانچ مہریں نور دلاستے ہیں جلوہ گر
۷۴	۱۵۷	۳	نادک نے ..... زباں	ناوک نے ..... زباں
۷۷	۱۵۸	۳	باد ..... بقی	آباد ..... بقی
۸۶	۷	۵	تیار مرے دوست ..... کرد	تیار مرے دوست ..... کرد
۹۰	۲۳	۳	بانویہ کہتی ہے مری خاطر ہے تو نشان	بانویہ کہتی ہے مری خاطر تو ہے نشان
۹۱	۲۷	۳	بھائی کسی خبر کی میں کو خبر نہو	بھائی کسی خبر کی بہن کو خبر نہو
۹۳	۳۲	۶	اور آنکھ اشا سے ..... کیا	اور آنکھ اشا سے ..... کیا
۹۷	۵۱	۴	کوفہ ..... ملک دشام بھی	کوفہ ..... ملک دشام بھی
۹۹	۵۰	۴	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی کو پیچھے	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی تو پیچھے
۱۰۸	۹۳	۱	شیردوں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بنگال	شیردوں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بنگال
۱۱۳	۱۱۳	۲	ہے دوران گلوں کے بیاں سے گلے کی بو	ہے دوران گلوں کے بیاں سے گلے کی بو
"	۱۱۴	۵	عباس کی طرح پر کرم انہ کیجئے	عباس کی طرح سے کرم ان پر کیجئے
"	۱۱۶	۱	زینب کا حرکی لاش پہ ماں کوئی نہیں	زینب کا حرکی لاش پہ ماں کوئی نہیں

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
۱۱۳	۱۱۶	۶	حراول	ہراول
۱۲۳	۱۵۳	۵	شرمندہ شان سے تراخروانہ ہے	شرمندہ شان سے ترک خسرانہ ہے
۱۳۰	۱۸۲	۳ حاشیہ	سپر اور سہ سپر اچھینس ہے	سپر اور سہ پر اچھینس ہے
۱۳۵	۲۰۳	۳	شیر خدا . . . . . بھوٹ کھاگئے	شیر خدا . . . . . چوٹ کھاگئے
۱۴۳	۱	اندکثریہ	. . . . .	مرثیہ چہارم
۱۴۴	۶	۳	سر سفتے سے . . . . . اہلبیت	سر کھٹنے سے . . . . . اہلبیت
۱۶۴	۹۴	۴	وہ گوری گوری باہوں کی ساری گئیں	وہ گوری گوری باہوں کی ساری گئیں
۱۹۱	۸۴	۱	سقائے سکینہ کے ناخواں کو دیکھو	سقائے . . . . . بتناخواں کو دیکھو
۱۹۶	۱۰۴	۱	خوش ہو کے عمر	خوش ہو کے عمر . . . . . انعام
۲۰۱	۱۳۴	۶	سر مردوں . . . . . زیں	سر مردوں . . . . . زیں سے
۲۶۹	۹۰	۱	لاکھوں میں . . . . . وہ بند ہے	لاکھوں میں . . . . . یہ بند ہے
۳۱۰	۸۸	۶	اللہ سے . . . . . آں رسول سے	اللہ ایسے . . . . . آں رسول سے
۳۱۸	۱۱۷	۳	بالکل بھاتھا نہ رہی وہ ناوک جفا	بالکل بھاتھا نہ رہی وہ ناوک جفا
۳۶۵	۳۵	۲	عاشق سی گر نہ ادب قاعدہ ہلاؤ	عاشق . . . . . قاعدہ ہلاؤ
۳۶۷	۴۲	۴	اماں نے دو دھڑکشی کے قاسم سے یہ کہا	اماں نے دو دھڑکشی کے قاسم سے یہ کہا
۳۶۷	۴۳	۵	لشکر . . . . . دو لو کو کچ دو	لشکر . . . . . دو لو کو کچ دو
۳۷۳	۶۰	۳	ڈوبے . . . . . ڈر کی چاہ	ڈوبے . . . . . ڈر کی چاہ
۳۸۳	۱۰۳	۴	سایہ . . . . . سوا نہیں	سایہ . . . . . سوا نہیں
۳۸۳	۱۰۶	۶	جر جیس . . . . . بر جیس	جر جیس . . . . . بر جیس ہو گئے
۴۰۱	۴۱	۱	خیر الانام خیر الفنا فاتح حنین	خیر الانام خیر الفنا فاتح حنین
۴۰۴	۵۵	۴	منگلیوں . . . . . انگلیاں	منگلیوں کے ہوں پنجہ میں جیسو چھ انگلیاں
۴۲۰	۳۱	۵	اسکی خدمت کے صدا ذکر رہا کرتے تھے	اسکی خدمت کے صدا ذکر رہا کرتے تھے

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
۴۲۵	۵۱	۱	ہیں نیزے آنے کے قربان ابا عبد اللہ	میں ترے آنے کے قربان ابا عبد اللہ
۴۳۳	۱۸	۳	یہ ذکر تھا جو شافعہ کو نہیں وہاں کئے	یہ ذکر تھا جو شافعہ کو نہیں وہاں کئے
۴۳۵	۲۸	۱	حاضر جو بھائی پیش نظر ہند خوش ایماں	حاضر جو بھائی پیش ہی ہند خوش ایماں
۴۵۰	۸۷	۳	سنٹی ہوں کہ دنیا سے سدا کوئی مظلوم	سنٹی ہیں کہ دنیا سے سدا کوئی مظلوم
۴۵۴	۱۰۴	۲	کیوں شرفا زاد یو تم سب تو ہو بے حال	کیوں لے شرفا زاد یو تم سب تو ہو بے حال
۴۵۸	۱۱۵	۶	سب پیادوں کے سر نیزہ کی نوکوں علم ہیں	سب پیادوں کے سر نیزہ کی نوکوں علم ہیں
۴۵۹	۲	۲	شیون یہاں حلال ہے حرام ہے	شیون یہاں حلال ہے عسرت حرام ہے
"	۲	۳	گردیاں عرش کا یاں اہتمام ہے	گردیاں عرش کا یاں اہتمام ہے
۴۶۷	۳۳	۳	دیدے کا کلہو گرہ نصیب کی کیا	دیدے کے کا کلہو گرہ نصیب کی کیا
۴۶۹	۴۲	۵	اک شب نامزدی کے پیچھے جو پڑ گئی	اک شب . . . . . پڑھ گئی
۴۸۴	۱۰۴	۶	ہاں جب تک کہ دم ہے تم نہ لیجیو	ہاں جب تک کہ دم ہے تم نہ لیجیو
۴۸۷	۱۱۵	۵	کتنی تھیں سب دہائی ہے خیر الام	کتنی تھیں سب دہائی ہے خیر الام



ۛ  
 پیرایہ غم غم نہ گنداشت اوٹھالی  
 لالہ کے شکر و نعم کی دوات اُسے نکالی  
 نام لعل و سحر سے ہی فردہ قلعہ کی  
 پیما قلعہ کی گرس چوٹی اُس کی چلی  
 احلام کہ پابند ملازم ہر دلوں سے  
 تھک کر چھپو نہ دیکھتے تو اس کو نہیں لگتے

ۛ  
 شکر و نعم تو نہ لکھو شکر و نعم کی نائیں  
 پیم غم و کرم و بھرتی تھیں تکی زبانی  
 نہ ختم نہ ختم کر فقیہ کی نکلے گی جا نہیں  
 ہو بھی تھیں کہیں تکیوں کی کھینچ لکھنا نہیں  
 نہیں نہ تباہ کیا ویران کی پانی پو  
 لالہ کے سامنے نے پیراں کی پانی

ۛ  
 ناگاہ نہ بولیں اٹھا جنگ کو باراں پو  
 کہ کہیت نہ بارعد صدوی سر سیدیاں  
 بجلی تھی سنال اب تو پھر سے تھکے لپکیاں  
 ختم سے ہو اُس طرح خفیہ گلستاں  
 پیراں تھے پیراں نے جو اتان چین بر  
 بیان طعنہ نہ دیکھا کہ لے لے سب مرتج پیر

ۛ  
 نہ نہ صفت نہ نہ بولتا نہ نہ کرتے کرتے  
 باراں کا جا بجا بولنا جیسے کہ چوچوں پو  
 لالہ کے کہ چوچو کا پڑا ابرہہ چوچوں  
 نہ بجا بولت کہ تیرے خضر اتر اگلگوں  
 باران و چین ہیں ہر سال یہ دغا کے  
 خیر و شر پو پو افسانہ کہ چیت ہیں اُس کے

۱۱  
وہ چین وہ بھر کے کھانا پھر  
تھا مچ گلتاں کہ حسینیوں کا بیٹا  
وہ جن میں یہیم کچھ کھائے ہوئے نہ  
وہ بوجھ لگچو کا وہ بہار چین دہر پڑ  
پیدا نہ تھی تھی کہیں چرخ عیاں تھا  
بہر میں وہ پنہاں تھی پیش میں چنان تھا

۱۲  
وہ ملک شیش بر کا ہر باغ میں آنا  
وہ ہم چمن کا کہیں آنا کہیں جانا  
تھری کا ادھر سر دے نہ سر چرانا  
بیل کا ادھر مصحف گل پڑھ کے سنانا  
کس رنگ کا مضمون ضیاء رکھا ہے  
قدرت کے علم نے نظر گزار رکھا ہے

۱۳  
بہ جلیق کو قرار دینی جوت میں روائی  
قواہ صفت جوش میں ہے موج معانی  
کہتے ہیں یہ بالائے فلک قطرہ نشانی  
ہاں گلشن انجم کو پایا کرتے ہیں پانی  
تپتی سے بندھی کیطرت فتح ہو گیا ہو  
پانی جلی گلتاں کے تہائے کو اٹھا ہو

۱۴  
سر میں جو غمزدوں میں کرئی گلی  
ہزار کیا برباد اپنے گلے کا کرے ہر بار  
یہ از بہاری ہوئی زبیرت غفلت  
دھلیا گیا ہر نامہ اعمال آگ لگتا  
لیکن نہ بیا ہی دل کفار کی چھوٹی  
افت نہ ہویدیم اطلواری چھوٹی

۱۳۷  
 ہاں وہ علم کلام میں پختہ اور جہاں ہے  
 کم از کم قیام و تہمت میراث سے دور ہے  
 کہ نہیں بہارا اور نہ زمین میں تفرق ہے  
 وہاں نہیں بے دلیل پہاں نہ اگر خیال ہے  
 چل کر بچھڑاں کہیں نہ ہو لگ کر خیال ہے  
 اس شخص کو سوچو وہ نہیں سچ کر خیال ہے

کو فہمیں بہار آئی تھی تفایات ہیں یہاں  
یہاں خاطر غم کا گڑبڑ لگا گیا ہزار  
کھل گیا نسخہ میں فراق شے ابرار  
وہاں جن کا سامان ہے وہاں کون سا  
کہ تو نہیں جانتا تھا کہ بخت تو مٹی سے کیا ہو  
چرخ بیان چرخِ نبوی مٹی سے کیا ہو

وہاں ملتے ہیں کچھ سچے ایمان والے آپ کے پاس  
 بیانِ فاطمہؑ کو عبدی بے پیر سے  
 کہ نہیں سہا فرما رہے تھے تین نفوس  
 یہاں بیٹھے بھانے تھے تین جانتے یہاں گھر سے  
 وہ عقودِ دل بیانِ سرِ اطفال کہہ رہے ہیں  
 کہ سب سے بڑا فاطمہؑ کے بال کہہ رہے ہیں

۵۱۶  
دیکھ کر مئی انصاف کی نظروں سے خدارا  
بچ کر مئی بھولے سے لگی مریں سرسہارا  
منکر سے جدا ہوتا ہے بانو کا دلارا  
نہا یہ کہے کہ دوتا ہے کہ رخصت کا اشارا  
بین پہلوں لگی کہ لم لگی پہ پہلے پہلین  
احقر لگی اے لگی دینے پہ چین

۱۷۱  
 گزری ہے چنگاؤں پر وہ لالہ سے ہم کو  
 قاصد ملک الموت ہے خط ہر خط پر  
 ۱۷۲  
 کچھ ہیں یہ خط کوئیوں نے نہ شکر لہذا  
 ہم بزمیں گلزار مر لائے ہیں اشجار  
 ۱۷۳  
 کس ایک یہ قہر میں نانا کو تھارس  
 بالین حد کہ چکاڑاؤ نہیں پیاس  
 ۱۷۴  
 موقوف بنی کہ جو لگے سیر والا  
 کیا منتیں اس قہر میں کہتی ہیں ہزار  
 ۱۷۵  
 ہوا میں اس کی بھی فدا دے یہ پیسا  
 تو لا مہر کہ تے تے تھوڑا چاہتی ہے  
 ۱۷۶  
 کس ایک یہ قہر میں نانا کو تھارس  
 بالین حد کہ چکاڑاؤ نہیں پیاس  
 ۱۷۷  
 کس ایک یہ قہر میں نانا کو تھارس  
 بالین حد کہ چکاڑاؤ نہیں پیاس  
 ۱۷۸  
 کس ایک یہ قہر میں نانا کو تھارس  
 بالین حد کہ چکاڑاؤ نہیں پیاس  
 ۱۷۹  
 کس ایک یہ قہر میں نانا کو تھارس  
 بالین حد کہ چکاڑاؤ نہیں پیاس  
 ۱۸۰  
 کس ایک یہ قہر میں نانا کو تھارس  
 بالین حد کہ چکاڑاؤ نہیں پیاس

۱۲۱  
 روبرو کے یہ کہنے کا گناہ ہر اکاسم  
 ناتواں سے روبرو کا چاہی ہے ہم  
 مریض کو چاہیے ہوں گے ان کا حق فاطمہ  
 تربیت سے اندر آئی خدا حافظ و نامہ  
 رو کوں تو شفاعت کی سند پائی ہے  
 والہ جان ہے پوچھ لے کہ میں مریض

۱۲۲  
 شہر میں عبادت کو چھوڑ کر  
 ہاتھوں کو اٹھا کر یہ کہا بابر  
 اس خاک میں جو نور ہے اس نور کا صفی  
 دل اپنا رہے اگر کو دوست سے بڑا  
 اس کی بیری چھوڑ کر غیبی نظر آئے  
 نہ کھوں سے مگر اٹھ کر نہ کھوں نظر آئے

۱۲۳  
 درکار نہیں چھوڑ جاں کا سروساں  
 بلکہ ترسے دربار میں آؤں یہ ہزاراں  
 دنیا سے کہنے کا چھوڑ جاں نہ لوں سر چہاں  
 میرا ہی اٹھوں آقا تھا دنیا میں بھی غبار  
 حیرت مری لا شے ہو مریسہ فانی ہو  
 علمیں ہیں ہیں یہی اپنے ہر اکاسم

۱۲۴  
 تنہا کہیں جاؤں تو اچھ سنائی پائے  
 لہر جانی کہ لہر کوں کوں کھلائے  
 تربیت سے مری ہیں کسی کے نہ غبار آئے  
 یہ سچ ہے اور مری ہیں یہ سچ بھی جائے  
 تاہم ترسے عشق کی تہ بے خوف ہو  
 پیچھے رہے وہ خاک کہ لہر تو خاک شفا ہو

۵۲۵  
مقتول ادا اٹھا رہا برس کا مر پڑا  
پڑیں نہ کروں قتل جہاں لال کی جا  
رشتہ دار کینہ کا ڈکھے اسے مری مولانا  
بن بابا کی پٹی کو تو ماروں میں طمانچہ  
گوتم کا ذرہ مرے دلدار پر اٹھے  
پہ پہا تھ نہ تھیرا کی بنا چاہیہ اٹھے

۵۲۶  
پہن نین کہتا نہوا صغر من تیر  
پر قتل نہ ہو پہا تھتے میر کی بنی بن تیر  
پہنہ امرا چاہو تو میں ملوں گا جو گمیر  
کیکن نہ تھے کسی جیس کو خیمیر  
اس پہ مرے ہاتھ لگیں چاہیہ جیت  
کیکن نہ زبان بند نہ اُست کی دھات

۵۲۷  
کوہن کو روڑا دیا مولائی دھات  
سہین کی قبر پر خوب خدائے  
مقبول دھاتوں کو کیا رب بدائے  
پلوانے کے رشتہ دار کے سر لائے  
تو میر گلے ہوئی ہاتھ پر دھاکے  
دور کے اگر آج کے تو میر چھاکے

۵۲۸  
جب سینہ اٹھاتے تھے تلوار سے شہزاد  
موقتہ نہ ادا مئی قحی پھر جو ہے پڑ جا  
دور کے قہیقین تر پڑی رہی زہرا  
کج کو بد ہو جسے چھلکے تب نہ دیت  
پہنچا تم قضا ہو چھوٹے تھیں جد مر گئے  
سب نہ نروں میں قاصد کے ختم گئے

۱۲۵

موم قحی بہ جب کی جو بندہ نوا دیا  
داخل ہوئے کہیں قحی چاہا نہیں  
بیجا خطوط اسے لکھ کو قحی کے ہاں  
فرمان لکھ لکھیں سے شہر و نشان  
ادب بہت مرقوم دیندہ اسے شہر و نشان  
ہماقت نے کہا قحی کی تارا ہر نشان

۱۲۶

ہر خاصہ کو فہم نہ کیا قحی کی شانہ  
سہر کچھیں پائیں کچھ پائے قحی نے دیندہ سر راہ  
حضرت نے کہا کو قحی قحی کہہ  
کافوں پہ لکھے ہاتھ وہ بولے کہ نہ دلا  
حضرت نے کہا خیر و غائب کہ نہ قحی  
کو نہ ہی میں بن باپ کا پشیم کو اب

۱۲۷

چل زبیدہ کہ نہ مقام کے قحی شانہ  
کچھ شہر و خان سے کیا کچھ خانہ  
کھوئی نامیں قحی قحی قحی  
سہل کو نیابت کا دیا میر بہر جاہ  
قہر میں رسولوں کے برابر ہونے سے  
پیونہ کمرہ چلیم پیراؤں سے

۱۲۸

فہم پیراؤں سے کہ نہ شانہ  
ترب و چھو گیا سے چھو گیا شانہ  
اُست کہیں لکھ نہ ہو کما نہ  
یقین کہ وہ سال پر نہ کیا تباہ  
بہر جمع ہی لازم ہو میرا دوسرے قحی  
تم سب بہت سے چلو تیرے قحی

۵۳۴  
 کہ جسے چلا پوچھی نائیب حبیب  
 ہم راہ ہوئے ان کے دودھ کو دودھ خوش  
 سہلین سے ثابت تھا قرآن ہم افور  
 علم نے باجوت لئے سا تھا اپنے دودھ پر  
 نہ حق تھا فلم خوش نہ تھے نہ وہ خوش  
 ہر گرو خوش تھویر نے کی راہ کر خوش

۵۳۵  
 وار ہوئے اس باد میں شش در حیران  
 جو کہ تھا صحرائے قیامت سے دو تیران  
 تھا نام فغیق ملکایان عربستان  
 اسیند جو در سے تھے تو غیر تھیلیاں  
 حیران عقب رہنا جاتے تھے علم  
 لیکن راہ مقصد نہ کہیں پاتے تھے علم

۵۳۶  
 لپنی بہت ان رہبروں نے نہ تھے پوچھیں  
 نہ نمونہ لمب اور نہ مٹی موع نہ پوچھا  
 تھی ایک دال بہنا تھا یا لگ کا دریا  
 جیسے تھے قدم تپ رہا تھا جادہ صحر  
 جز آبلہ اک قطرہ نہ پانی کا کہیں تھا  
 تھا اب جی تو اب نہیں پردہ نشین تھا

۵۳۷  
 کھا جگر راہ عدم آگے رہبر  
 بہت تھا کہ آگے بھل میں تپ کہ  
 بچوں کو لئے آگے بڑے علم مضطر  
 اک شہیم مارا رہیں پر ب نہ کہے تو  
 بچوں سے کہلیا پس جی ہیں لطف تپیں  
 وہ دے سہلانو کہ ب نہ تپیں



۱۲۳  
 کیا رسم جان مرد کو خود جاکے اٹھایا  
 بان لاسے دیپتس کفن روکے نہ پایا  
 قلمی رنج انہیں خاک کے تیر چو لٹایا  
 جھلجھلیں نشان گور غریباں کا بنایا  
 بخش تھایہ رحم ادا کو غیاب اصری نے  
 خرب اپنی اجل آئی خبر لی کہ جس نے

۱۲۴  
 پھر کچھ کچھ کے در شاہ کو افعی میں یہ کھا  
 لے شمع حرم در نجف میں بلجاس  
 پیپ سے موسے مجبور نہ ملا پانی کا قطر  
 آغا ز یہ سب دیکھے انجام سفر کا  
 بندے کو منکات آپ کی یہی باتیں  
 حضرت کبھی قدم کبھی سے باز نہ لگائیں

۱۲۵  
 کچھ یاد علم غیمہ و نہ سنبھلا دینے پر  
 رو کر کہا اب کوئی تیرم کریں ہاں  
 عباس نے کئی عرفی نشانہ شہ عالم  
 موجود یہ خدام سب ادا نہ ہوا سیدم  
 کھد کچھ پوچھ پوچھا نے پیام آتا سب میرا  
 نائب نہیں آتا سب غلام سب سہا سہا

۱۲۶  
 شہر بس لے لہجے سے نہ مروت و یہ کہو  
 دعویں کو حرم کی عید ائی سب مقرر  
 سلم کو کھانا صرچیں جان بڑا دار  
 پیاں آنے سے تبدیل نہیں ہو گا مقدر  
 جاں ایک ہو موت ایک خدایا جو بھائی  
 است کہتے تو یہ نفر نیک ہے بھائی

۵۲۱  
فرمان دہ کوئین کا پوچھا جو یہ فرمان  
علم طرٹ کو فخر سے چشم دشادان  
وارد ہو کر اکر فخر میں وہ صاحب بلال  
مہمانی بہ سلیم کا پوچھا اثر میں سامان  
افسوس غریب پر عجیب این عالم کی  
آن لکھی ضیافت نہ ہوئی سب بطور جانی کی

۵۲۲  
کو فخر میں کیں شہرین و شہر آریا  
کے شہر اچھا علم عالی گشت آریا  
کے کب کی طرٹ سے فخر نامور آریا  
بخشش کی ملی آ کہ یہ راہ بر آریا  
اب چشم جو مال پر پوچھا جانی چا  
لکھنے والا فخر میں فضل خدا سے

۵۲۳  
ہر جہ میں مشتاق یہ کتب تھے رُز و  
کے بے انتہی بیاں قبلہ کج کی خبر نہ  
الہ کہ سے ہو کر شہر کی ہیں تو  
فہم تھے سلیم ادا نہیں آریا ہی کچھ  
تم سب میں محبت ہو پوچھا تے ہیں مولانا  
پتوں کو لکھی ہمراہ تے تے ہیں مولانا

۵۲۴  
اب کچھ تے ہیں یوں واقعہ سلیم بجا  
پچھیں ہزار آئے تھے بہتیں کہ نا کجا  
نازل ہوا دواں غش بلا ابن زیاد آہ  
منہ پر چڑھا زمر میں یہ خطبہ حب لجا  
یان سید ہون شرف مرئی بہت کثرت  
حکم نہیں یں شہر کہ سلیم لکھنے سے

۱۱۱  
 کہتا تھا کہ کچھ کو ابھی تجھے ہیں تو نکلا  
 کہ غدر کیا ہے اس کی موت کروں گا  
 اس امر پر رافضی نے دوا میں کہہ نہ دوں گا  
 بہتم ہر سزا قہر توں کہ غنا ب لازم  
 ابراہیم کے یہ تجھے موعودا ب لازم  
 جب پوچھا تھا وہ تو وہ یہ کرتا تھا فرید  
 یا احمد فرید اور اسے شہید پیر  
 شاہد تھیں نہ نہ کہ مری کہ پھر نہیں تقیر  
 افست میں تھاری یہ تجھے تھی ہر تیر  
 اتنی تھی نہ کہ کچھ باقی تو غم ب  
 ہم چھین پاک پیہم غم و غم ب  
 ۱۱۲  
 غم نہ بھی میں لیا بضول کی زبانی  
 جزا نہ باقی نہ پناہ آہ پیہم بانی  
 بہر بار میں حاکم کہ جڑ لگے باقی  
 جڑوں نہ زخم اس میں تو لہو چھلکا  
 دس کی موت ملہم کہ لگا لگا  
 ۱۱۳  
 کہ جو وہ مان کر سے وہ بگڑ گیا  
 زندہ ابھی چھین دوں گا چھین کر تو تیرا  
 نہ توں کا اگر میرے شہید کہ مرا  
 بین ہاتھ سے پیہم کہ چھٹا نکلا  
 بلکہ وہ انداز میں دوسرے حکم دیا  
 دس کی غدر اس نے چھوٹی حوس

کہ غم میں جو پربت ہے  
 مگر شہر کو بے برباد کرے  
 چوں سبھی غم میں جا رہے ہیں  
 صد غموں سے جل جلا قضا ہو گئے ہیں  
 ہر شاخ کو غم کی پیراب نہ سہی تھی  
 کہ شہر پر کھڑے تھے وہ شہر تار  
 جاوید کی گاہ میں نہ تھی درد و دیوار  
 بگشتہ زین و فلک کو بچھو بازار  
 پڑتا تھا وہیں شہر میں بیکریں بیابا  
 پیٹھے کھینچتے تھے کہ وہاں کچھ بھوکھی تھی  
 اک سو پڑنے کی یاد بڑی تھی

یوں ایشیت بہتیت کو تو گلوں سے نوازا  
 دل میں سے غم غلے میں سے تپتہ ہو گیا  
 ایسا کی طرح نابینا کچھ ہوا  
 قفس کی کمان شاد مودی تیر ہو رہا  
 بزم شبتا ایک میں نہ تو کچھ تھا  
 پڑی میں تو نہ کہیں ایک کہیں تھی

کہ طبع زباں ہاتھ اٹھا دیوں میں جالت  
 وہ اندر نہ کلم نشان دیکھنا زباں سے  
 گونچیاں آنکھوں کی دیکھنے کا نشان  
 جو کلم بچو دیکھنا غم جو جالت  
 کلم نشان کا غم کلم جو جالت  
 بوجھوں میں غم کا کلم جو جالت

۲۵۵

اک دوست جو ہماری تھلاؤ پر قید و بند  
پھر گھر میں نہ رہے گا اور کوئی روادار  
فانقہ نہ ہے جو غرض حق قدم کو ہم فقہار  
چلے سے یہ کہتے تھے کہ یہاں حیدر کو مار  
ہر کو چوہیں غل تھا کوئی غیر نہیں نہ  
ہاں چوہیوں کو کوئی جانے نہ پائے

۲۵۶

وارد ہونا گاہ در علم و سر پر ششدر  
بہین کج گفت و گویا کہ تین تھی وہ در پر  
حضرت نے کہا خشت زباں اپنی دکھا کر  
نہ نہ یہ سب فاطمہؑ اک اپنی کا علم  
احسان اگر اشد و مجیب کا نقشہ تین  
ہماری دے نہ تھے ساتی کو تو کا قصہ تین

۲۵۷

لو گئی اور جام لباب دیا لا کر  
حضرت نے بیایا پھلے درد نے کے پور  
پھر کرنے کو وہ رکھ کے جو ہاں اس کی پور  
دیکھا کہ اپنی بیٹی بوسے زلف و ہر سر  
دل میں کہا اس شہر میں یہ گھر نہیں کھڑا  
ہر علم غم غمت کوئی یاد نہیں رکھتا

۲۵۸

اگر کہا علم نہ کرنے کی تیس  
بہن بیچا پانی مرے درد نے کی اٹھ جا  
تو کچھ تیس نہ کہیں کیا فتنہ ہے برپا  
جو گھر میں تو تو سے ناموس آؤ اور کا  
اس وقت میں ہر اک کے کنارہ ہی بہلاؤ  
نہ نہ کجی مٹاؤ گا جو ہماری پہ بلا ہے پو

اُٹھ جانے کو ہو غصہ نہ کہا جو کچھ کی بار  
 کچھ کی طہرت مرے کہ نہ کلا گفتار  
 یا شبِ بختی کچھ بھی ہیں کیا بیکس و ناچار  
 دروازے پہ رہے کائناتیں کوئی اور دوار  
 اس رات کی رات اور تباہی ہم اٹھالیں  
 نانا سے کہوں ہیں جنت میں بلالیں

گلوں کو کے طوع کی طرت بولے یہ نہ کہ  
 گلوں کا اگر کچھ کو یوں سے بچھے دیر  
 یاں اپنے بے فکر کے بولے کی غم  
 زینب سے بنا تو ہے نہ زور جو نہ دھم  
 شیخ بھرا ہم سے ہیں عباسِ جبرائیل  
 تہاتری بی بی ہیں گزشتہ بلالیں

تہاتری طوع کو یہ بولی وہ قلم کا  
 شیخ تیرا کون ہیں اے بندہ اندھ  
 رو کر کہا سردار ہیں آقا ہیں شہنشاہ  
 وہ بولی تو کیا آیا تھا سلم کے ہمارے  
 شکر کے کہا وہ وطن آوارہ ہیں ہی بول  
 سلم جہتے ہیں وہ بچا رہے ہیں ہی بول

سہیلوں کو بڑھا کر پیر وہ غولیاں  
 تو نابِ شیخ پیر ہے تیں ترے قرباں  
 اے موت کے مہاں تو مرے گھر میں ہو مہاں  
 آوازِ قبولِ اسمِ فی خلیفہ ہے یہ احساں  
 سلم کو تو حجہ دیا اس اہلِ وفائے  
 بننا اُسے فردوس کا گلزارِ غنائے

کھانہ پینے کی بات تھی نا اچھی کی یہ  
سرمسک نہ ہوئے مصلیٰ کیا نا کا  
سرمسک نہ ہوئے مصلیٰ کیا نا کا  
جب اتنی تھی مصلیٰ تو یہ کہتا تھا بیچارہ  
فردوس کی خبر کہتے ہیں کہ یہ گے  
مصلیٰ کو تو باقی ہی ہم عید کہیں گے

علم کرم هو علم سید کریم  
 کائناتی نه کس علم بار نه چای  
 کتب حق کرم کتب انوار نه چای  
 علم کرم سید کرم کتب کبریا  
 دایه نه ذوق کرم بانو کرم  
 احسن بنید ابراهیم علم کرم

۱۲۳  
 اے کہی ہوئی فائدہ طوع و پسہا  
 ہمسائیوں کو طوع و پسہا  
 یہاں مرا کرنے کو چاہتا ہے دو حافی  
 کہ لو علم کہم اگر کیا ہماں کی خاطر  
 چہ کہ درمہ انبوجہ ہاں جان کی خاطر

۱۲۶  
 ۱۔ ستمو عید کے پہنچنے کو پکارا  
 ۲۔ ان کو دو پیشوں میں سے چننے کی کہا  
 ۳۔ کہ جس کو چلو جاتا ہے شکر کو ہٹا دیا  
 ۴۔ یہ چھوڑ کر آئے جسے جانی کا خلف ہے  
 ۵۔ ستم اس طرح کی کہ ہم دینم سے بے نیام ہے

۵۶۵  
 در پہلو کیوں ابنِ نابود کا گستاخ کیا  
 کہ مٹی نہیں دودھی عالم سہی اچھا  
 کچھ نہیں شہت نہیں پھر بغض یہ کیا  
 بہت چھی تو بچا کہ کسی سے نہیں تیرا  
 کہیں دوش کو بربائے ہیں اچھے  
 بچو چوہہ سب جگہ ہیں قائم ہے پرانی

۵۶۶  
 پھر نظام کیا، نظم کا داماں  
 کہتی تھی نہ خجائیں ترسے تیرے قرباں  
 حکم کو ہیں دیکھو کجی جو بربائے حکم جہاں  
 نو ذریعہ نہیں زبر کی تو خود نو ذریعہ جہاں  
 مہمان مرے گھر سے نکلی کہ ہو مرے گھر  
 تو باز سے تھے شکرین شکر مند کہ گھر کا

۵۶۷  
 سلم نے کہا صاف جن جنت ہوں ہیں تیرا  
 تو انکی سب نو ذریعہ تو رخصت ہے اپنے گھر  
 پھر حرمیان میں بیٹھیں کہ یہ رو کر اڑ گئے کیا  
 پوچھو یہ کیا بے غدار کو تمہیں نہیں  
 نام کہ یہ کیا بے جان بے جان  
 کہ کہ شکر کے بدلے کیا روئے دے دیا میں گے

۵۶۸  
 حاضر بھی نہیں فلک پرست نہیں  
 پھر نو ذریعہ سلم نے کیا زیں کا دامن  
 اب تیرا لہام سے ہوتا سب بیروشن  
 و اگر تری تائید کو شہری میں نہیں  
 واجب تھے پھر کے ناب کا ادب بھی  
 سلم لہام پوچھو کہے تو عجیب ہے



۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

۱۰۰  
اگر وہی تیرا فلیکس ہے رنج افزا

بہ فرقت جلوسہ کن رہے تیرے اندر

کے تیرے جہاں بخش ہے اتنا ہے یہ باد

تیرے تیرے ہے بغیر دال ہر گرج جو ہر

یہ کیا ہے بواؤ تیرے کوئی نوحہ نوحہ جلوسے

چاہے تو یہ کہ تیرے کس کس کو جلوسے

۱۰۱  
میں تیرے ہوا اس رنج کے حضور کہ کہہ کر

ملاؤ تیرے رنج کے وہ ہوں کہ کہہ کر

گھر میں کھانے سے ہوں نہیں تیرا مال

اگر کہیں یہ علی سے ہو کان بہ خفا

نہ کہ میں مگر وہ تم پر زخم آگے دیا ہے

جو ہر تیرے دل میں تیرے کوئی کہہ کر

۱۰۲  
روشن ہے رنج پاک سے اللہ کی قیادت

یہ پہچان مصحف ہے نہ خدا کی حقیقت

نورہ کہیں خفا کا تو کہیں خفا کی کیمت

ہر دے کے تیری سے عیاں فاعل سات

است پر فرستادہ ہے یہ سب بطنی کا

بیشک ہر رسول اہل کتاب ابن علی کا

۱۰۳  
پھر وہ چہستانِ تجلی خند ہے

طلعت وہ دیر دل ہر اہل صفحہ

یہ غیب کا آئینہ اسرار نام ہے

میں آئینہ اس کس دردی بیان کیا ہے

یہ رنج جو بواؤ تیرا کہہ کر

چاہے کہ تیرے رنج کے اندر

پھر آئینہ درگاہ میں ہوں تیرے کس

وارث پیکر نکشیں چین فزہ سے کم  
 ہر ذرہ کو جس اسکا کمر کا جسم  
 ہر ذرہ کے قریب ماہ در ہفتہ کا کمر  
 انہما کو تو ذرا لکے ہو سدا کمر  
 دوزاں سے بچے ہو گے کمر قفر  
 شمع کو جو بجھ دھول دوزاں سے کم

اب چین میں کی میں بیان کیا دینیم  
 نظائے سے سبیل بودیل دشمن شیم  
 یہ پشت کمال کرتی جا کا دم شیم  
 یہ ذوق عدد کے لئے بہ مومن کلام  
 جی بہ نوز فتنہ فتنہ چین کلام  
 اک چین سے یہ فتنہ کب کوشا چیم

پائنتی بودری کیا شال کہیں ہم  
 صانع نے کیا بخت لب لباب کچھ ہم  
 یہ ماہ وہ فتنہ ہم کمر ہمرا کچھ ہم  
 بچہ کا نشان حنین انہما نہیں ہم  
 انہما کھو ادا کھو کھو کھو کھو ہم  
 وارث سے پیدا ہے پیدہ ہم کھو

ہر کچھ بویا تو کچھ سے بچ پیدا  
 یہ بھق بویا کس کے ہے دست بچا  
 ہر کچھ بویا اس مرد بویا کس کس  
 دینا میں دیکھتے ہیں عیب کی کھ  
 گداز دو طرف چھوٹا کچھ بویا کس  
 ہاتھوں کے کھاتے ہو بویا کس

۱۲۱  
 اس میں ہے کچھ دل پر شکر فقیر ہوا میرا  
 پیار کی تشبیہ میں صحت نہیں اعلیٰ  
 جان کو سیکھائی اتنی تہ تم تجھ کا  
 کم کہیں دو علیاں تو رخ کشور زیب  
 سالن ترقی کے دو دوا بردنے دے ہیں  
 درخشا ہوں چودو مال ہاں یہ کہتے ہیں

۱۲۲  
 پلین دوا بردو سب علیاں تیری اطر  
 دو قبول ہیں پیرا سب صدمہ چھپا  
 بے دود کوئی شمع ہے بڑی تیری اف  
 اس شمع سے روشن ہے ہر حق کلم  
 بالائے بوزیر ہیں اس کا گھر  
 بہترین چھلارم بہ تو ملام شہد کلم  
 نسخہ ہے شمع کراہی گزرا ہے حیدر

۱۲۳  
 اوروں کے تلے کچھ تیری کا نظر را  
 گو یا تو محراب ازاں کا شان را  
 دن اوروں سے زیبا ہے تو عین اک کلارا  
 ان عروں سے بزم مزاواں اکل گیا را  
 جو بعد تیری نام ہم سب کے وہی کا  
 وہ فوں تیری کا ہے تو عین علی کا

۱۲۴  
 سب تو عبارت ہے سمانی آؤں لکھا  
 صانع نے عجیبہ رے کے کتابی کیا تیار  
 انگشت مدھی کھوپڑی پر نور ہم کبار  
 دریافت کرے تاکہ صفائی کے وہ ہمار  
 وہ سن ہیں جلالت کہ سنانی نہیں جاتی  
 صانع سے اب انگشت اٹھائی نہیں جاتی

پیغمبروں کی یاد کو ہم پختہ بہت نکھرت  
 مگر کئی شاعر گوہر شایاں کیسے بہت نکھرت  
 مرغی ناب دل کا کچھوں اگر اک حرف  
 بوجہ بیاد کا قلم غم بہت نکھرت  
 گداز بہت اس کے کوئی سخن پس  
 میں لگتے ہیں بے عرق جیسے پویش

غم غنیمت بن دین تو دین بے توبہ ہم  
 اللہ کی صفت کا ہوا رنگ ہو پیرا  
 نکلے دین بے رنگ سے اک لفظ نہ اصلا  
 جوں کہ کہ نہ رہی کی وہ شکر کہ پیرا  
 یہ بے یمن یا اسے دین یا کیا پختہ  
 تھا کہ کہ دین بے رنگ سخن بن گیا پختہ

حاکم بہت کہ بہت ارشاد کرم پختہ  
 باز رہے ہیں بے رونق صلیح پختہ  
 بہت بہت جہاں بخش کا خط و شفق پختہ  
 ہوا تو وہ شوق دیکھ کے اس غم کو پختہ  
 طوطی کو تو ایسے پختہ کرتا ہے گیا  
 کیسے کہ یہ طوطی خطا کرتا ہے گیا

پیر اور شیبہ حاکم سے سیر و زنی اصرار  
 کہ پتھر میں شیبہ قور گورس کو اصرار  
 ہم تازہ پختہ اگر دین سخن پختہ  
 تب بھی تو غنیمت نہ اس کو پختہ پختہ  
 گداز غنیمت کھینچنے سے پختہ پختہ  
 یہ سلسلہ ہے پختہ حاکم وہ شکر خفا

بہ گہر و ندال کا تو نہ شک میں شہرا  
موتی ہیں یہ اس کے کہ جو سہا نور کا دریا  
سب بوش آپ بید در درانِ مصفا  
پیر کس اودہم سے سہا و دم عاف ہو چلا  
زنج دہن تانگ تو غائب ہا نظر سے  
پیر گن کے پتھر گہر سب نے اودہم سے

اب عارف و خداں کا سنو تازہ بیان وہ  
پو پو صفت کی طرح نظر کی بیان کر گئی ہا چاہ  
حاشا کہ چون چشمِ حیران اسے دیکھ  
مہ چشم سہا و قطرہ سب بیکر عہدہ پیاہ  
بہ کوزہ نیم میں بوش اس کی ولا کا  
بارہم عین غلبدیں سہا و نور شاکا

پیشہ کو کھون سہا و اب دیر غلطاں  
بہ نور سے کہ یہ کم تر شہر ایاں  
رشتے ہیں قبا کے کہ عیاں مہر و غلطاں  
ظاہر سہا کہ سب از زحقی اسپیں ہیں پیاں  
اکو نہ کسی بندہ آگاہ سے پو پو  
پو غیب کے اسرار ہیں انکس پو پو

نارائش کم صاف پو پو نات نمایاں  
کے کہ یہ کہ سہا کُن دیر غلطاں  
بنا زیب کتب درست ملک قطرہ نیسیاں  
پانچ جو بہت سہا و حق ہیں لئے رفوڈاں  
رنگ اسکا زالا سہا کہ صفت سہا و خلکی  
بندہ ہی کو کیا وصف یہ قدرت سہا و خلکی

۵۹۳

انگشت اشارت جو تیرا کھینچا  
زندانِ کربلا نہ لے گئے تجھے  
ہر شتم و کلامِ دشمن سے  
یہ شخص ایمان کا جب شیرازہ اچھا  
تو نہیں کم کہیے تو علم کسان پر  
تو کہیں بال آسمان سے خاموشی کی پانچ

۵۹۲

قد کو نہ کہوں کہ یہ گلستان کے برابر  
یہ ہمہ عجب و شے ہے دیوان کے برابر  
علم غمزدانِ عیال کے برابر  
یہ ایک الف ہے بین قرآن کے برابر  
نابیت قدسی سے یہ زمین پر کوئی ہے  
قرآن بین جہاں جاب الف ہے حرکت ہے

۵۹۱

یہ کھوپڑی ہے پندرہ اوروں کا عالم  
یہ ہے افضلِ الٰہی ہے جیسے  
نہ جن کا شعلہ ہے زہا اس کو جیسے  
بہ دھال کو یہ دودھ زہا اٹھتا ہے کم  
بہ بڑ زہا زہا کو یہ نام و خصال کا  
بہ کاغذِ بری یہ یہ تم موردِ دغا کا

۵۹۰

ہر گناہ کی کہ یہ ہے یہ قول ہے پورا  
یہ تو علمِ الٰہی ہے کہ یہ ہے شہر  
پہ پھول نہیں دغا غنا چاہیں کم  
دغا غنی و غافل و غیور و شہر  
دل و صفت ہے پریندہ ام و شوخ کے اوپر  
التماس ہے ابو کہم و دوش کے اوپر

۶۹۷  
گر خجڑ شامی کی طرح لاکھ بابل ہو  
نیز سے کی تھلی کا نہ اک شتمہ بیاں ہو  
جس از بجن ز زمیں یہ شمع سناں ہو  
پروردانہ پر خورشید مرطاب حیاں ہو  
ذکر صفت تیر و کسان در دیکھ سے  
ناک شب شہاب اور کہاں کی فکرت ہے

۶۹۸  
کرتی عبادت کہاں آپ کی گویا  
بند تھا ہے بنیا علیہ اسی سے توحید شہ  
خالی گو اس سے جو ہو آگوش دنیا  
مردم پر شست بہ دیوار غم ہے  
ابو کی کہانی ہیں یہ پیشی الم ہے

۶۹۹  
مخاورہ ہے اس سے بوشہ کا پیران  
فول مردم آبی کامر آنج سے بولان  
طوفان اٹھے جا کے جو نابل سے بولان  
دیر کے مونا خلت زبیر چہ کہانے  
مردم بول چہ کہانے کی پائے  
چچا بول اک دار جابوں کے کم دیر  
نحو گزرا کب شہنشاہ جل وطن گویا  
پیدا بھی نہ پھر ذرق جابا بخت ہو

۷۰۰  
کیا وصف ہو تو بن کا ہر تے نہیں مضمون  
اقبال ہما طالع عرقا ہے یہ لگا لگاں ہو  
جب عمر و تل ہے بنال دل چوں  
نہوں کی ضیاء ابوسے بیسی جہاں  
مُحبت کی جو قسمت ہوئی مقرر قضا کہ  
ہو وہ تو کہو جسے اک جود ہو ا کو پیا  
نحو گزرا کب شہنشاہ جل وطن گویا  
پیدا بھی نہ پھر ذرق جابا بخت ہو



۱۰۱  
 شش جہت اس تو سن چلاں کہ شش  
 شش جن چوں آگ کو پونے کا ہے  
 شش غیب سنیو میری دنیا میں ہے منظر  
 اک پاؤں جو باہر ہے تو اک پاؤں جو اندر  
 دو جو دو پہلو پہلو فقیر کے نعل میں ہے  
 دنیا میں جاگو پاؤں کے رکھنے انہیں ہے

۱۰۲  
 یہ جہت اجل رست و پیر اور چوں ہے  
 گردوں صفت گرد است اچھے دال ہے  
 محتاج چایاں کی نہیں جو بات عیاں ہے  
 کچھ شکر در برقی کی صورت یہ کہاں ہے  
 عمر عت یہ ہے اگر کینہ غائب رسدال ہے  
 ہمارے کسی کی انیت میں کس عیاں ہو پا

۱۰۳  
 غم ہے جو کم ہم آگے ہو اس کی مدد لال  
 آگے سے ہو دروختک دست دگر پیاں  
 آگے صد اور کی دوزخ سے کم میراں  
 آگے ہی قدم غم خوش گم گم میراں  
 آگے سے گم آگے کیوں چوں کہ میراں  
 پہنچاں چوں نہیں لاتا ہے نہیں کم

۱۰۴  
 کیوں مومنو تفویض ہو اول نظر آئی  
 پہنچاں ہے جو زعفران اب حق کا فانی  
 بہر دنیا چسپ کے نواسے کا اور بجانی  
 گم با بھپایاں ہوئی چوں سے عبادی  
 اب یہ کہو کہ جو تو جب جان کرے  
 پیچہ کہ جی کیا ہو یہ مہمان کرے

۱۱۱۱۱۱۱۱  
 وہ دیکھ لے کہاں انکی ضیافت کا ہوا سال  
 جہجہک کہ کی لاکھ منہ بھوں خنجر بڑاں  
 سلیم نے کہا دل میں کہ ظلم کا طوقاں  
 شہ پیر زری جالب کا اندنگہاں  
 حکم کیا عیدیں نہیں نہ اس شہنشاہ پر  
 جنبش میں نہیں آتی اگر فک پر

۱۱۱۱۱۱۱۱  
 پور کو بہ معلوم ہو اگر گداں  
 اس طرح وہ برسا کہ اڑھا خوں کا لٹاں  
 مطلع بھی بواصاف ہوئی گرد بھی پہاں  
 پھولی تھی شفق عیاں طرقت غنم عداس  
 دالان ہوا عمر خ تھا کہ کس شہرے

۱۱۱۱۱۱۱۱  
 اک عالم میں اراہیل چون کا کبار  
 دوست جو بڑی پست گئے با ہم چا اشرار  
 آتش تھی آہیں جمع آہیں گنگ کے انبار  
 لڑاں صفت پیر نور اور بواں تھے  
 دیوار زہرہ پیرا ہوا ہوا ہوا ہوا

۱۱۱۱۱۱۱۱  
 ہوسنے لگے اگرک عدو پیش میں کہ  
 سلیم کہ بھی پھینکے تھے لنگ اڑھٹاں کے  
 بیاں دلوں میں نفر سے تھے با شہ فرار  
 دیوار شاہدیت تھے لٹے لٹے کپڑے ہاں  
 جا بڑا تھا جب ہاتھ کم بندہ دہاں  
 رہتے تھے سپاہی تھے باہم کہ ادہاں

۱۱۱

یاب سے دوسرا بدن جاتا تھا تنہا  
پھر گرتے تھے ساقوں کے دیان کی کڑیوں اعدا  
کہ فترت و بالہ اور اک شکر تھکے برپا  
دیوار زینبوں پہ جو فرائض تھے  
چوہا درم کرک جاتی تھی کھار سے پہلے  
گرتی تھیں صفیں فنا کہ دیوار سے پہلے

۱۱۲

پیلاب دم کی بیج کی جا طرنگ گشت  
سربادی کو فوجی دیران صفتی و گشت  
کیا بام سے سوانی اعدا کا گشت  
اگر چاہے گشت بیج نہ رہتین کے گشت  
ناری ہی نہ نہا کھجک سے تھے دور  
مژدہ شمر سے دوسرا ملک سے تھے دور

۱۱۳

اعجاز غیل اپنی شہر نے دکھایا  
دائن کو کھینچ شہر نے نہ پاپا  
جہل کی طرح سے جو دیوان کو دیکھایا  
لم خزانہ قاست نے اسے دیکھ دینا  
بہ تپا شہر را ظلم جو بے بہا تھے  
آؤ تھی شوق رنگ وہ فرشتہ ہوا تھے

۱۱۴

پوچھنے تنہا تک پہ نظر آتے تھے صدمہ  
روشن فلک پہ وہ پوچھا عقب پر تھایا  
یہ رخت عجب آہ پھر عصفونے نہ پنا  
تھے صفاں لہر قلم دم رحمت کے ہو پنا  
دشتمے کو قرق آہ رب پہ تپ تھایا  
اعضا سے دھڑکا کہ جسے لہر تھی

۱۱۳  
 ان آجوں میں گر گم معانی کا یہ تھا حال  
 و دشمن دور کا یوں کی طرح کوئی تھی پال  
 چار آئینوں میں سر سے جو اڑا کر تھمال  
 تو رید تھا زرد و پیکر فتنہ سے تھا حال  
 کہ نہ کہن سے کہے جو اڑے تھا  
 دس تین تو ریش کے لگی بال کہ تھا

۱۱۴  
 غور کیا میں مگر جو جو اگلان بگرا  
 پھر تیرے کم سے لگی لہلا کم بگرا  
 اس کی کہاں سے الف تیرے بھی مگرا  
 مگر نہ بگرا بگرا تو اس میں سے کرا  
 حیران تھی زرد و دیدہ بزم سے رہیں  
 قبضہ نہ تھی تیرے آگشت دہن میں

۱۱۵  
 دریا پر ٹھٹھا لہو کے خون کا کیا  
 رہیں تو نہیں تو پالگی اس میں بگرا  
 لالہ اجیں تیرے کی کشتی کے تیرا  
 جہیز میں تھی اس پار یہ کشتی بھی اس پار  
 پیر بن گئے تو سن کہ سید و پیر کا  
 اسراروں کے حق تیرے کی کشتی پر بگرا

۱۱۶  
 نہ تو خبر حس کم کو فہم و ادراک  
 فہم اس نے ادھر ادھر و ادراک کی بگرا  
 پھر تھی وہی آتش وہی بیداد وہی بگرا  
 ہم کا کہن خون سے بالی ہو اگلا  
 جب زخم زناں کھاتے تھے تو فتنے سے بگرا  
 ہمارے سہم کے سے دوسرے سے بگرا

۱۱۱  
 گنج بہت دزدان ہو لگا سنگ بٹھا کار  
 چھوٹے کی نو تر کے اونو لاکھی بار  
 بہر دہر ہو چکا کہ نہ پاس آتے تھے قمار  
 اس کو دغا کی یہ بچا ہے وہ ستم کار  
 پھر اڑنا ذرا بچھو بھجانی کی خب کو  
 وہ ناتم ہوا آتا ہے تیر سے ادھ کو

۱۱۲  
 دت سے ناخفا جو نہ خاں شہزادہ  
 یہ سنے ہی پیا غم تو دار و در  
 پھر تھک پھر آتے ہی ابل نہ کیا حرا  
 بچی و بچہ ہیں تھی بچی میں کج  
 غم ہو بہت کر کے کہا بچہ چا ہے  
 مظلوم بچے کو تو کہ مارا دغا ہے

۱۱۳  
 یہ کہتے ہی خوش ہو گئے گویا ہی کو کس  
 مظلوم کو ظالم دیر جا کم ہو اٹھا لائے  
 سہم ہو وہاں پیا س کا غم ملے لے لے  
 دراز سے یہ پانی کے طرف ان کو نظر آئے  
 دریا بھریں کو دیکھا کہ زباں بولا وہ پیا  
 مہاں بھولوں او پیا پیا بھول پانی دودھ پیا

۱۱۴  
 کہتے ہیں کہ کہنے لگا اک ظالم گسراہ  
 پیا کم در غم پانی میں خوش و خوش ہو جاہ  
 یہ تو کچھ اس پانی کے قاب میں نہیں اندھ  
 سا غم لے طلوع وہاں وار نہ ہوئی ناگاہ  
 نہ تھی تھی تم آج سے کہوں رات سے آقا  
 ہو پانی جو پوچھا دوسرے کے بات سے آفت

۱۲۱  
 چلو کھو علم نے انہوں میں سے لکھا یادہ پایا  
 پیسے بویوں کی فوج سے اسویانی میں ڈالا  
 دوزل لہجی اگرست جام بنافون کا تھا  
 دوزد کے پکڑنے ایک عالم بالاد

۱۲۲  
 القسطہ کہ عالم نے حضور پر بنایا  
 اور وہ کلمہ ختم کرتا لکھنے میں شغلا  
 جس نے لکھا اچھو سرس کو کھو دیا  
 سلیم نے ملا باحقوں کو روزناہست آیا  
 عالم نے کہا قبریں بھی ہاتھ ملے گا  
 اب غمخیز آدمی بھلا پہلے گا

۱۲۳  
 فرمایا کہ عاشق و تاسف بڑھ کچھ اپن  
 نخست سے کمر کو کہ وہی ہو سے وہ میرا  
 کس دروات و قلم اس وقت تو نکلے گا  
 کچھ بھلا بیکس سے من فر کو سب کھنا  
 تو یہ فقط حال کی منظور رہ بھلا  
 بھلا نہ بھلا نہ کلامت و رہ بھلا

۱۲۴  
 عالم کا جو فرماں عرش پر سہنے پایا  
 تب نیکی وہ قوطاس دوات و قلم آیا  
 سلیم نے لہو زنجیوں کا کاغذ پہ لکھا  
 اور ببر کرم ہاتھ میں خامرہ اٹھایا  
 لکھا شمع و الا کو کہ کیا حال دم تو  
 اغیب ہے کہ ختم کی تھیں ہم تو قلم تو

۱۲۱

دین کی ذریعہ کا دین قتل کا مال  
بہ عید یہ ہے آپ پڑتا ہون میں قربان  
شہزادوں کا اور شاہ کا اٹھ گنبدیں  
کہ تابانوں ریشہ کی سفارشیں جاں  
کہہ کر رکھیں علم بین مذہم اور کلمہ  
صدیقہ میں کہیں کے ریشہ مری پوجاں

۱۲۲

یہ وہ سب مری خواہر عباس دلدار  
وہ مر تبہ دان خود ہے کہ دنیا مقرر  
رہے تھے تو بانی سے پیکر پیچیدہ  
ایسا تو کم منہ ہو کچھ باغ و سرور  
عباسی در لاور کہ بربرین نینوں  
بانی کی وہ نو نواری میں غلام شہزادوں

۱۲۳

روداد بہت وقفہ کم لے شاہ خوش انجام  
جلاد مرے سر پہ کھینچے ہوئے مصداق  
بس یہ کہ یہی خط بھی آخری اپنی نام  
اب کو نہیں آنے کا بھی لینا نہ کچھ نام  
خط پہلے طلب کا جو برادر نے کھانے  
میں نہ نہیں کھاتے مقدر نے کھاتے

۱۲۴

نقص پر مبنی بنیو کھنے پر نہ جہان  
کیا جاتا تھا غولچا سپاہ زانا  
بہ اندر دو غاصہ بیاں ٹھنڈے آنا  
اور غم تو کم آنا تو زیب کو نہ لانا  
دائے خود وہ فرغم اسد میں گھرے گی  
مرنے بن کر کی بوسے میں پھرے گی

۱۲۹

خط لکھ کے مکر دیا اور بولے یہ آقا  
وقتِ فراقِ نبوی سے ہے ہم قومِ جاہلِ کبرا  
بچا انا بے کشتہ جہاں ہوں شہرِ والا  
اندھ فرغِ عمر اتنیخِ ذرہ پتہ کے دنیا  
گم تیری خیانت کا مسدود کون ہے  
پر کیا گردن کیسے نہن مرا کوئی نہیں ہے

۱۳۰

عمران کے فرزند سے حاکم اور گویا  
اب دیر نہ کر باہم پوچھ لو تو لے جا  
ٹکھٹے دروہین سرکاٹ کے اسکا  
اور باہم سے بالائے ہیں پھینک دلاشا  
ہاں بانوہ کے پوراش کے پائوئیں سن کہ  
تو کہہ دے ہم آوارہ وطن کو پو پو پو

۱۳۱

جلاد نے تیب بازو سے سہلے کیا تھام  
ساتھ اُس کے غریب سے چسپے سہلے ناکام  
مزارِ نیچے پر مزارِ شہادت ملی ہر کام  
اور باہم پہ جا کر تو سے فرشتہ برباب ہم  
چسپے چسپے سے ہم ہاں مصداقِ شام  
حقِ خلق ماتے کو کھڑی باہم کے پتے

۱۳۲

ڈاکر کوئی آتما تھاپناہ لے مرے اللہ  
مہان سے کوئی بھی یہ کہہ کر تاب ہو کہ  
مجھے ہیں غنا عید کی سید کا لہو واہ  
عاجی کا گلا کاٹتے ہیں غم کو برفواہ  
کستا تھا زکر کوئی کیا تھہرے باقی  
کے بندہ کیسے پھر چھٹی کی باقی



۱۳۲

تب دہلیان میں شیخ پرستم جو پچاس  
کے ہیں ہو گیا راہ میں صدقے میں تھا  
اب کھینچا ہر لوگ تا شانی میں اسے  
دیکھو مرسے آقا مرسے حکمت نے نکلا  
عجاز پر اسے مری انکھوں سے نکلا  
یہ بی بی ام غری جو پرار دکھا دے

۱۳۳

کہو سے ادنیٰ دوزخ و جہنم سے تھا  
تلم تلم گورے تشریف پر راہ  
جہنم نے کوفہ کی زمین سے کہنا لگا  
ہاں حکم تو اسے تو بناتی ہو وادھر  
تلم تلم ظلم کی تصویر کو دیکھو  
شیخ پرستم دیکھو یہ شیخ کو دیکھو

۱۳۴

کہو کہ زمین نے کمر افش کیا پس  
پہر ساری زمین پر ہوا زلزلہ بوبا  
چلنے سے رکا راہ میں اس پر غم والا  
اور تلم تلم سب شکر ذریت نہ ہوا  
ہاقت نے نادری یہ شیخ کس وقت کو  
یہ بی بی دیکھو کہ وہ کی طرف کو

۱۳۵

کہو کہ طرف شاہ نے منہ اپنا پھرایا  
سید یونان نے غول سے پودہ دکھایا  
اللہ نے مستلم کا جال ان کو دکھایا  
پوچھا ہوا تو اس کے پیچھے سرایا  
پچھم تھی نظاروں میں صلیب خانی کی  
یاں قافلہ آمدی تھی وہاں روح علی کی

بہتر نہ ملایا غمِ شہِ نازِ گلستان  
 سنے کے لئے ہاتھِ قریم نے بڑھائے  
 چلائی کہ لواں وہ بابا نظر آئے  
 سب کہتے تھے بابائے وہاں شہنشاہ  
 نے فرشتے پہ نہ سائیہ دیوار کے نیچے  
 بابا تو مرس پہنچے ہیں تیار کچھ

کیا دے تو دو گوسر بابا کو چلارہ  
 بچا کہ دے کہ کو پیڑ کوئی وارہ  
 زینب چوہو لگی اس شکر سے جھجھاتا رہ  
 یہ حضرت عباسِ حمایت کو سدھارہ  
 بھٹی علی اکبر جو بن تیری بارے یہ  
 لوڈی اٹولیں تیری مرس بابا کچھ

پہلے پڑے کہ تم تھار حضرت کو پکاری  
 تو یہ چاچا جان ددھائی بے تھاری  
 ذاتِ امی بے عقدہ کشا سب کی پائی  
 اصغر کے لئے دیکھو مغیری دھاری  
 دیتی ہوں کیمینی کی تم جب کچھ کہو  
 بابا کو مرس تھنے کے پچھتے نکالو یہ

پتھر پکڑے ترا بابا بہت دور  
 پور قاتی تھار اکو اب یوں ہوا منظر  
 قاتل سے وہاں کہنے لگے مسلم خیر  
 حسرت مری پوری ہوئی اے ظالم مقبر  
 اب کھاٹے مسکر کچی مرنے کا مزہ  
 آقا کر اس وقت تھے دیکھ رہے

۱۲۱  
 قاشق نہ لگانی مگر ہم پودہ شمشیر  
 کشت کے پکا لپٹیں غداں کس شمشیر  
 کھٹے لگا دیا بوقتِ رسم گیسو  
 یہ عجیبہ کرا کر کہا اور کی تجسّیر  
 قطرے تو گراست فون کے دالانِ شمشیر  
 مگر گوشت میں زہر کی تن اس غوثِ شمشیر

۱۲۲  
 کہیں پتھر کی جانب اگر اچھبہ لاش  
 بوجھتے عالم کی طرف سے ان لاش  
 میں کیا ہوں ایک لک نہ بوجھتی لاش  
 پھر لاش کے پاؤں میں غرق کی بوجھ لاش  
 پیٹھ اسے دریا تلخ گلاریں لاش  
 پھر کھینچتے کمر پودہ بازار میں لاش

۱۲۳  
 پوراش کو گویوں میں پھرتے تھے بوجھ بوجھ  
 دہن کی فرشتوں کے صندوق آتی تھی و لاش  
 اک بی بی بھجی پویشیدہ تھی اٹھ لاش کے کلام  
 چٹائی تھی وہ وہ دادی دادی آہ  
 جب پوچھتا تھا کوئی کہ یہ کی صلیب  
 کہ تھی تھی زین قلعہ شہرِ بیکس

۱۲۴  
 غلطی مسلم پیر دیر اب تو بیکس  
 اس مریہ کو ہاتھ نہ پیر کہ اذریہ دعا  
 مقبول یہ ہویہ مرا سے باجرت اک  
 ہر لحظہ غصہ قوتِ تصنیف عطا  
 گوہرِ زہنی سرگرم کرے میرے بیان  
 ایک سخن تازہ میں لوں تیغِ زبان  
 تا کہ شمشیر

جب ماہ نے زو افی شب کو ادا کیا  
 تم بہر در و بھکا دیا ذکر خدا کیا  
 سچو میں تکیہ خالق ارض و سما کیا  
 در کھلے عبادت رب غفر کیا  
 قوریش نے وغیر کیا وہ جسے غور کیا  
 گلشن شوق بو ملا و مرجع نے  
 اس پند تلک شب کو کیا قورچ نے  
 گدی دکھائی روشتی ملو رچ نے  
 ہند پران کوئے کافور چنے  
 یلک شب کے حسن کی دولت کھلے  
 افشان نہیں سے کمال درخشاں ہو چنے  
 پیدار او پیدہ طلعت نشان چنے  
 مجموعہ کا وہ ذکر وہ لطف اذان چنے  
 بانہا غامدہ نور کا بونی نشان چنے  
 پورخ پکار چنی پو کیا خطبہ قون چنے  
 منہ سب کے سے سبب از شیر ہو گے  
 تم اگر مجھ کوئی دوا شیر ہو گے  
 آریا و دنیا پر گشتی استکان مہر  
 حار و سرد نے پناہ نڈی نشان مہر  
 پو پو کم کتا ہوا علم ز نشان مہر  
 ظاہر و باطنی زمانے پو تاب و نشان مہر  
 مژگہ کن کا دیدہ اگر دوسریں ہو گے  
 منہ سب میں پو پو چنی رات کی تکیہ چنے

جلا جلا ہونے سے رخ آفاق فراق کیا  
 بر لہ جہاں کا زنگ بوجھون شفق کیا  
 اس دور سے قمر کو الٹ کر رہ گیا  
 سہو چ کو جب عروج ملا طعن کیا  
 تو نیشہ صبح کا گلہ دستار ہو گیا  
 ہمدردہ افق کا عجب گلہ گمراہ ہو گیا  
 ننہ عالم فروغ سے گمراہ ہو گیا

مغرب تیرا جبکہ غرق جہاں تیرا ہوا  
 سلطانِ شرق را کہ شستہ خانی تیرا ہوا  
 اپنی کا قلعہ بکراشہ کج رہا ہوا  
 برابر غمخیزوں کا آباد گھر ہوا  
 دیر یاد دہی سے باد شہزادی کی  
 پنچ گناہ کا رکن کشتہ خجرات کی

نین دہاں مابہی شہب میں اٹھال ہوا  
 کھانا لہو باد سے یوسف عیان ہوا  
 میلاد شہب کے گلہ شکن خندان ہوا  
 عالم تیرا رخ سے گم فغان ہوا  
 جھوٹ کے رنگ رخ کی چھوٹی چھوٹی  
 تھی جیتی پازانے کی اک آہ سرد تھی ہو

ہوا کہ قیام نو بہ چارہ سحر سحر  
 تھی آسمان سے بارش بہ حسنِ جوہر  
 ہوا سحر نے مسدود شہب گھر گھر  
 خدو میں ہوا سردی آیا قہر  
 برونج ہوا کھلیا تھا رخِ آفتاب کا  
 ہمدردہ تھا فاش صبح بلخ نقاب کا

۱۱  
 کل نہیں ہیں جو کھراڑا تھا مالک جناب  
 لمز باغ و ہر چراغ امانی خندناں  
 تھے وقتِ صبح میر و تار یک بوستان  
 بزمِ تھا پائیزی کی آہوں کا تھا غمناں  
 شمعِ تباہ ہو گئی غم میں جناب کے  
 خاکِ عزت سے ہو گئے سرِ غلامِ کباب کے

۱۲  
 منہ میں غل تھا گلشنِ بختِ پیماں  
 شمع میں چوہ لگی غمِ شیرِ پیماں  
 رنگ اپنا تھی جانے لے لے شانِ اقبال  
 تختِ مودی پر وہ بند شفق کی لال  
 پیر تو کتنے تھا کپڑا کمرہ کمر  
 صحنِ افق بنا ہوا تختِ کباب کا  
 بدترختِ مودی شفق کا و غزلان کا

۱۳  
 نہ ہے مقامِ سر سے جاتے نظر پڑے  
 منہ پڑے دکھ میں چھپتے نظر پڑے  
 ملازمِ اسے خاک پر تے نظر پڑے  
 بشارتِ شب کی نیند کے ماتے نظر پڑے  
 نورِ کھوپڑی کی آبرو سے ریشہ  
 اٹھ بیٹھے کمر کی گئی اس کی چھپا دین

۱۴  
 کسرا و جگر قدرت سے دگ تھے  
 بیٹھے ہوئے لبِ عبادت ہو گئے تھے  
 وارِ قہر یادِ حق میں غزلِ لپکتے تھے  
 کیا کیا شمعِ مری میں صنت کے رنگ تھے  
 کوئی جواب کمر نہ تو کوئی ہر اہوا  
 چھوٹوں سے تھا فزات کا دامن بھرا ہوا

۵۱۳  
 مہبود سے تھے مرغِ سحر طالبِ غلات پہ  
 فغانِ کرم سے گئے گکیں نیتیں مباح  
 غمِ اکبریم دردِ زبان تھا علی الصبح  
 کہتے تھے بکبر وہ پیا مس الریاح  
 بیسیخِ فغان تھی بین میں یہ حالت تھی  
 لذتِ زبانِ فارہ چو خودی کی تھی

۵۱۴  
 خاشاک سے بوجھنِ شب بوم پرست  
 فرخندہ نے لکائی اوستہ پر پرست  
 زباں کیمستان کو سرِ ایک شکست  
 ہنسیاں دہرے لگے شائیانِ رست  
 اوٹھ گئے اس آفتاب پرستوں کے دین  
 زباز کا آفتاب چھپا پاز میں پو

۵۱۵  
 کچھ بوجھ کر غمِ فرخندہ پر غنیا  
 شجرت کو شفق نے کمرِ دست علی کیا  
 فغانِ قضا نے منہ تنہی تقدیر کو دیا پو  
 کوئی کہ موافق ارشادِ کبریا  
 تا ظہر نہ حسینہ شکرِ فرخندہ  
 تا ظہر نہ حسینہ شکرِ فرخندہ

۵۱۶  
 گھٹا زبانِ سینی کا خدو خال  
 اٹھا قصود وار سو وہ بھی ہوا جمال  
 منہ راہ کبھی زخمِ اخلاقم غم و مال  
 عمدہ بہاد چھاپوئی سرکارِ ذوالجمال  
 دینا میں سرخ پوش ملازم حضور کے  
 معجبی بینِ خلقِ فدا کے اور نصرت کے

علم  
 تنہا غازیوں کے لئے جو غیب و احوال  
 فکروہ حسد ام فاشہ میں شکر و خدا احوال  
 کہ تو صلیتیں تابو ابدیلیں تا احوال  
 قبض الوصول حریر خیال کا خط و حال  
 بچوں کا عرف بسبب راہ جب اکبر  
 ایک ایک فوجوں کا لقب نام اکبر

علم  
 وہ نور وہ سپید وہ صبح اجل نام  
 وہ نغز اذان و اقامت وہ مقتدا  
 بیچ میں اقیام تھے ترانی میں اقیام  
 فکروہ غیب میں قیام دین فکریا  
 پانی کے لائے سے جو تھا منور و غلاب  
 ماضی کا اقباب لائے دور آفتاب

علم  
 آئی صدا سے غفر کہ یک یا امام  
 لے آؤں مجھ کو شکوں میں اب بقا امام  
 کہ تو کچھ لڑائی تو قسم کیا کروں تمام  
 باران نے دیا کہ بربنے لگے غلام  
 شریکے اپنے خون سے وضو اب کہ کچھ امام  
 پانی کا ذکر جانے دو پیسے مریم امام

علم  
 گھاس پافوٹھے امام ملک خصال  
 چائے تھے رات بھر شیطا عات و احوال  
 چائے گھر گھر بقیہ صبح شب خصال  
 تجوید کا وضو کی بدلتی و تحا خیال  
 دھویا وضو سے ہاتھوں کو اور کچھ بقیہ  
 کفن جہاد کا زیور طلب کیس



۵۲۱

نام سلاح کے عزم پر پھری چلی  
اٹھی سلاح لانے کو نہ ہر اک لادلی  
نہتی ہے آہ راستے میں کیا وہ دل بھی  
آواز آ رہی ہے کہ نہ پادیا علم  
جی صدر اہی بھائی بہن میں بھڑکتی ہو  
یہ روح قائم ہے کہ خیمہ میں دنی ہوا

۵۲۲

کلثوم کو پکاری وہ حیرت کی بتلا  
چچا تو بہن مری ماں کی ہے صدا  
آئی سلاح خانے میں تو اور غلٹنا  
کی ہر طرف نگاہ کہ یہ ماجرا ہے کیا  
کیا دیکھتی ہے پچی بی بی کے وزیر کی  
روتی ہے نہ وہ الفقار جناب امیر کی

۵۲۳

یوں مجھ غلام میں ہے تیغ اٹکلا  
نہو نہا نہیں ہیں وقت ہم جیسے گولا  
پھر تو دلی رو میں چھوٹے زین و الفقار  
دلیں کہ انہی کہ کر سے ہم اکرو کار  
وہ اس جگہ اس جگہ تیشیں اوتی ہے  
فخرت سوار ہوئے ہیں اور تیغ دلی ہے

۵۲۴

فریاد و الفقار سے ہو وقت یادوری  
خترادہ رن ہو پڑھتا ہے کہمیں لکھی  
جو ہر کھانا تیغ کے لئے تیغ عیدوری  
وہ بولی آہ آہ تری بے برادری  
ہواں شام سے ہیں تھکے ستمگر  
اب نہ لگی حسین کی ہے وہ علم تک

زینب کا سینہ پھٹ گیا جی سننا گیا  
 لا کر سلاں شہ کو دے اور غم اٹ گیا  
 لمبا ہو تو سر شہ نے دم اٹھ چکا گیا  
 پہنی زبرہ تو معوج میں دریا سما گیا  
 بانہ جی ہو تو الفکار بھی کے وزیر کی  
 قیامت میں کسی شان غائب ایمر کی

نالاہ الوداع بھی آسمان تر ہو گئی  
 اگر تیرا افسانہ فر کر دے گی  
 بانو پلکاری و مری تقدیر ہو گئی  
 بچوں کو کیسے تیں شہ نیک ہو گئی  
 بولی نہ باب سپر نہ ماں میر سپر ہو  
 والی یہ خفیہ چھپیں اور میری اس ہو

شہ نے کہا خدا تو جب گم نہ نہیں نہیں  
 ہر سنت کی اس نے شہ عالم نہیں نہیں  
 تو تیری جے حضور بولیں یہ نہیں نہیں  
 بچوں کا چپن اور یہ ماتم نہیں نہیں  
 شہ جو بے بو شہیت حق ہے تو مانے  
 ہاگو شہید ہو نہ شہ اور تم کو درد مانے

عابد کو اک صغیفہ کیا شاہ نے عطا  
 جو ہے یہ ہے امانت معبود و دہلا  
 لائے ہیں عمر شہ سے شہ مرزا مصطفیٰ  
 نام اور عیسا کے کچھے ہیں اس میں جد اجداد  
 کہ کیا ہے نا جانان سے جو شہ جاں نکل  
 پھر بچا گلے سے لہری اس غم زماں نکلیں

۱۲۷  
 یحییٰ بن اسماعیل کی عہد میں مسیح علی  
 نبی کو کلمہ خاندانی نشانی تھا جس کی شکل  
 جیسا کہ گورنر صلیح تھا فرمان و اجمال  
 حکام حسین پائے لگا خنجر سے انفصال  
 وہ یو لایمیر سے واسطے کیا لے نام جو  
 فرمایا تازیانے ہیں اور قیود شام کو

۱۲۸  
 یہ کہتے تھے کہ جانب پہلو پڑی نظر  
 دیکھا کیٹھنہ روتی ہے پیکر پر کھنجر  
 اور ہاتھوں پر پٹیا ہے دامن کھنجر  
 فرمایا چھوڑ دو کہ نہ تازہ سب جو تیر پیر  
 جیانی کے دادا جان سے لگے گرجا جاتی ہیں  
 جلتے ہیں اور تھیں بھی دین ہم ادا جاتی ہیں

۱۲۹  
 یہ سننے ہی کی ٹیم ہوئی شش در شش  
 ہر شے سے مدد کر لیا چاری وہ برہنہ  
 تکمیل کیا ہو ساتھ تو لے پھرتے نہیں  
 فرود میں بلایا گئے بی بی کو تاشا دین  
 بابا حسین تم ہمیں بہلا کے جاتے ہو  
 صفحہ اگر لکھو جی تو آج تک یابا تاشا

۱۳۰  
 وعدہ تم کے ساتھ اگر ہو تو تاشا ہم  
 اُترتے ہیں تم کو پیری اسی کی تہیں ہم  
 کہیوں کلمہ یو رو دیکھو یہ کلمہ کیا ہے کم  
 اُترتے ہیں نہ حسین کے کلمہ کیا ہے کم  
 وہاں بلا کے پانی سے تر سا پالیا ہے کم  
 ہاں کہتا ہوں کہ تاشا کے فوائے کو

۱۲۳۳  
 القصد اُس کو دیکھ کر ہزار ہا  
 نصرت ہو کر ایک نیک سے فرتیڑ مہر تھا  
 ماتم اٹھ اٹھو تو خطاب محمد سر  
 بہت کلمہ برباد کر دیا میں نے کیا  
 کبریا سے جناب کا بے غور لالہ کو  
 فہم نہ تھی بارگاہ کجیرہ اٹھانے کو  
 ۱۲۳۴  
 شریف جناب در دولت عین لائے  
 فہم نہ تھی بارگاہ کجیرہ اٹھانے  
 فہم نہ تھی نہ بہت خوش بجاتے تھے  
 بہر تو واہ واہ تھی تو کھینچتا ہے  
 میں ہم بہ فتنہ تھا اب غنایک  
 جیسے پہلے دن کو حضور آفتاب کے  
 ۱۲۳۵  
 بھلا اللہ عن صبح کے پوس کو زور لگا  
 فہم نہ تھی دیکھنے کی پشیمانی بہار  
 کھ کر نہیں پہنچا تو رشتہ پر زنگار  
 فہم نہ تھی کہ میں صبح نہ محراب کے کنار  
 خیر شعلہ صبح کے دست نیاز تھی  
 شعلہ کی بلبلیں یہ کجی کو ہر دم دراز تھی  
 ۱۲۳۶  
 غزنی بارگاہ میں آئے اور اُدھر  
 تزار تہ ایک ہاتھ میں تیغ ایک میں بوم  
 یہ ہر دو جلال تھے اور ہر طرف تم  
 کہنے کی زمین فلک سے بیکار کہ  
 لاگو ہوئے ہم قصق کو درجن سے  
 چھوڑا ہم آفتاب چلتا ہے بے حواس

۱۲۵

نہیں براق نازکناں آریا دوانجنات  
خیر العمل قیام تو سرعت علی الظلال  
میں غمزدن تھا جیسے نوزن علی الجبال  
انجم کو جبکہ نعل کی حارب میں مباح  
دل چرخ پنہ پوش کا دس دس کشتا تھا  
شملہ تو وہ نہ تھا یہ پورا ہے بلکہ تھا

۱۲۶

پہلے ہوئے رکاب دوشاخ شاد  
پیران اکبال دوجوانان نامراد  
میں کچھ کر سوار ہوئے شاہ خوش شاد  
لیکن رکاب تھاننا زیب کا آریاد  
سر کھول کر بہن یہ بکاری حسین کی  
یارب دکھانا پھر بھی سواری حسین کی

۱۲۷

پھر تہزاروں ہاتھ اٹھائے ہیں کیا  
غیر کیا وہ نائب شہید سوار  
اب یارو۔۔۔ مورتوں سے نواز ہو گیا  
لگے فیماں سے فوج نے بچنے لگا  
جوئیں غم کے سر پہ علم کھنکے  
بڑھ کر تھیں پین ہوئے لگے

۱۲۸

عصمت اس سے عجیب ہوئے غیب  
عباس لائے مرکب ابن ابوترب  
عاجیل جد جد کیا ایک ایک نے قرب  
پوئے مثال نے ہاتھ لگ کر جی پاؤں پر کرب  
جب زین فوج اجلا جہ صلیب کی ہوا  
حق کا حکم کرش لہر شہر کی نشیں ہوا

۱۲۱  
 ان کو دواں سوار فی سلطان دین ہوئی  
 چونکہ کہہ کہ پشت پر فتح بین ہوئی  
 دودھ سے بوا دیا تو ان کو گم ہوئی  
 پیچیدہ ہوئے کہ جس سے زمین ہوئی  
 سیم گم ہو گئے سوار کی نہ کر دیا  
 پیشہ فلک کا کی ہو اہم سے بکریا

۱۲۲  
 کسی شاہ کی شکوہ سوار کی کہوں میں  
 نفاہ آسمان جابیل سے مکر ماہ  
 تاقوں بخاتم حاشیہ یوں یہ ہوا  
 طرشتہ بہت بڑی علم و لایب پناہ  
 اقبال جلاوت بعد اک غلام تھا  
 فتح و غلہ قیصر کی بوری کانا تھا

۱۲۳  
 جوہ فلک و فک تھا تجا نہیں نہیں  
 جرات قدم حلقہ سے جدہ چین چین  
 بہت دور دور ملک قریا قریا  
 تارین پیڑ و درخت و گلہ سب کی کھیر  
 بالکل کو حق نے بسلی تہنہ تہنہ کیا  
 یوں نہ بڑھ کے کفر سے بڑھ گیا

۱۲۴  
 سب اہم و حق شاہ چاہے کہ ہوئے  
 مر نہ چوں دے ہوئے باگ باگ ہوئے  
 جام و لائے ساقی کو تو پہنچے ہوئے  
 بہتے ہوئے رہے زائل سے ہوئے  
 اہم کے ہوئے بڑا کھڑے ہوئے  
 واکھ کے تھوڑے ہوئے کھڑے ہوئے

۵۵۵

الذات حسن یا یوسفی باز از حیدری  
التم شتری قاتل و تمیز بل جوهری  
پلست خط از دم کج چرخ زخم شتری  
گست قی پادشاه پر چرخ شالی  
قیامت کے درج حسن وفاتے سوائے  
بیجا نہیں خدائے دو عالم عطائے

۵۵۶

یوں شمنے کی درست صفت نیم شمن  
بسطح دوش راست پوچی کو کجیت  
باز صواب و سیرہ و کاف از راست  
پل قتب ذوق یاد غارت کیا درست  
کیا کئے کیا یہ لشکر قدرت شکوہ تھا  
گلشن گلستان آسمان تھا دیر یا تھا کجیہ تھا

۵۵۷

کجیہ روح چار غنا صبر و حیاں شمار  
ایک ایک شہت کشت و بخت کا جاہد  
یوں شمن سے صل انکی صفت کجا تھا کجا  
بسطح ایک لفظ حسین و زلف چاہ  
جیسے غلام صبر چار ملک ذوالجلال کے  
وہیے یہ چار نوال ہم شوق خصال کے

۵۵۸

وہ شبنم زیب الہم وہ صف شکیان  
وہ میر جی بوان وہ شہر میری نشان  
وہ سانسے فرات وہ سوکھی بونی زبان  
وہ حق کے میدان قضا انکی مہمان  
شمر کے خوب حبیب شول زمین کے تھے  
میں تھے اس چمن کے تو پھول کجیہ تھے

۱۲۹

بزار وہ تیروں کے جوہر اتار لیں  
 شمع غرات داد دے مگر داریں  
 ہر جا ب دیدہ اسفندیار لیں  
 اس کے غلام ستم وستان کو لاریں  
 غالب بند و بست پہ تھے وہ جبار تیں  
 گردن کنہیں تھانیں تھی کمان تیں

۱۳۰

کے شہین کی وہ بخت کا پر تھے  
 کیا ہن تھا لکھا ہوا قسمت کا پر تھے  
 بیکال خیل ان فیضیت کا پر تھے  
 بڑی میمنہ انی اغوت کا پر تھے  
 وہ قاص جان شاد و شام تھے  
 توں تو اس قاص تھیں غلام تھے

۱۳۱

قاری نماز روزہ و حج و زکات سے  
 عصیاں سبیلوں علاجہ دن جیسے  
 منے شادی کے وہ طہار آتے  
 دنیا پیوں کناں تھے جیسے قرآن  
 کوڑیوں تربت تھے جیسے قرآن  
 دل انتخاب توڑتے تھے جیسے قرآن

۱۳۲

اے ایک غم کھو ایاں قافہ  
 شیران تیج دست و دل ان قافہ  
 مٹا تھا شرم حق سے شجاعت کلبہ  
 ماتم سے بفرزا تھے بہار و عافہ  
 فدا دوش فوج فدا کیا دگر تھے  
 بہر حکم کھانے تھے کفایت تھے



۳۵۵

ناگاہ پیشِ مومن بڑھی فوج بد شکار  
کمانے نشان کھوسے بھگتے سب سپاہ کار  
اک سمت کو سنال پوئیاں پٹیاں شاخسار  
ادراک طرقت کیم پر کیم ٹھک لالہ زار  
قرن بادشاہی پیدا دینیں دیکھ رسا کو نہیں  
نعت کا نقش مہر میں دوزخ قبیلوں میں

۳۵۶

جنگ جنگ پر ہونے آہنگ جا بجا  
بندہ دیویوں سے نغمہ قافوں کے ادا  
کی رو میوں نے ناگ نے دیکھ بیوی ملا  
ناساز بلج شرع وہ ہر ساز کی صدا  
حکمران کیم شہر و دیہات سے دم لگیا  
نہیں صدائے گرم جلا جلیں بجلیاں

نسخہ عثمان

۳۵۷

شہرِ فخر حیا پوری چشمِ مگر ہے دور  
ایمان کے ساتھ ساتھ دور و اندیشہ دور  
بھڑا بھڑی تے میر مونس شاہ بہ تصور  
زب بچوں روئے لگی باپ کے حضور  
جونی نہ ہم کیا میر کس فوج عیت پر  
جوا با تیر پڑنے لگے اب حسین پر

۳۵۸

ہادی علی بادشاہ اُست کے واسطے  
سینے اداس خلیا مجت کے واسطے  
خازنی پسے دیکھ حفاظت کے واسطے  
شہر بوسے ہے خزانہ عایت کے واسطے  
مگر کہ کہ کہ بوزیہ نہ میری غلٹ پڑے  
ایک لکھ ہوا کہ نیم سے زینت کھڑے

یوں ظالموں سے فرق یہ کر شکر الہی  
جس طرح دودھ کا فروں سے رحمت خدا  
یوں عرصے سے حق بخینہ کیا ادا  
میدہم پر غم کرنے کی تو نے ابتدا  
بہشتیاد رحمت حکم دے جب ان کا ہے  
یاں سنا حتمین کا ہے ان غلام کو

وارث ہے انبیاء و اولو العزم کا حتمین  
حجت ادا وہ چاہیں کرتے تھے شیعہ  
بہ نور عین شکر و پورا پوری عین  
اظہار امر و نہی خدا و نہی شیعہ  
لازم ہے بند و وعظ کہ دن ہے فقاہ کا  
یہ جو جو امر و نہی ہے ہماری حیثیت کا

جن سے پہلے ہیں فضلے عرب کو اب  
ہاں قاریان کجہ کو بھی کہ تو منتخب  
نہیں کر داں ہویش شناس نہیں کجہ  
نہان شک لب سے نہیں لہجہ غریب  
میں کاشقہ علوم و ادب خالق علیہ السلام  
و ادا کی زبانیں ہیں علم و حکم

نہیں کی عمر نہ پڑھی نہ وہ خال و خط  
چو پیوہ رہا لوں سے فحش کا کوئی نقطہ  
آگے بڑھے وہ ناز سے بھان کی نہ  
کچھ بولے تو قاری قرآن سے حق و غلط  
میں جانوں کہ جس نے اس کے ہونے  
تھی امام کے لئے بھڑکے ہوئے

- ۱۱۷۱ ان دو گروہوں نے دعا کیا اور اس میں مقیم  
سب اس شام کو فوت ہوئے پھر کلام  
کی عرض میں عمر نے کلمہ جم اللہ اعلم  
جناب میں اس نے علی باب شاہ تشنگی کلام  
تدریس کے لئے کلمہ چھپا کائنات میں  
پہنچے پھر پھر کلمہ کے بات بات میں
- ۱۱۷۲ پختہ خطاب قاریوں سے شہر نے یہ کیا  
تو اس کے حفظ کرنے میں اور وقت دانا  
پر حفظ اور دوسرے عجیب نہیں دانا  
مخفی کو چھوڑ کر جو شہر شہر کیا  
مصحف جب کیا والا شہر پر و حنین کا  
موتوں کی یاد ہے یہ شہر شہر کی حنین کی
- ۱۱۷۳ حسین میں یہ غلطی تم عرف مصطفیٰ  
سہل اتنی میں منجبت شاہ الافشا  
والفخر میں شہین کا ہے ذکر جا بجا  
نازل ہے یہ ایمہ کی شان میں پھر  
واضح مرتبہ میں علی و بول ہیں  
والو تم میرے نانا محمد رسول ہیں
- ۱۱۷۴ والفرحان کی ہے اگروہ شام  
جس صبح کی حنین میں دیکھے کلام  
دو شہر ہے جو مودہ لیا لیا کاجھی تمام  
وہ بڑی حنین میں مابین میں شام  
ان نفس مرتبہ حنین شہر شہر ہے  
مختصر نہیں ہے گو کہ بابائے شہر ہے

۵۱۵ بین ادا میر شمش جہت و عالم کم زرت  
 پیش نبی ہوں کا شرف ہر مرد و عین  
 مقصود جاہ و قدر میر جو ذوق اس حسن  
 ترکیب پنج سورتہ اس سب سے پہلے  
 بیان و شروع کے ہیں قمر و مہر و  
 ہیں گویا وہ عویش غار و رنوں انور

۵۱۶ قمر میں قتل نفس کی ترست ہو جا بجا  
 پھر کافروں حلال کہاں سے تہیں ہوا  
 جسے نفس مصطفیٰ جسد الربیطہ مصطفیٰ  
 اگر خبر دے منقش مٹو تپا ہے کیا  
 ہو پھر نہیں امام انہیں مقتدا نہیں  
 مومن عجیب ہیں محاسن پیو میں کیا

۵۱۷ فقر و غنوں کی پیکار فقیر اور غنوں  
 پھر کیا سبب ہو ز غنوں میں نہ غنوں  
 و اب جب سبب ہو چرم کم فقر و غنوں  
 یاد و خیال دار اور دار و سبب پانچوں  
 تم کو کچھ غلو غنی سبب غنی دے ہو  
 کہ سبب کیا سبب غنوں ہو غنی غنوں

۵۱۸ میں نے کی ہے پوری آگ و آفتاب  
 خواستہ برسانے اگر کو دوسرا  
 ناستی کو طراد نہ تصویر مصطفیٰ  
 تم عاجز ہو کیا آدھوں کی سبب  
 انصاف اگر کو تو کوئی غیبی سبب  
 جسے حساب کیا ہے آگ و آفتاب

قطع

میں غم سوار دوش و شوق میں گریز ہوا  
مستند نہیں تھی تخت جناب ایشیوں  
نہیں ہوں قافلوں کی بے یوں میں  
بہا در و پر ہوں چم و اسیر ہوں  
کیوں نہیں غم کو جی میں وہاں  
میں یہ دم آج تیرا قافلوں گدے رہا ہے

قطع

بیا اگر کہوں تو نہ مانو گلا نہیں  
حال ایویں کی کاجی پیا پیا نہیں  
ہو کر غم کی تھیں وقت خدا نہیں  
جھک کر باہر کہتے ہیں تم کو جانی نہیں  
آرت طہ نام عین سے سب غم کی ہیں  
سادات آج تیرا قافلوں سے فری ہیں

قطع

ہو جاتی ہے شہر سے خطاب کجی بازو  
تیرا کہو غم سے نہ مجھ سے بات اٹھاؤ  
بال غم کی جوت غم سے کچل پو کھلاؤ  
کجی خدا سے دو دو آئیں پتی قویلاؤ  
بھوسے ہیں چھوٹے کھانڈہ اس غم سے  
قافلوں قافلوں آہ غم سے ہی عیش ہوا

قطع

ہوئی ہے کجا تو وہ وہ بان غم غم تو نہیں  
کہ نہ ہے کجا قطرہ وہ کھر خا تو نہیں  
نہ نہ ہے کجا تو وہ قلم نام تو نہیں  
جانی ہے کجا کہ جو وہ پتہ تو نہیں  
بہا لقب و دہشت میں وہ در آئیں  
جہاں از شرفا ہے وہ قافلوں کی پو

در لفظ کے ادا نم نہ مخی کھانے  
 دیر سے علم شغل زبالب سے بھانے  
 نام اپنے نروں سے فحشے نہ شانے  
 سرقاریوں نے شرم دیا ہے بھانے  
 پھر ایک زبالب یہ کہنے لگے سب بھانے  
 عالم کو تیر دیں گے یہی سر ادا نہ

اگلم نہ زین کا کو ایشا اب تو رعب  
 قاروں کی ہوں تالیاں ہیں وہ شرب  
 چاندوں تو میر سیرت پہ اب کعب  
 تم ایک بہتہ کہ تیرے تو زیند کعب  
 پیچم کہ تمید بین بو امت سے ٹھکے  
 یہ ہم حق ہی بلجی ب کہ دھمکے

جو بوق و نام شرع مٹانے تو تم کہ تم  
 ایساں کا کہ قلاب چلاتے تو تم کہ تم  
 کہہ کو در در جہم کو اتے تو تم کہ تم  
 نہرا کو هیچ عید راتے تو تم کہ تم  
 وہ مجر نہ جا نیویں تو ہی ہوں تیراں  
 جو کہ یہاں شمر ہے میں اسکا تیراں

بابا از روئے کا قلم قلم  
 نہا تمار رسول علیہ السلام ہے  
 حکم میں اور اقا میں مرید حکم  
 نام نبی کے جس کے لاکلام ہے  
 انا کو کہ جس پہ نہ دوزخ و جہنم  
 ہے جب ہر نماز کے تسبیح فاعلم

فنا یا فنا حق سے بے نیاز اور کلمہ  
 تم بہ ہوا اندوہ غلط و غلطیت چکا کرنا  
 مطلب تھا ہم کو جس سے ہم کو پورا  
 جو حقیقتی تھا تو کیا یا مال سے ہمارا  
 جو لاکھ آدمی کو کئی ایسا جی نہیں  
 سب دوست ہیں تو کس کا جی نہیں

خوشنما کی بھی تو ہیں اسرار کا کار  
 جو ہم میں نہ اس سے وہ ہو جائے کفار  
 جیہ کے نام سے تو وہ عالم میں بقرار  
 سب ان کی کو ان کی ولایت سے فکار  
 سہم قرضی رہیوں کی پیغمبری نہیں  
 وہ بندہ خدا نہیں ہو میری نہیں

کہہ سہ اپنی ذوق کی جا بیکار  
 والہ مورچہ بڑھ گیا بھی بیکار  
 تو کہیں شمس کا جہم کر نہ لگا نام  
 اس کا کیا باتیں سننے ہی وہ ہو گیا غلام  
 کہنے کی بہت کی کہت و مانع  
 تو رہی پکار نے کی بہت کی باتیں

غم سے پردہ اٹھ گیا دیو کی مٹھلی  
 فن میں لوش کے پلہ میں ہی مٹھلی  
 تو یہ تو تم تو تم نہیں نہیں مٹھلی  
 ہر شے کے حقوق پہنے اور شے کی مٹھلی  
 سوں تم لوگ کے خاک پہ ٹپک گیا  
 گویا میں ہے اپنی جگہ سے غل گیا





کچن بایں کرنگا جیکہ زیب تن  
 ک ہاتھ وال ہوا سے ہوا کے فوٹو گن  
 اس ہاتھ پودہ ہوا اعلیٰ سا پیر ہن  
 ہاتھ نہ دی ناز کہ مبارک ہن ہن  
 اب تو قدر کے ساتھ فائیر سے سا ہن  
 یہ علم بتائے ہے یہ پیر کا ہاتھ ہے

فوش ہوا قدر کے ہاتھ سے پیر کی کچل  
 اب جلد اٹھی کو ہوا کو پیر انشہا  
 ہویں رستہ فریق ہیں کب سے پیو ہا  
 ہاں جان فاطمہ پیو دل جہاں ہوا تیار  
 خلعت تو کیا باغ رخ برور حنین سے  
 روال فاطمہ کاتے کا حسین سے

مڑنے زمین پر مگر بچہ بھلا دیا  
 درست قدر سے علم کو درخشا دیا  
 تن پیر تو اگر یہ عمر کو سننا دیا  
 دیکھا کہ اپنے عجب کو مولائے کیا دیا  
 معلوم ہو گیا اگر کھنگو سے شہ  
 بندہ وہ پیر ہی ہے کہ جانتا ہے شہ

ہاں ہاں شام کو ک تو تو تم سے بھلا  
 یہ کس سدا رہ ہوئی فوج انشہا  
 فردوس کی ہوا میں اڑا کر بھلا دیا  
 جیسے کہ طری کمان کا نوک سے جہاں جہا  
 پھر یہ پیر دست برد کیا وہ تو کب  
 حکم اسے اسان کیا اور زمین کیا

مخلوط ہیں شکر کون سے در سہماں جدا ہوا

وفا

غلت سے نور کفر سے ایساں جدا ہوا

فہرینوں سے عیسائی دوارں جدا ہوا

بابل سے آشوب درخشاں جدا ہوا

گرتا تو اعلیٰ کی بندگی کی بندگی

عقرب سے چاند چہا چہا

بہشت کس طرح سے سر بر موی گیا

وفات

آئین گمانگ تھی ہر تہمت پر

تو جہاں باہمیت کی کشتی پر تھا سوار

کہوں کہ تار غم کے گلاب کے

خدا کا وہ رُودندیں سے ہوئی گلاب

نفس۔ اس عورت یہ ہے۔ نہ رہے

وفا

کے شمع کی طرح

پہلو چاند ہا غم شمع کا گردن و کم

منہ جام جہت کمرب ٹوٹ گیا شمع

مژدہ دیا کم دیش سیمہ بزم بزم

پہلو کی سے علی نے نکالا شمع کو

وفا

بیانی تو جیسے جو نور شمع سے گھٹا

بہادر کہ تان گرا کا اس چاند سے چھٹا

بہنی گم ہو پوٹ کی تو کو بوسوں فلک بستا

دو لاکھ کج بیاں تھیں اور ایک یہ تھا

دل با وفا کا فتنہ فتنے بہاں تھا

۵۶۳

پہونچا تریب فوج خدا جب وہ با وفا  
پہونچا ہوا حسین کے لشکر میں جا بجا  
ہر شیارے امام کے اصحاب و اقربا  
ہاں نیزے تافینیں نبی بھلا فقیر  
آتا ہے وہ فرس کی ادھر جا بھوکے  
لا یا ہے کہ بلایا میں بوسیدہ کوچوں کے

۵۶۴

زینب کے کان میں یہ خبر پہونچی گاموں  
پتیا بوسے کے دیوڑھی پہاڑی خستہ جال  
دو کوچاری اگر بڑو جال میں ہیں کہاں  
جان حسین کے رہیں کوچا کہاں  
کہ وہ یہ میرا شیریں سے پیہم پیر  
میں دو دو جھنجھٹا ہوا ہوں نشان سے تم کی

۵۶۵

یاں گھر کو روکا ہا غیبوں نے ادھر ادھر  
پہونچا کہ گھر گھر نہیں تہا گھر گھر  
ہر تہ میں ہاتھ ڈالا تھا گھر کی باہر  
اب کیا خیال بے ادبی ہے بیان کہ  
زینب کے شہر پہنچے پھوٹے سے قتل کہ  
لا لکھتے پہنچے تہ پہنچے کہ گھر گھر کہ

۵۶۶

تو گھبی بوش افش پیرا کی  
آواز دی کہ روکنے کی ہے سوجھا  
تقصیر وار ہوں تو غیب میں جا  
چاہیں کل کہیں بے جا ہیں دینا  
یوں وہ تم غلام امام کہ علم با  
فرق اتنا ہے جبر ہوا میں تم قیام تو

فردیغیوں میں بھلا گزشتہ کا یہ طعنہ دود  
 لکڑے کر دو تو عذر انہیں اس غلام کو  
 بھلا گناہ بھلا رہوں پر ان سے پوچھو  
 مالک تو نیک و بد کے ہیں سلطان نیک  
 ارتقا کے باقیوں پر کے خطا بخشا نے دو  
 میں اپنا خون کرتا ہوں اچھا نہ جانتے

بھلا گناہ بھلا رہی ہے پرورش کا حال  
 بھلا گناہ بھلا رہی ہے پرورش کا حال  
 بھلا گناہ بھلا رہی ہے پرورش کا حال  
 بھلا گناہ بھلا رہی ہے پرورش کا حال  
 بھلا گناہ بھلا رہی ہے پرورش کا حال  
 بھلا گناہ بھلا رہی ہے پرورش کا حال

پس حضور پر سے خود اتم ذات ہو  
 الزام دینا میری جیسا کہ غلات ہو  
 یہ تو سب نیک بر سے بھی دل پناہ ہو  
 کیسا گناہ کیسی خطا سب معاف ہو  
 جانے دو یا نہ دو کہ گزشتہ کو جانے دو  
 وہاں شمعیں جلتی ہیں کہ آئے دو کہ نہ دو

پس حضور پر سے خود اتم ذات ہو  
 الزام دینا میری جیسا کہ غلات ہو  
 یہ تو سب نیک بر سے بھی دل پناہ ہو  
 کیسا گناہ کیسی خطا سب معاف ہو  
 جانے دو یا نہ دو کہ گزشتہ کو جانے دو  
 وہاں شمعیں جلتی ہیں کہ آئے دو کہ نہ دو

۱۱۷  
 پہنچے جو بولیں میں علم وہ پیر کی ہو عیلا  
 اب منتظر ہیں بندے کے کو تیرے ہاتھ  
 کہنے لگے پیٹ کے گلے سے اسے  
 سبب مہر سے نین لگ گیا کیا عیلا  
 مہمان ابھی تو تیری عیارات چاہئے  
 کہ عرض اس سے غفلت کی

۱۱۸  
 قفس بکارتی ہوئی یہ آئی ناگماں  
 گو بار مری فزادی کا مہمان کہاں  
 دروازے پر بلائی ہے غم و مہمان  
 عیاں کو تیرے ہواہ نہیں کہتے ہیں  
 کہ کہہ کیا ہے نہیں کم اچھا کیا ہے  
 زینت بلائیں نئے کی امیدوار ہے

۱۱۹  
 آقا کے ساتھ سوسے عصمت مہر عیلا  
 شاہزادی کے سلام کو کھلتا تھا بچا  
 زینت بلائیں تیری ادوری تھی وفا  
 کہ اب جو دور پہنچے گی نسبت امت  
 بخت نکم کیسے ہوتا ہے بیکاریا  
 بزم کہہ کہہ کیا سبب ہوا تیری بخت کا

۱۲۰  
 اُس کا مہر پینک کے ترے کہا کہ  
 کہو ہے جب عیلا ہیں سوسے شاہزادہ  
 دیکھو عیلا ہیں شب اداں غزل گواہ  
 گھوٹے کا مہر سے نعل گر اد بیکار  
 بازار میں گیا زور ہے کہہ کہہ کہہ کہہ  
 اور دھو دھو دھو دھو دھو دھو دھو دھو

ہیں جواب میں تھا کوئی باز اور دواں  
 ناگاہ اک صغیر غصے ام کر کیا بیباں  
 تجھ کو بلا رہی ہیں حسین و حسن کی جان  
 میں یوں آلا تھو تجھ سے زہر اسیان کہاں  
 وہ وہ بولی باتھ کر کے دل پاش پاش  
 موم چھٹی ہے فنا کس علم کی لاش پر

دیکھو کی فانی سے ہیں ہے بونچاں  
 ماتھے پونچی کا اگے منوں پونچاں  
 پہلو ہلکتے اور گریباں کفن کا چاک  
 واسلہ ازبیاں پہ چادر آہ و زناں  
 تو تھلا تھلا تھلا تھلا تھلا تھلا تھلا  
 شیشیہ بوم تھلا تھلا تھلا تھلا تھلا تھلا

روایتیں اس بیان پر دلیں غریب  
 ہم آہ آہ گویا کہ تا ہوا بچاؤ  
 دو اک قدم چلا تھا کہ بن کھتا ہوا کیا  
 اک نمر پڑوہ لاشم علم کہ یہ کھینچا  
 پیردہ کے پیچھے روٹی ہیں امان غیب کی  
 اور ان کے ساتھ روح رسالت غیب کی

ہاں کو میں بھلا تو بچا رہی وہ نیک فو  
 کہ میں بھلائی بھلائی میں پہ احساں کچاؤ  
 میں نہ کہتا شہم تو بھلائی کی یہ گستاؤ  
 کہ تھی بھلائی میں تو شہم کہ بھلاؤ  
 پہلا بھلائی میں تو شہم کہ بھلاؤ  
 تو نہ کہ بھلائی میں تو شہم کہ بھلاؤ

فصل  
تو کی اس غلام نے یہ قرار کیا  
زینب نے وہی اس کو نہ چننا  
اماں بچل دیتی ہو علم کو افسوس  
کیا حال ہو گا قس جو ہو گا یہاں کس  
نہ نہ وہاں ہاں اداں کو رو دینے  
یاں کے کس کو کس کا ہونا دینے

فصل  
اگر بچی وہاں ہاں کی غم نہ پام  
بچہ بچی گلے سے لے اور نہ پام  
پوچھ ہی پوچھ کے روئے لگی یہاں تم  
پیدا کر رہا ہے یہ کسے کیا کام  
وقت کیا کس شجر جو کس کے ساتھ  
پوچھ پوچھ لگاتیر کی زیادت پوچھ لگ

فصل  
بھلا سوار ہونے لگا ہونا مورا  
زینب کے دونوں لادے اسے اور ہمارے  
پھیلے کرتے اور حیا سے بھلا کس  
بوسے کہ ہم نے روکا تھا جو معاف کو  
تو نے کیا ہوتا ہے کس کو تو اب کو  
بھوکے پوتے تھے تھے تیری دل کو

فصل  
زینب بیکاری ہو کر میرے کی بات  
میرے دل لگی چن تھا چنی خاموشی  
دونوں کے دل پر نہ لگا کر نجات  
زینب سے کی ہے عرف کہ ہے غم کا جنت  
واجب ادب ہے بھلا کہ عالی وقار ہو  
بہشت جانیں اب حضور کہ غلام ہو ہو

۱۴۳  
 زینب بویں زبان اکرم سے گم نشان  
 قیامت ہے کہ پوزیب کا تہماں  
 اور ہم عزیز اپنا تھیں لگیں  
 جاتوق سے سوار ہو عید لگیں  
 مجھے جی مگر بان زیادہ بول ہے  
 پرست و پناہ روح جناب بول ہے

۱۴۴  
 رونق فرسے زینب بول چر تو وہ شہسوار  
 نصف النہاریں کیا غور شید نے قرار  
 روشن ہو پھر غوغا بول کے کیا  
 روشن لگا ہوا چکاری فقیب دار  
 ہمیت سے فوج اہل بغاوت رہ بولگی  
 بڑھتی ہی باد پکے بول اگر دہائی

۱۴۵  
 اب جہاں اشارہ تائید کہ کیا  
 نیل ہر اول شہدیں کھینچ کر دکھا  
 زبان اس اشارہ کے اس لطف پہ فخر  
 کہ کی نہ کر کا کمر کیا نہ تھا  
 گنجینہ فیض سے سب خوار کا بھرا ہوا  
 خنوں تیرے قصہ کا یہ تھا دم بول ہوا

۱۴۶  
 دن کو وال سب تابن فرماں حسین کا  
 غم کھانچا بول ہے جو ماں حسین کا  
 جو جی ہے کہ سب داہاں حسین کا  
 بوزہ ہے وہ حسین کا سب کس کا  
 کیا دہرہ ہر اول شاہ ہدا کا ہے  
 نصرت جلدیوں پرست پرانیہ خد کا ہے



کہیں یاد دلو گے نام نہ ازادی مگر  
مطلوبہ ہے مقابلہ بعینت بغیر زبردستی  
تصویر تو پرچم اوجم ادب سے کہ در نظر  
ازاد کردہ شہریں سپاہیہ نامور

سلمان کا خیر ہے یہ سلمان با وفا  
سلمان ایک ہیچ سلمان ہیں جو سوا  
اور ہم کے چیل ہیں تو تجارت کی ہو جا  
سلمان سے عزت زیادہ ہے چالیس چکر کیا  
سلمان سے شرف جو فزوں ہاتھ سے ہیں  
چالیس دھبے توڑنے شہادت کی پائپ

سلطان شہنشاہ کا رخ نہ بغیر ہے  
اور آپ پر غلام خباب اب میر ہے  
بہر خیر چاروی بہ جو عمر نہ سیر ہے  
اس بادشاہ حسن کا چو تھا زور ہے  
تو ہا شیخ حسین دودھ عالم میں ایک ہے  
خانم فاک گیتہ قمر نام ایک ہے

بہر دو بہر غلام راج کا انتخاب  
چلوں کی فاک کی اگلی گھر کی ہے  
بہر دو اس کے عوی تو لائے جو تو اب  
چلوں کیوں کا قرب نہ کیوں جا تھا غدا  
نہرکت اب آہ وا فک میں کی عمل کی ہے  
تو کو موافق ہم اب دہو اگر بلا کی ہے

بازگشت افقِ حق تعالیٰ نہیں ہوا

وہ ترکت اس کے جان کا ہے تو نہیں ہوا

قدیرِ پادشاهِ عالم کے گردوں نہیں ہوا

۶۷

مگر تجھ میں سے فلکِ مہر میں ہوا

پتھر سے ایک جلوسہ سے سب سب ہوا

گیا کہ ایک صبح میں لاگو آفتاب میں

۱۲۲

اس بندِ پادشاهوں کو آئینہ بچے

دس دس رخ کے گھسے تو بچے

فقطے پہ خرچہ سے وہ چندر بچے

وہ صفتِ حسین و عارف و خالِ امجد ہوا

قدیرِ میں تم سے تم میں تارا ہے

۱۲۳

اور پتھرِ طاقت میں قافِ ہم رس

نامِ حق تم سے ہے روشن پہ ہوا

مگر یہ عالم - عین کو اور دونوں سے

جہیں کہ نامِ باقی شہرِ احمد نہیں

اُس فرد کی کتابِ قدر سے نہ نہیں

۱۲۴

یہ بات وہ ہے جو کہ کچھ نہیں

یہ بات وہ ہے جو کہ کچھ نہیں

یہ بات وہ ہے جو کہ کچھ نہیں

یہ بات وہ ہے جو کہ کچھ نہیں

یہ بات وہ ہے جو کہ کچھ نہیں

یہ بات وہ ہے جو کہ کچھ نہیں

۱۲۵

عارف سے بدلتے معارف کی مثال  
ازد سے پورے شہر بدلتا ہوا  
کاحل سے گرسہر کا پتہ بدلتا  
فرار کا گناہ گار بدلتا  
فریاد کا تپ سے اگر سنا کرے  
چلتا رہے بجا جو جو دے دے

۱۲۶

یہ گرسہر ہیں یہ ابد و جدا جدا  
یا شمع آفتاب کے پورے وقت ہوا  
شہر بدلتا عید معانی کو بھر اڑا  
پتی لگا ابو فوں کے تے سے دلیک ہے  
اک شاخ سدرہ زکر پر جو بیل ہے

۱۲۷

غریب کب پی دہن گراہ موم  
اُس حجر میں ہیں کام و بیاں مضموم  
دو فوں غدا کے کام میں شوق مبہوم  
دانشوں کے فوسے ہوئے آگاہ فوج  
کرتے ہیں بچہ کام و ذباں آگاہ کو  
رکھتے ہیں اگر موتی کے دانے شمار کو

۱۲۸

واثقوں کو موتی کہتے ہیں ابل خان تمام  
جو ہر شمس کے لئے ہے جاکھ کا مقام  
موتی نہیں ہے اک دور و ذراں کا مضموم  
یہ قوت کب کہتے ہیں یہیں جی کو کلام  
دو فوں بے یوں کا فندہ کو زبان ہے  
یہ جان میں بھی کی سخن ان کی جان ہے

پیش پیش گروں کو جمع جیسے شام  
 جمع ہو بھلائے یہاں گروں سلام  
 رومال فاطمہ کا جسے بے یار و نام  
 بس زور و قور و کور و پور چاہئے  
 رومال فاطمہ کا کو بس چاہئے

بہاؤوں کو شاخ سرو بتاتے ہیں غلام  
 بندے سے اس مثال کو کیوں کیا سلام  
 شاخوں میں سرو کی انہیں چلی جی بے نام  
 یہ بات تو وہ ہیں جن میں کہ ہے دران نام  
 قیامت کو ہم اس کی تجھی دے پھنسے  
 تو زبردست اک قدر آدم بند ہے

ہر پنجے عیاں یہ قدرت کی ہو صفا  
 طغرائوں کی فیکوئوں نے بعد صفا  
 باغ و بہار پانچ پانچ الف لکھے ہیں جوا  
 انکشت و شتاب ہیں تو ناخن میں تو شفا  
 کیا انجلیوں پہ ناخن پر کہ تاب ہیں  
 وہ دس مال ہیں تو یہ دس کشتا ہیں

دل صاف سینہ صاف بدن صاف وہ  
 تن پر زور بتاتے ہیں اوصاف صاف وہ  
 بدوئی کا کہہ دے کہ ہو بس انتخاب  
 عمر کی صفا تو لب لباب انتخاب  
 دس لاکھ مضطرب غم شادہ زمین میں  
 یہ دل کا چوہہ وہ لب نمایاں بدن میں

۱۳۳

وصف زہرہ سے شاد ہوئے صاحب ہنر  
اب وہ بھییں چار آیتیں اور ایک کمر  
تہ پانچ مگر خیر نور لائے ہیں جو ہو  
بوشن نہیں ہیں دے نوٹ شاہ کمر  
خمر یا اب الوقت بہار ہو گیا  
مگر یہ بھیجی کی ہیں حق قبول ہو

۱۳۴

انگوں کے حقیقتیں زہرہ میں گلچیں  
نہیں کی ہم کہتا کھول سے جاتا ہوں  
یہ لب سے زہرہ ہیں سو اجا وہ پاتا ہوں  
نہ کو کا نہیں سمجھ اس پر اٹھاتا ہوں  
دیکھو بن جا اس زہرہ خوشی شان  
یہ لب آیت سے بہ تمام غزل کی شان

۱۳۵

پورا اپنے نے اور ای صورت کھائی ہی  
پر آیت نہیں بہ نہ ہم پہنائی ہی  
زبان زہرہ کی انگوں سے زور فرائی  
انگوں پہ چاہئے کی جیسا گل لائی ہی  
میں لب پہ جو چاہوں کہ دیکھتے ہیں  
بس پہنچوں کہ وہ زور نہ دیکھتے ہیں

۱۳۶

پورا اپنے ہیں مگر شہزادہ چار  
دیکھتے ہیں شہزادی کہ نہ ہو امار  
بمبھ چار امار کہ شہزادہ شاہ  
نائب پور کو کہ چکے ہیں شاہ باوقار  
باتک علی سے تہ علی اس نہایتیں  
دیکھتے ہیں چار امار مگر کی گزرتیں

اس خوش پروا کو ایسا یہ صفت  
 میں دفعتاً کھڑے ہوئے اعلانِ خوش  
 جو صورتِ زردہ ہوئے سورجِ شیریں  
 جسم کی خفین بن گئے سرِ قلمِ بدن  
 میاں سے پاؤں اُٹھ گئے تو لگے  
 مارا لپٹا توٹ نہ تھا جسے بھگے

منہ عالم اگر پہنچا بھی تیرے تیری  
 غمت سے کہنے تو سن دارا کنیری  
 مہم سے بڑھی ہوئی پالاکِ اُم  
 دشمن کوں کہنا ہے نہ نہ دلی  
 کہ نہ اس کے رُخ سے جو دا اُپنا دیکر  
 یہاں میں اپنے سنا ہے پہلے دیکر

ہو اور جو رات کی پرواز یاد ہے  
 منہ لگا یہ یہ کشتی بادِ مہم ہے  
 چکر اُچی جس سے فوجِ تیرہ گرا رہا ہے  
 گئی ہیں لڑکے سے تو میری فکری ہی  
 عجیبوں سے بھی اب بدالِ عورت کا ہے

تیرا ادا وہ نہ تیری دوسری یاد  
 کہ جس کا وہ بہانہ لائے تو یہ کہ یہ حال  
 پہلے میں چھوڑ دیتا ہے یہ عہدِ سماں  
 مینی کہ تم تا زیا نے کی صورت ہے کمال  
 دم بھر لچی سر نہ لائے نہیں غیبِ شکر کا  
 دل موز ہے ہوا کا ہوا خواہ برقی کا

گھر لاکھ کی نہ بیچے سہو کو تیرا  
 گشتیں کی دھڑکی کے جان نہ نہاں  
 بہر قہم تو شاد و گریا اور پیر لگے  
 یہ کیا تھم توں ہوں سو پہا پہا لگے  
 گھر کو وہ عین ظالموں کے اب ظلم میں تھا  
 اُس وقت بھاگے کے سو اچھا نہ ہو میں تھا

ہر صفتیں غل تھا کون پہا پہا بوجہ  
 بد وقت کا ہو وطن کہ شہیدیاں کا ہو پیر  
 تو زکوا ہم نہیب بہ کمال کا شہر  
 یوں کا پہلوں کے مرے بوجہ نہ ہو  
 تو کچھ نہ ہو کچھ تھا اس نہیب میں  
 انال نہ تو شہر لگیں کہ شہیدیں

گردن ہلا کے شہر کے باروں نہ تو شہر  
 پیادوں ایک کلمہ تم قتل سے نہ ہوا  
 میں وہ ہی خاک ہوں ہی نہ ہو لگا تھا  
 تو یہ یہ شہر میں کی جو شہید کا  
 فاقہ نہ ہو میں ہوں نہ تو شہر کے شہید  
 بچہ دہا کی یہ ہے وہ تو تراب کا

سچا علم نہ ہو ایک دل پہا  
 بولا پہا کی شہر کو وہ پہا  
 پہا کلمہ نہیں کی سے تھا لہجہ بدشاہ  
 ہل سزا نہ ہو کہ شہر تو شہید کا  
 تو کہ شہر میں تم کو مبارک نہ ہو  
 اب دن نہ ہو شہر پہا کہ شہر میں ہو

۱۲۵۱  
 فولاد پوش پہن جو دم و عراق و شام  
 پہنچے پہلوں سے تانے ہوئے نیر و جہام  
 لگ کر و کماں کند و تبریز کے تمام  
 پورھنے لگے قیسیب نسب نامے نام  
 لشکر کھایا لاک کا دریا تھا جو نہیں  
 فغا سے شیریں تھے کہ بادل ہو نہیں

۱۲۵۲  
 غم و غم میں جو کجا برس شاد و ری  
 مایاں بڑا قبا سے نیام اک طرف و ری  
 پہنچے اسی کے قبضہ میں شب کی قوی  
 ہیبت سے پانی ہو گئی اس کی بندری  
 تیغ رداں کا خون لگے گرد آس بویا  
 لشکر کا حلقہ حلقہ گرد آب بویا

۱۲۵۳  
 اشد سے شاد و شیریں آبدار  
 دکھلا دئے صفائی کے سب باہر آبدار  
 دریائے غول میں صوم بویا کی پوٹیا  
 جو اک ایک بال بھی ڈوبا نہ زینمار  
 خود و جو بڑے دل کو صفا کچھ نہ تو  
 بہر اک ملت نیر کا خانہ کی تو

۱۲۵۴  
 غم و غم میں جو کجا برس شاد و ری  
 پہنچے پہلوں سے تانے ہوئے نیر و جہام  
 لگ کر و کماں کند و تبریز کے تمام  
 پورھنے لگے قیسیب نسب نامے نام  
 لشکر کھایا لاک کا دریا تھا جو نہیں  
 فغا سے شیریں تھے کہ بادل ہو نہیں

نعم الماس پوش اس زمانے میں فولاد کے ہتھیاروں پر زہر کا یا فی جزا ما جاتا تھا۔ عجب نہیں الماس پوش بھی مطلبی



فصل

فرد کے آرب تیغ سے سب پوپ کر گئے  
غصہ سے پوپ کے چینی چینی پوپ کر گئے  
پیل گئی گئی وچین چینی سسراد تر گئے  
اک داریں فرات کے پار گئے گئے گئے  
جوت سے جلیں فنا ہوئی قلیب کھڑا رہا  
کشتی تو غرق ہو گئی گئی گئی گئے

مننت مظلما

گر حکم در پو اک اسد علم در پو ا  
وہ چہ در ادھر ادھر اسلام در پو ا  
سگر گم معر کم سب اعدا اگر پو ا  
وہ لگی کھا کہ لالہ کہ سار سر پو ا  
المن خستہ کو در سب آدم ہر آہ آہ  
خود و کس کو در ادھر ادھر آہ آہ

مننت مظلما

ہوم دم حسام کا اعدا کا دم پو ا  
درد و الم سو اڑا آرم کم پو ا  
صمصام سکھ ادر دل اعدا دم پو ا  
وہ دل اگر دم پو مال عدم پو ا  
ہر دم کلام سرورہ اگر گس پو ا  
مخو دم بہر دم گروہ پو ا

فصل

خیر و شر گنگن اونی شکر شکر  
دویش پو ا پو علی گئی بارانی سحاب  
مراغیاں شاد گئی گئی و نہ پو یقین کباب  
گئی گئی گئی گئی گئی گئی گئی گئی  
غفلت کہ کہ تیغ شمر دم کے بات سے  
بانی جی ہا تو دھو لگا اپنی عیادت سے

۱۵۱

و کسوز انقباض جو بنی تیغ بر تن دم  
بهر آنکے حال کدیر پوڑی ختم غم غم  
نکاح دہن کے زخموں سے یوں دودن غم  
جاڑے ہیں جیسے تھوڑے دھوکے بوجھم  
دم ادا نہ رہا دھوپ کے ساتھ غم غم  
اور تیرے پیچھے کجی پہنچا اور ادا

۱۵۲

فتی کر کے سینی تیغ کی قورل یہ دہ  
دیر پہنچا کجی کے جھڑت سے چاہ  
دور لایا اس نے کھوپلیاں درک تیغ کی  
کراہ اس ترے ہیں تیغے شیدہ تباہ  
کئی نظر جو رہا عدم اس حسام میں  
ہر صدمت تھا ترہ ترہ اہل شام میں

۱۵۳

شہر شہر کے عیب سے جل تھے تنقیا  
اگر بیویوں کے عیب سے سرگزن کیا  
اگر دن سے سرزمین پوکا نہ سے کھلیا  
بوسہ اگر سوار کی گردن کا لے لیا  
تھک چکے کوسر اٹھا کجی زینت پر  
من گھر پوڑی بن پوسر جھانپت پر

۱۵۴

سرمہ اولیٰ پوڑی کیا کجی شہین  
نہ کیا سروس سے غرور اور دلچسپین  
کس تین حرف تیغ نہیں تھے مادیانین  
تعلیم کجی پوڑی اعلیٰ پوڑی عین  
سرن سے تن قدم سے قدم کاٹا تھا  
اک شہزادہ راہ کا افلاک سے اٹھا

۱۵۱

۱۵۱  
کلیں بڑے قدر انداز ناگراں  
انگرائی کیلے لیس ہوئی تھی کجی کمال  
ناکسنے کے لیے سے نصرت کو دینا  
علائی موت ہم کے اب ہیں چھو پل کمال  
یک قضا کو آئی نذر آسمان سے  
تم علم تیر پھیتا ہے تم کی کمان سے

۱۵۲

۱۵۲  
پہلا نشہ نازک تر کا پہناہ تھی  
کیا گنتی اک پناہ کی تو وہ سپاہ تھی  
بنا دیتی ہوئی ہستی تب تھی  
بند اس گھر کی گناہوں پر تو کی تھی  
ہر جاں شہاب تر سے جب کر جاب تھی  
پہلو ہر ضرور کی تو ہی خواب تھی

۱۵۳

۱۵۳  
میں بابت غلغلہ لوں کے دل دینی  
سین میں صاف گڑھے کیلے آہنی  
دو بار چارم آئینہ حب تیروں سے چھپنی  
بوی زردہ لہجی امری اکھیوں کی زنی  
پیکار سے علقم جو معور ہو گیا  
تو حق کا نام خانم زبیر ہو گیا

۱۵۴

۱۵۴  
پہلیاں تھیں جو تیر مجھ چال علی تھا  
اک نیر غرق تان تازہ بدن سے اچھلتا تھا  
گر می سے دل پر نہ ہوا کا بھلتا تھا  
بہ زخم کھائے ام کھوں کو غرقا بدلتا تھا  
پہچان نات سے جو بیان بدن گئے  
متر کج جان شمع نات پہ تیر بن گئے

۱۶۱۲ اتنے نیرہ دار بڑھتے تان کر نال  
 ہر نیرہ اور دوسہ کی طرح صاف غفلت  
 نیرہ کیو جو کرنے اباں بولی الاماں  
 تکی فلک نے زخم دستان کی دستان  
 نیرہ علم اور نستان کی زبان سے  
 باتیں زین کرنے لگی آستان سے

۱۶۱۲ کاڑھے پرار کے نیرہ بڑھا شیر نیرہ دار  
 نام امام کیو کیا نیرہ کا جو دار  
 اسند تار سجم اور اسود دلوں کے پار  
 دل در کنار جان ہوئی اس کے کنار  
 نیرہ کی زرد پوش اور برتن پہاڑیں  
 اور پھر توٹ توٹ لگے لگے راہ میں

۱۶۱۲ چمکایا جس نیرہ کو دور کے راہ دار  
 قون کے سینہ سے بلالوں نیرہ کو پار  
 سینہ کیا سندھ کا اور گردن سوار  
 جمل ایک شیر کے قابو میں دھکار  
 ہزار و زین سے اسرار زین سے  
 یوں اگے لگے گردن اگلے زین سے

۱۶۱۲ دیو ہوس کی شجاعت ہے ہار  
 جرنی کے سرور سے تحسین ہار  
 یوں بوا اس بھاک کے بہت ہار  
 قوا کی تھی قوت قوت بن کے ہار  
 غ غلہ کے شیر سب پہاڑوں سے ہار  
 شیر خوا کے خاف غلام انگوٹے ہار

۵۱۱

خانی بوسپاہ سے سب عمر قتال  
کرتا کے دیکھنے کو پھر اگر تو خصال  
خوشنمیں مفرقہ باختروں کے اندر کلال  
تق بیروز سے چھٹا بودل میں پھال  
حضرت چاکت صاحب شجریم ایک  
رو باغوں کو جلا کے مایم ایک

۵۱۲

بڑے کما عو بانی ذرا سا نورست  
بچھین دوں زیندگیاں تیرے سلطنت  
بوسے حسین کچھ جہیں کیا اس غنعت  
بہت ہی بوجہ مر سلاک کی مصلحت  
پاک کے ٹر کی بیاس کو شہ نہ بھلا گیا  
اک سب غلبہ باتیں تھانہ تھک گیا

۵۱۳

زینت نہ درجے کے کہ اگر تو مہربا  
اور پوچھا تم کو ہوا کیا پڑ گیا  
مطلب کچھ کے روئے حسین دریا  
خوام لگی مر گیا بہا شجریم بیا  
میں پوچھا کہ وہ امر آریا  
مست تر بیتوں کی چادر آریا

۵۱۴

مست نہیں پاؤں پر دم کے رخ طرقت جلا  
شوق علم کھول کے عباس نے کیا  
دوسرے علم کے سایہ میں کچھ پوچھا  
تو نے کہا نہیں مجھے اب بوسہ دونا  
حق علم کے سایہ میں کچھ پوچھا تیں  
حمید بوزاریہ جلا بولتے ہیں پو

۱۶۱۹

ہوئے حسین جان جاہ سے مہمان الوداع  
 لے میر سے بوزور لے مر سے سہل الوداع  
 لے میر سے جان شاد مر مر جان الوداع  
 حاجی خضر رسول بے جان الوداع  
 جاہ سے میر سے جان شاد مر مر جان الوداع  
 مجھ کے لئے مر سے مر سے مر سے مر سے

۱۶۲۰

شوق مرگ میں گیا تیرا بد وفا  
 جلا دوں کو چھوڑا اب کمر کرد جدا  
 کو میں نے وقت راہ حسین کیا کیا  
 نہ ہو کر کمر کردوں کو کہ میر سے میر سے  
 سہل کو میر سے میر سے میر سے میر سے  
 میر سے میر سے میر سے میر سے میر سے

۱۶۲۱

کہ میر سے میر سے میر سے میر سے میر سے  
 جو میر سے میر سے میر سے میر سے میر سے  
 میر سے میر سے میر سے میر سے میر سے  
 میر سے میر سے میر سے میر سے میر سے  
 میر سے میر سے میر سے میر سے میر سے  
 میر سے میر سے میر سے میر سے میر سے

۱۶۲۲

دور سے یاد ہے کہ میر سے میر سے میر سے  
 زینب تھیں جانی کا مہل ہوا نام  
 میر سے میر سے میر سے میر سے میر سے  
 کہ میر سے میر سے میر سے میر سے میر سے  
 میر سے میر سے میر سے میر سے میر سے  
 میر سے میر سے میر سے میر سے میر سے

۱۷۱  
 نقش میں اس کے دیکھتا کیا ہے شعلہ لال  
 اک شیر جو متا ہے دو دروازہ دو میں لال  
 پہاڑوں پہ ڈھال ڈھال پہ غم غم لال  
 ہلستیں چاند فتن کے تھلے تین نہال  
 دل کو فوج و درویش ہے قصہ کہ کا  
 کین وہ نام ایتنا ہے شیر الہ کا

۱۷۲  
 پھیلا کے ہاتھ شمشیر نے کہا جا کہ نقش  
 اٹھ میری جان اٹھ مر مر جان غم میں  
 وہ بولا آہ اٹھنے نہیں دیتا درد دل  
 اکم کو آہ اسلم غمے فرما نہ کل  
 نہ پہاڑ اسلم ہے کہ ہر غم پھول گیا  
 اک کھول کی تیری پھر گئی اور ہم اور تیرا گیا

۱۷۳  
 عارف بولے شاہ نے عارف کو کھپایا  
 کہ غم میں ہر دل غم و حزن کو کیا  
 غم نے اشارہ نہ خیر سادات کا کیا  
 وہاں کو لے چلا یم کشمیر کہ کیا  
 اصحاب گم دل و لاش کے تھے تو نہیں  
 ٹھہر کر رہا تھا کنارہ حسین میں

۱۷۴  
 کہتے ہیں جب کمریب ہی شمشیر کی بارگاہ  
 کہ تو شمشیر میں رہنے لگا جان شاہ شاہ  
 پوچھا یہ قیوں نے تو یہ بولا وہ خیر خواہ  
 کہ اس از رو بول ہی رہی جاتی ہے آہ آہ  
 کہ وہ بیاس سے امرا کا ہے کیا کرد  
 کہ قابو ہوئے تیرا فاقا ہے کیا کردوں

۱۱۱

اصحاب نے کہا کہ بجا لائیں ملے ہم  
پر تو بھی جا تھا جب کہ پانی نہیں ہم  
کیا کہ از رو دہا کہ تھے شیم کی قسم  
وہ بولا کوئی دم کہ جب وہ ان میں دم  
ہاتھوں پہ پناہ کہہ دے پناہ چاہتا  
غیر کے اگر دیکھ لے پھر میری لاش کو

۱۱۲

لے لے حسین کے اصحاب نامدار  
ہم سب ترے شمار تو قسم پر ہوا شمار  
میں کے اگر دیکھ لے گا تو سہا میرا  
اور قسم اس پاس نہ آئے میرا  
کئی نہ بخیر ہوا تو افسوس پہ  
لاش کے اگر دیکھ لے گا تو سہا میرا

۱۱۳

سب کے بوسے ہم تو ہیں صاف بھی ہم  
یہ کہ منت صوم کی نہیں سب تھے ہم  
لا شمار جو اگر دیکھ لے گا تو سہا میرا  
یہ ایتناں خیم اس تلخ کی قسم  
کی موت کہ بچو یہ کہو کہ تو سہا میرا  
پوچھیں تو ہیں لاش کے بوسے میرا

۱۱۴

یہ جو بے خوف و بہ لاش سے شائیں نہا  
زینت نہا ہے ہم کہ جس کی تھی نگاہ  
ہماں کو دیکھ لے چو لے رو بہ شام  
چھلکا کہ پاؤں کہ رو بہ چو میں نگاہ  
میں کہ شرف میں کی الفت ہے بوسے  
تا تو ہم کہ دھماکے دین دین بوسے



۱۲۱  
 آہستہ آہستہ ایک فکر پہنچا وہ لڑکے تھے وہاں  
 پہنچے چین ہوئی ان کی ایک ناگہان  
 اس کے کھول کو ٹوٹنے لگا دیکھا کہ غیاں  
 سے دے لے گی مری لے شاہ کی کھیاں  
 اعدا پہنچنے لگا ایک مری موت ہوئی  
 دشمن بہاں وہ لڑکے کو لایا پیٹتی  
 ۱۲۲  
 میں جاں لب ہوں طغیان اعدا ہو گیا  
 ہر نام میرے قید کیس کا سب بڑا  
 کہ قاتل ام کو علی اکبر کے دو صاحب  
 اور اپنے بھائی غلاموں کو بڑا لڑا  
 لڑا ام کی قوم نہ تھے اہل شام کو پتہ  
 روئیں غلام آپ کے سب اس غلام کو  
 ۱۲۳  
 شہر بے بے کہ ٹھکانہ مراد کہہ کر تدم  
 کہ تیرے رستہ کو بنی خانہ میں کم  
 نام کی صفحہ چلیں گے تیرے نام  
 جس کو زور نہ پائیں گے بھائی وہ ہم  
 شیوہ علی کے تیرے سر ادا اور اوتیں گے  
 اس بڑے چکا بڑوں کے وہ چکا بڑوں کے  
 ۱۲۴  
 ڈانڈ دینے لگا تھا کی جانب تو کہ غم  
 بولا وہ دیکھتی تھی کہ اس شاہ جگر بڑا  
 کہ بی بی تین مر دیں امتداد غم  
 شمس کہ اسلام مر اسب سے مرقی کہ  
 چاروں بزرگ ہیں یہ ہمارے لوگ تھے  
 یہ تو اس روئے واسطیں ملے کہ تھے

۱۷۱  
 پستے تھے کہ دیکھ کر کیا پتہ نہ ہون  
 ٹک لکھ سے خون کا دریا جو ہو برون  
 مولائے نہ کہ نیت علی سے کیا تھن  
 کھو تو برکات کا صندوق اسے بہن  
 وہاں بہ نیرا شیفہ سے ال فاطمہ  
 زخم کھجورہ باندھو لگا رومال فاطمہ

۱۷۲  
 رومال فاطمہ کا جو لائی وہ دل تیرا  
 شہ نہ لپٹا طلق پہ وہاں کے نہیں  
 شہ نہ لنگاہ پاس سے کی شہ نہیں  
 لطف و کرم پہ لگا کچھ شہ نہیں  
 اسے موم علی نریشہ شہ کا جان کے  
 کچھ سے لمر چھو لگ میں اس بہن کا

۱۷۳  
 رومال کی جا جا اور یہ پہننے کی جا  
 مہاں کا یہ حق ہے یہ خاطر یہ مرتبا  
 ہوا کہ وہ دیکھ جب ہوا مہاں کر بلا  
 وال کی قیدی ہو کے بہن شہ کی جا  
 عجم ہو کر گری وہ دل افکار لاش پہ  
 رومال نہ دیکھ نہ موم نہ ک بار لاش پہ

۱۷۴  
 شہ سے لاش کو تو اس طرح لاش  
 لاش لاش کوئی داغ لاش  
 رومال فاطمہ تو بندھوا طلق عجم پہ  
 اور سے لگے حسین کی پاشاں دیکھ  
 موم لگا اور کنار شہ شہ قین کا  
 صد جیت بہر کو ک نال مومین کا

۱۷۱

سے نہ تر کر سے میں ہی کہ پیغمبری  
کی فتح و اجمال سے تجھ پر تخت و تاج  
اس ظلم سے خلیاں ہیں پھر سعدی اپنی  
ہاں اصرار بند ہے شمشیر شمشیر  
دل و شمشیر دین کا وہ نعمت  
گو زبان زبان تیغ علی کی وہن میں ہے

۲۰

دہائی

دست کا تری امید و آریا ہوں  
نہو ہوا پناہ کی سے شمر آریا ہوں  
بھینہ دیا بارگت سے نہیں  
تا بوت میں کا نہ ہو پناہ آریا ہوں

دہائی

یار بجز دق و سخت زینہ ہے  
ہر آن آس بجوہ میں امر افندی  
وہید کا کہ یہی ہوتا ہے دیر  
جو تیر سے اب وہ راہ بند ہے

دہائی

بہار سے کہ دھن شمع کو تیری ہے  
عالم میں ہر اک کو یک و تیری ہے  
بھیلوں و بچوں کا قلاب و قمار  
جس کو کہ بچتا ہوں ہفت تیری ہے

پیر علم ہے کسی علم کا شمع اور شمع کی  
پانی ہے کسی پھر اس سے ہے عتجاب کی  
پو نشان ہے نشان رسالتِ آج کی  
پو علم کی پید ہے بہت کے باب کی  
نقشہ علم کے خیمہ بین اللہ کا ملا  
بندون کو اس نشان سے نشانِ خدا ملا

۵۲  
وہ جہاد شاہِ ثریا جناب ہے  
وہ جہان بین کے نظرِ عمر کا ہے  
مشرق سے وال علم کا ہے  
پان نور کا نشان علم کا ہے  
روشن علم سے آئینہ مشرق ہے  
مشرق میں شمس کس نشانِ حسین ہے

۵۳  
طوبی کی شانِ تیشِ قدرتِ نئی علم  
اور نورِ نخلِ طورِ اُسی کی علم  
کی صادقوں کی راستیِ قولِ آئیں علم  
بے پردہ ہو کے عفوِ نجی پوشِ علم  
جب بانو علمِ پھر ہر کے کو پید ہا علم  
عاشقِ نئے پردے ہیں پیرِ جلو علم

۵۴  
دین ہے کبریا کا سرِ پردہ جلال  
ماہی مرثب اس سے ہے شاہِ نورِ کمال  
پھر اُترا ہے نیمِ پھر ہر سے کا بے جلال  
نیمِ فلک کو دیکھ کے بتا ہے لال  
رواہِ شام کا نپے ہیں کی شانِ صبح  
جو آج ہے شیرِ خدا کی شانِ سے

ع  
 نور خدا سے قلوب غیر الاہم بن  
 مایہ نجی کا ہو جس کے ہم علم بن  
 دل اب پھر منتری مٹی ہو قدم بنا  
 پا پہ پویش علم وہ سجا پہ کمر بنا  
 دامن اڑا تو چرخ پہ غفلت لا ہوا  
 کچھ خدا سے نفیس کا چشم کھلا ہوا

ع  
 اس ریت زباں م نہ علم کر دوں  
 پھر مٹی بلند کا شکر کہ کر دوں  
 مجھ پہ افسکار و دستِ علم کر دوں  
 ریت میں سلکِ نفیسم کے ہم کو غم کر دوں  
 شش قوس کو فدا یا ریت ریت ضرور ہے  
 اس ریت مٹی کی درایت ضرور ہے

ع  
 جب شاہ اُنیکو بولی غواہ علم  
 آئی اندھا لک سے ابھی بھتے ہیں ہم  
 جاری ہو اے حکم خداوندِ محترم  
 ہاں قدوسیہ علم اُتار سکتی کرو ہم  
 تیار میرے دربار کی خاطر نشان کرو  
 یہ غم کی فکریں خاطر نشان کرو

ع  
 جو خداوندِ قدرتیں کیا نہیں  
 چوب کوئی غیرِ مژدہ کے در انہیں  
 ریت زبیں پہ لائقِ فوج خدا نہیں  
 مانشا کی علم یہ بخلائی ہو انہیں  
 ہو کائناتِ قائم آج یہ زب کی کلمہ  
 جو خدا کے گھر میں ہے وہ بی علم

ع

کی طرف تو یہ یوں نہ کہ ہر شے یاد ہو  
 ہم بھی تو سب جی پھر پڑھتے ہیں وہ  
 ہم سب ہو بوجھت و اجب الوجود  
 فوج ہوئی کی ہمیشہ سب نمود  
 کرتی تو کہ تیرے ہو بابا بست  
 کہو اس کی شان کا ریت پند

ن

تو یہ کہنے جانب ہوئی ہوئے ہوا  
 حکم سردار و شوق میں کیسے آدا  
 ہو بانے جو ہم کے ہو جی کلم کا  
 شائیں ہو تھیں گئی ہیں پھیلے وہ جا جا  
 ہر شان چاہی تھی کہ میں فرماؤں  
 ہو کر غم نشان رسول حجاز ہوں

ل

نہی نہ بھی زبان ادب کی کیا خطاب  
 ہو حکم وادب میں ہے جلال و تم شباب  
 یہ جو زنجیریں سے ہیں تاروں بالباب  
 کہ شان کی جدائی میں ملتے ہیں خواب  
 حکم غریب اس سب تھی کی فوجی ہوا  
 اچھی سی اپنی شان مری ہو لکھی ہوا

ل

کافی ہو شان سبز شتون نے کیا بار  
 ہوا ان سبز پوشش ہوئیں چار چار  
 کہ اکلم سے چار علمداروں کے دو چار  
 قہار و غم سے غم صفت شاخ سیوہ دار  
 ہو ہو ہو ہیں ہم ہیں تم وہ جو فکر کے واسطے  
 کہ نے کہا میں زیور دلاور کے واسطے

۱۳۱  
 سب سے موافق و ہوا دم کا نور شین  
 وارث کی لاش پرین پوہ کے جیسے بین  
 کہتی تھی ہائے باز نے سلطان شرفین  
 قربانِ عاملِ علم حضرت حسین  
 نہایت جب یہ تر پیرست پوئیں گے  
 تو تیر ایک اسم اچھیں پوست پوئیں گے

۱۳۲  
 قدر چپکائے نام کہ اُس نے بھر کہ آہ  
 عباسِ حسنِ علم شاہِ کم سپاہ  
 یہ شے قدریوں کی بھی حالتِ بونی تباہ  
 بولے کہ اس عزرائی جواہر نے تجھے لالہ  
 عالی تر سے پیاں سے ابو احوالِ ارونہ کا  
 یو کہو کہیب ہا سرچہ مبرق کہ تو نیلا

۱۳۳  
 چلائی کم کو پیٹ کے وہ نورِ روشن  
 کہ علم کو ہائے اس شدی کی نہیں  
 پو پواری پھر سے گی ابنِ علی کی برہم نمز  
 پیچھے لگاؤں تم کے درِ خیم پر گہرے  
 اس کے نہ پوچھیاں کیا تا کہ شاد بونی  
 منہ پوچھنے چارے کے وہ نورِ روشن

۱۳۴  
 القدرِ سیوں نے بارشادِ کبریا  
 اس شانِ کو درِ بستِ مثالِ علم کیا  
 را نہ مژدہ قی خاں کا پھر ہر اکلادیا  
 یہ خود کالائے پئے شاہِ انبیا  
 غارِ فی شانِ فتح سے تہیم کو اٹھے  
 وہ ہر کے ہر کی تہیم کو اٹھے

۷۹  
 مژہ کے سر پر یہ چنگی اٹھ  
 چلو ست بوس باز دوسے چنگی اٹھ رہا  
 جبرائیل کے دوش نشہ پیم چلو وہ تار رہا  
 مجھ کو شائستہ پر یہ نشان فتح کا رہا  
 کیا کیا جو ان جی کے گلے سے اٹھ گئے  
 اس کے اٹھا بیوانے زمانے سے اٹھ گئے

۸۰  
 بے دست و پا کے یہ مینی علم  
 کہ ختم شدت کب کو یہ ابر کر مے  
 پر دین میں تب الہ باغ ارمے  
 کھلے کو فرخ بخشش امت غمے  
 کہ کجا یہ حق ہے مگر کہ کا زار دین  
 اک پاؤں سے کھڑا ہے علم انتظار دین

۸۱  
 کیا شان ہے علم کی عجب عروج و جاہ ہو  
 پنج پیکر میں غیرت فخر و شہید جاہ ہو  
 جانے زین فلک پہ تو سیدھی یہ جاہ ہو  
 جہ راتنی شکر عجبی کا جاہ ہے  
 شہنشاہ اس نشان سے کیا سانپ کے  
 سایہ ہوا ہے مگر کو اپنی دوا کے

۸۲  
 فوجِ خدائیں بھی ہیں طلبگار حب جا  
 مگر کو نیال دین کو شون میں ہوا جا جا  
 یوسف ہے ایک اور خریدار حب جا  
 مشتاق ہیں عزیز اور انصار حب جا  
 اک عمدہ جلیں یہ ہے شش دین دین  
 دیکھیں کے نصیب ہوا محمد حسین دین



الفٹ کے خوش بین جو علم بیاں چک گیا  
 دان دارت علم کا بھی شائعا ہو گیا  
 یان شمس آفتاب جو چپ چپ گیا  
 دان غنیمت اشتیاق کا دل میں ہو گیا  
 پاپیلا اس نشان کی کب چھاؤں دہلا  
 مان کے پاس آئے جو عریا دن دہلا

۵۲۲  
 ہر تپ سب پر شاق ہے امید و انتظار  
 پر تابع رفا سے عین بن جان نثار  
 زرب کے باد کا علم کے بین و دشوار  
 لیکن بڑیہ کہتا ہے چھوٹے سے بار بار  
 جہانی علم کو اس کا اٹھا کر نہ دیکھو  
 عظمت کو اور علم کو برابر نہ دیکھو

۵۲۳  
 اولاد پر ہوا ال علم کا جو ہے گمان  
 دیر کھڑی ہوئی ہیں کب پر وہ پیمان  
 باقی کہتی ہے مری خاطر ہے تھن  
 قانع ہے اور بخیر مر اگر جواں  
 غمنا تو کل اور دھانے گنہگار  
 ہستی بن جو ہے جھوٹا گناہین

۵۲۴  
 ہر کو کو علم دینی ہے زرب کہ مرین جا  
 مالک کہین علم کے نہ ہون مرے دریا  
 داد ہے بفراد کا قوتانا ہے مرقی  
 کہیں یونہا عین کی منصب سے ہے ہرا  
 آقا کہ جو شکر تین وہ معلوم ہیں تین  
 انجاء علم تو وہ نہ ہون گئی ہیں تھین

۵۲۷  
 کس دن کہ واسطے طلبِ ابرو بخت  
 واری بہت چورے ہوئے پند و پیر  
 دیکھتے تھے سرورِ لائی زنجیر کو عجب  
 گھر تھیں حسین کے صدمے کو لائی پور  
 بین جہان نشانِ ابرو نہ کو عجب سے لائی پور

۵۲۸  
 شاہدِ ہوانِ حسین کا جاسوس متوجہ  
 کیا عزم کا نظر سے نہ دیکھ کر ادھر  
 عباس کی طرف کو مڑے شاہِ جگر  
 فرمانا بن لو اس سے کہ لایا ہے کچھ  
 پورہ سے کچھ دیکھتے قریب ہے  
 پورہ سے کچھ دیکھتے قریب ہے

۵۲۹  
 دیکھ کر پاکِ بنتِ علی کا جگر نہ ہو  
 غصہ میں آئے زریں خاک سے سر نہ ہو  
 بھائی کی خبر کی مین کو خبر نہ ہو  
 دوستِ نجف میں خبرِ خدا تو نہ ہو  
 غصہ سے بہن کی اس بھائی کو نہ ہو  
 بھائی کو نہ دے گی وہ بھائی کو نہ ہو

۵۳۰  
 عباس لائے پوئین اور کو علاحدہ  
 فنا کیا کہ وہاں کیا شادہ  
 کی عرضِ عجبیاہ لڑائی کا قاعدہ  
 اور نہیں لاکھ جمع ہوئے بین ملاحدہ  
 سرور کو خوب متناہت کھلائیے  
 انہیں لاکھ تیغوں کا پانی بلائیے

Pro

۵۲

دنیائے بین و نام بر آوردہ اہل شر  
سیر کیلئے عہد و تیا ہے عہد سے اُغین عہد  
مختار و بہشتی کے ولی عہد کا قہر  
۵۲

کے راز سے بدست و دست کیلئے شاہ پہلا  
ایمان سے رسول سے انور سے چلا

9

گمانِ کائناتِ کمالِ شمعِ بہیمیک زبونِ صفت  
 رازِ غریبِ شمسِ ہوا و آفرینِ آفرین  
 بیلیون کو قحطِ آب سے اٹھائے جان  
 بہانِ سفرِ دشتِ جانِ لڑا لڑا امی بین  
 پیکاروں کے غون کی نہرِ بہاؤ امی بین

9

اب دیکھئے قرآن شریف میں کیا ہے  
فرمانِ رسولِ میرے یہ ہے کہ تم زینتِ عام  
ہے نہیں سو پہلو اور دستِ جانِ کا مقام  
کیا نہ دیکھو نامِ تم کو جو ہے غلام  
گود و جانِ پادشاہ و ماغضبِ اس کی جگہ  
اگر علم و ادب ہو تو نہ کہ یہ پادشاہ

PH

۴۲  
 بیان ابوالحسن علی مددگار کا نہیں  
 افسوس کہ چار سہ حق و فوج و خدائے نہیں  
 ساعت بھی کوئی جاگس کی ٹھہری ہو رہا نہیں  
 فرمایا اختیار شب پرین قضا نہیں  
 بلکہ تمہیں غم آگم آج ہے  
 ساعت کے دیئے کی بینا نہیں

۵۳۲ بولادہ سر جلا کے جانتے ہیں حضور  
لیکن بڑے حضور سے اظہار سب ضرور  
لایا ہوں ٹھیک بین غیب شاہ کو غور  
بڑھکر ادب سے تم کو عبادت پیشور

۵۳۳ غازی کے پاس آئے جو ہم سب سے  
دور ترین آن سے سب خبریں اور یہ کیا  
حضرت کو آپ چاہتے تھے نہیں یہ ماجرا  
وہ بولے آپ ہی نہ کہیں جلی بین فدا  
فرمایا عارفانہ تجاہل نہ کہتے چہ چہ  
یہ کیفیت اس بیان کی آج کو نہ کیجے

۵۳۴ عالم کا دان بہ بن آسود کا غلام  
عباس یان غلام شمشاد شاہ مٹی عام  
کہنے ہیں اس خبر سے تامل کا ہے مقام  
بھجھیں کہیں نہ حسن طلب تب کہ نام  
مہر آرزو علم کی نہ دریا کے چین کی  
ہر کو تو سلطنت ہے غلامی عشقین کی

۵۳۵ بہن چچا بہن جونین ہوتی ہیں بان ہم  
ناگاہ شکر کے چاہتے شہر اہم  
بھائی بڑے فیور ہو چاہتے ہیں ہم  
بان سب تھاری اک سب سے حافظہ ہم  
ہم سے کہو مرنے دیا ہے نثار کے  
بہن چچا غنی ہم سب طلب گالوں کے

۱۲۳۳  
 کس شے پر نور کا غنّ طلب کیا ہوین خیال  
 امان کے نہر پر چلی فتن چایان حال  
 منسوب جو آپ کی عبادت کی گلاب سوال  
 تابی جو میرا مال عودہ سب تمہارا مال  
 فطارتیں درخونج کے اہل وزیر عیال کے  
 لاک تمام گھر کے مری جان و مال کے

۱۲۳۴  
 بہر نفع سب کی دانش کا تقب کیا  
 بہت الشرت سے مصحف زہر اطل کیا  
 آیا تو عودہ قاحت کا دروہ کیا  
 دیکھی تو قال ہر علم شکر کیا  
 بسے جو بنی اسے تھی ریت کی بابتین  
 نکل ادا کا علم وہی اس کتاب تین

۱۲۳۵  
 پھر خزانہ دانش کر پڑا بوسے  
 پڑھنے کو سب عبارت پڑا بوسے  
 موشاق منصف علم مصطفیٰ بوسے  
 یکن نہ باز دوست لکھ لکھت قبائے  
 دو دن قدم زمین ادب تین گز رہے  
 لم خٹ کے کوسے تھے جان پرکھ رہے

۱۲۳۶  
 انسان تو کیا کبھی انہیں ایسے متقل  
 نہ کہ جو ترس ان کی اطاعت سے پاگل  
 بولہ تین و بعد کہ نہ لکھا شاہ دین کا دل  
 اوسنے لکھیں غیب اس کے نشانے  
 اس کو تو عباد نام مبارک پڑے

۵۶۱ ناطق ہوا یہ مصحف ناطق ادھر آدھر  
 شان زول مصحف زہرا کی دودن بھر  
 ۵۶۲ یہ کلمہ اچلاں جو پاتے تھے بزمِ اعلیٰ  
 ارض و سما کے چین تے تھے بزمِ اعلیٰ  
 ۵۶۳ کھلا اچا جو مصحفِ نون دوسرا  
 سینے علم کے واسطے کلمہ خدا کیا  
 ۵۶۴ پھر ماہِ تینیں علم شافع الم  
 عجائب کی طرک کو بڑھے خود کی قدم  
 ۵۶۵ ناطق ہوا یہ مصحف ناطق ادھر آدھر  
 شان زول مصحف زہرا کی دودن بھر  
 ۵۶۶ یہ کلمہ اچلاں جو پاتے تھے بزمِ اعلیٰ  
 ارض و سما کے چین تے تھے بزمِ اعلیٰ  
 ۵۶۷ کھلا اچا جو مصحفِ نون دوسرا  
 سینے علم کے واسطے کلمہ خدا کیا  
 ۵۶۸ پھر ماہِ تینیں علم شافع الم  
 عجائب کی طرک کو بڑھے خود کی قدم  
 ۵۶۹ ناطق ہوا یہ مصحف ناطق ادھر آدھر  
 شان زول مصحف زہرا کی دودن بھر  
 ۵۷۰ یہ کلمہ اچلاں جو پاتے تھے بزمِ اعلیٰ  
 ارض و سما کے چین تے تھے بزمِ اعلیٰ  
 ۵۷۱ کھلا اچا جو مصحفِ نون دوسرا  
 سینے علم کے واسطے کلمہ خدا کیا  
 ۵۷۲ پھر ماہِ تینیں علم شافع الم  
 عجائب کی طرک کو بڑھے خود کی قدم

۵۶  
 چھاتی سے اٹھ کر دعا دعا مانگے  
 بشارت علم شان رسول اٹام نے  
 مسجد کی حضور کو اس زین کلام نے  
 یہ کیجئے نذر پریشانی سے اسے  
 سیدھی جو خوب بارش سے شادمانہ فحش  
 نیمین بیان علم کی زیارت مومنان کی

۵۷  
 پرندہ کے گون گون کر کے شہر کی شہر  
 آگ بگوشہ میں کہہ رہے تھے کہ آگ بگوشہ  
 قحط کا یہ کہہ خدیجہ اولاد ہونے نہ ہاں  
 پوسے پین پلے فوج کے سب عامل علم  
 بقیت نصیب حضرت بوہاش مومنان کی  
 قحط اس پسے مر گئی ایسا بیاں ہونے

۵۸  
 جانوں سے نہ ہو کہ ہو کچھ یا جبراً  
 جا کر کہہ کرے خداوند کچھ نہ سنا  
 بلادہ کیا۔ کہا کہ مبارک کرے خدا  
 وان تفرقہ سب پکڑے پکڑے پکڑے  
 منجھ سب بواپ نہ جب کا نہ پکڑا نہ پکڑا  
 جھگڑے پکڑے فوج خدا سے جدا ہونے

۵۹  
 کلمہ نینین سب میں یہ سیت خدا سے پین  
 عباس بن علی کے خلف یہ فوج سے پین  
 ہم کو ذل جبریت ہو و وفاسے پین  
 ہنم سے کچھ ساتھ نہ پکڑے پکڑے پکڑے  
 اب بواپ کچھ پکڑے پکڑے پکڑے  
 مومنان کے پکڑے پکڑے پکڑے

گر دن اٹھائے گئے کلا شکرید شکر  
 ہاں حق تو ہے کہ ہے ہیں لگ رہے ہیں  
 اُس نے کہا کہ اچھا ملا دنیا میں نہ  
 تجھ کو ہے تو تو کا اپنے بڑا غم  
 ہاں ہر وہ چیز کہ کر نہیں لالہ  
 دو دوست دین حسین کے دل سے نکلا  
 یہ مگر کہ بل دین کوئی خدمت میں جائیو  
 مرنے ہیں بات پر نہ ابل سے ڈر نہ  
 منت سے عاجز رہی سے فساد سے لڑو  
 غم کے وقت کہ نہ اُن سے ملو  
 محبت ہی سب فاطمہ کے نور عین کی  
 دیکھی ہیں کہ انھیں کھول کے کھینچیں  
 لے کشتیاں بھی مودنی اور سرور جا بھی  
 کہ ادب عرفی کیچو اور یہ پیاسم بھی  
 ہوتا ہے پیو پانی کو عاف غلام بھی  
 کہ وہ تھاری ایک بے اور نکلتا تھا بھی  
 نفقات کے کہ رہے ہیں سلامی کیوں  
 کہ دار مستعد ہیں غلامی کے واسطے  
 روئے ہیں اک عزم پر شاہ نام سے  
 بجا تو چاہے پانچ عزم و جن نام سے  
 بچھا لجا کے ان کو جو کہ نام سے  
 علم چور غم و کدہ کلام سے  
 اس سے بھلائے ہوئے ہیں کلام سے  
 ہم سے ہیں گے وہی بولتے ہیں کہ  
 ہم سے ہیں گے وہی بولتے ہیں کہ



آتا ہے ہم دونوں کے چپن پر دبدم  
گرفتگیوں کے گیسے شبیہ ہی کا علم  
کہنا کہ وہ فوٹو بھی تھا ری کیپ کا علم  
ہو کہ جب عین کا سر ہونے کا علم  
ماضی میں عجائبات کے سر پہ ہم کو  
عجائب کا علم بھی نہیں دیں گے ہم کو

یہ بہت باہر کہ پکاروہ پر شہ  
بہی جا کوئی کام ابھی لائے ان کو  
پوچھ سے اچھے اس نے چھ عبدود علم  
پتکوں میں جن کے نصیب جو ارمح کیم  
دوستیاں ہیں ایک میں تو کہ جہام ع  
اور ایک میں چھ بوسے موسیٰ نام ع

راگ لگان بدلا پیچھے وہ گستا  
تیر کے آٹھ تو تقدیر دریاں  
عشت کی ہر قوم تم نڈا کھلایاں  
کرا دیاں کھڑے قہر و دہشتہ جیاں  
دو فوج چمکے تم کو ایک ایک پڑی  
خوشی میں نہیں سہیں ہے ایک پڑی

خیمہ خیمہ خیمہ خیمہ خیمہ خیمہ  
آسٹروڈانان عید و عزم اسلام  
چکان بان مان گئے رستم خان شام  
والہ رستم تم ہو عجائبات کا اختتام  
یہ بچپن نظمیں کھینچیں گے ایک  
نظم دلوں میں کی نعمت کا ہو ایک

عمران ہیں سب پر ایک مائوں نے کیا کیا  
 تم کو نہ حاصلِ علم مصطفیٰ کی سیات  
 منصب تھا از بجائی کو اپنے عطا کیا  
 شکستے اُن کے آپ اٹھ اُٹھے جا کیا  
 سمجھیں نہ جب بزرگ تو خود کو جا کیا  
 الفت خلکی دین ہے ہمیں اجا رہ کیا

شیخ پر علم بھی ہو دیں تو نہ کیجے  
 حاضر ہو دو علم میں قبول ان کو کیجے  
 سب کچھ چاہئے جسے جو آپ کیجے  
 سو علم کی پیاس ہے پانی کو کیجے  
 باحق ہے پھر شوق سے شریعت کیجے  
 کمر از زور دینے کلمے ہیں چلیجے

فضل خدا سے عاقبت اندیش ہیں حضور  
 دھیان اپنی ماں جان کے پرہیز حضور  
 اُس نور حق کی آنکھ کا ہے نور وہ نور  
 پوچھو نہ خاک پروردہ نور وہ نور  
 دنیا پھر نہ دین پھر ہے اسماء پھر  
 ہر شے کمر تم سے دیروں کی ماں پھر

نیلے  
 نو فتن و ملک و مال و خزانہ ہیں اور کیا  
 یوں پر اب کو وہم سے پرور دانتہ ہیں اور کیا  
 دینِ نذرِ خسر و ان زمانہ بس اور کیا  
 فرماؤ ہاں زبان سے یا نہ بس اور کیا  
 بیت الشرف کے درجہ ہمال التجا کو  
 اور پھر حق و وقت و نوبت شاہی جا کو

فرق و ہر دیر کے یوں بھی ہیں بھلاہ  
 رن کی بساط تنہی کا دم رونقِ سپاہ  
 و بخت نہیں لگ کر نہیں حسدِ گواہ  
 فراموش جو آپ قدمِ رنجِ واہ واہ  
 جب ہانچا کہیں کہ گم گم ناجی ہے ہیں  
 چلاؤں میں ادھر لہجہ فغاے عجیب

۱۲۱  
 مترانِ قشنگاں کا جو کرم کاٹ لائے  
 دوسندوبِ چو تم کو برابر بٹھائیں گے  
 بجائے پادوں سے شام بجائیں گے  
 زبلاں میں بوریہ لکھی نہ ہو کیا پیچھے  
 باقیہانہ بورہا کی کجی اس قسم کی  
 تم نے بڑھائی نہ خجائبِ انیم کی

یہ سچا ہے آپ ہیں نہ غور ہے نہ ہوش  
دو عالم کی چینی بات و بالابوسہ کہ دون  
نہم سے کمر نہ ہو کیا قوت نہ کھانہ  
نیم خدا کے تیرے پھر یہ نہیں جاسے کہ  
نہن کے صاف سینہ نہی ڈھائی نہیں  
آدھی کمریاں کہوں سے نکالیں

الحمد لله رب العالمين  
والمصطفیٰ بن محمد  
الطاهر بن علی بن ابی طالب  
علیہم السلام

چلا گیا شکر اور اچھے علم کا قول بہت  
 عام ہے مگر اچھے علم کا قول بہت  
 کہتا ہوں پھر قصور و عات اس کے بھروسے  
 اب مجھے کچھ دیکھنے پسند برا بھلا  
 مانتے ہیں باندھ دیتے دوسرا تو آپ کو  
 وہ دھوکا دے کہ لاش پیمان دے آپ کو  
 غور کیا علی کے فوٹوں نے کیا کیا  
 سب سے زیادہ تھوڑے تار و پارس کیا  
 چپ بنا چاہیہ چپ کر کہ ادب ادب کر  
 تو سرخیز ہو کر سے اب کا پتہ ٹھیک  
 بہلا نہیں خدا کو جو چاہتے ہیں  
 ظالم یہ ان کے کہ بوجھ جاتے ہیں  
 اور صحت کا ذہب ان کی شام تو مقام  
 کہ غیبیہ مخبر صادق سے یہ کلام  
 اوفوں و ادویہ کلمہ کفر ایل شام  
 دن کو پھر کفر جلانا بہت کلام  
 ایسیس تو ازل ہی سے آمد غیب  
 وہابی کی تلخی میں عالم غیب  
 لایا ہے وہ علم اچھا تو تجارب اور  
 میری قوت ہے یہ بات قید سے یں پڑا  
 پیغمبری علم سے نہ دان غیبی لڑا پڑا  
 سہرہ سہ اس سے اک پلوں سے کلام  
 رتبہ ترے نشانوں کا ایسا بول چال ہے  
 جو غیب اور مہرہ نے ان کو چھو اچھا ہے

قصہ

ادعابل شریعت بنی سب نام  
افغان میں عین کے تھو بہ کیا کلام  
جو کجا غور خواہ ہے عین کے ہیں نام  
شان امام یہ ہے کہ عادل اور السلام  
منصفت ہیں یہ کہ ہم ہیں یہ مقتدر ہیں یہ  
بڑی وزیر اعظم ذات خدا ہیں یہ

نظم

کل روز تفرنگی عدالت کو دیکھنا  
دین پر تفرست پر دست کو دیکھنا  
تیم کرتے دو دن و جنت کو دیکھنا  
کلم بن جنت اسے ہیں است کو دیکھنا  
کلام ان کو ممبر ہے کہ باقی ہمارے  
افغان اگر کریں تو تیرا نشان ہے

اعل

ہمدردی غم غمیدہ اگر اسے نہ تھے  
روز اٹھتے تھے علمدار تھے نہ تھے  
جہاں اس تھم کے سرور تھے نہ تھے  
نہ جہاں کہ درخشندہ تھے نہ تھے  
قبو ہوا ہم اسے نام اسے بول  
تیجے کے ہوتے تھے ان کے ارشاد تھے بول

نظم

اس بار کے اٹھایو طاقت بھی چاہئے  
طاقت کچھ نہیں کیا قوت بھی چاہئے  
حاصل کو اس علم کے بغاوت بھی چاہئے  
دل کو درخشاں کو موافقت بھی چاہئے  
ایسا ہے علم کو حق تیرا چاہئے  
لاکھوں سے جو ادب ہے تیرا چاہئے

۳۳۳  
 ہم اور وہ ہیں ایک تھے بہ خیال کیا  
 آنکھ ملا ہو ہیں کو ملائیں دستاں کیا  
 یہ تو ہمارے عین فوجی تھی ہال کیا  
 حکم امام میں و تقاضا دست مجال کیا  
 اس دن پہنچے تھے جی الایا تھی شہزادہ  
 ہم جی علم جی فوج جی عباس جی شہزادہ

۳۳۴  
 او شکر کس شہزادیں تو اور تر از یہ  
 اور کس قطار میں یہ صوف شکر کس پید  
 شاہوں میں بند و بست تھا شہزاد کا شہزادہ  
 آج انکی خاک تک بھی زین سے پہنچا پید  
 منور کو خود انکی سے دو سہ کیا ملا  
 بندوں میں جس نے ترک خودی کی غلاما

۳۳۵  
 دروازے اس عجب کے ہیں دو اس کے اچھے  
 درباب سے ایک در پہ عیالت ایک پر قضا  
 شہزاد سمیرا بے کرا کو عجز کی بنا  
 کہ در سے آتا شہزاد کو اور ایک در سے  
 شاہ و گلا کا منہ و تہ سے کہ چاہے  
 کہ در سے وہ اعلیٰ ہے اور اس کے پچھلے

۳۳۶  
 یوں روز اک طلسم بنا اور رگڑا گیا  
 یوں شب کی شب بسا جو منہ زار گیا  
 یوں کل نہال تازہ جالاج اور کھل گیا  
 نام شہزاد کا کہ نہ رگڑا گیا  
 یوں دن نہ من حساب کا چھویر چھویر  
 ہاتھ سے کھڑے ہیں سواری کی دیوہ

نہ ہر وقت نامہ ہستی ہے یک قسم  
یک اجل یک زمانہ ہے نامہ بریں، ہم  
مر نامہ عجیب یہ نشان ٹھیک ہیں ہم  
پہلو پنج مقام گھر سے یہ خط سے عدم  
گل ایک ہفتہ باغ بین گل میمان ہے  
نہ ہر گل بہار کی رخصت کا پان ہے

انبار ہم دوزخ کے جواں دم گلخان  
بھوسے ہم نہ ہاتھ خالی ہم گلخان  
اک کھول میں شمع کا موم خان ہم گلخان  
پا پس کہ بھی بہاؤ کو کھو کر ہم گلخان  
سب نے زباں سے آج بقدا کا مرام  
ہم نے فقط زبان سے نام خدا لیا

ارشاد ذوالنہن سے اگر ہر اتحال  
ہیں باہوں سے ہر زریں لاکھ اسمال  
اور یہ لاکھ شہر ہیں ادنیٰ دریاں  
ہاتھ بھی جا دو ال ہو کو موت بھی جا دوں  
چنے کا سلطنت کے نہ زبانا نام ہیں  
ہم دو دنوں کا ایک دامن چیمہ تمام ہیں

دیکھ زہر کہ شہر ہم نہ ہستی  
گوئی ہم نے بھی نہ ہے ہم شہر شہر  
پس کہیں نہ خود نے بھی ہم شہر شہر  
نہی کوئی گھر ہی میں جو چھو بولتا ہوں  
اقبال سے عین علیہ السلام کے  
ایسے لڑیں کہ قتلے ہیں دم و شام کے

جاء علی این شہ کرم غلام  
 اموں ہمارے علی علی غلام  
 رایت کشائے فوج حشر غلام  
 سایہ چن کا بال ہمار غلام  
 تر کو تو تن تمام زمانے میں نیک ہیں  
 عجائب ان چنے ہوئے نیکوں میں کیا ہیں

ان کو علم ملا تو ہیں کو ملا علم  
 خاطر ہماری ایسی جان سے کہیں ہم  
 ادنے کو بخشیں علم خرم ہم  
 پر ہم تو فتن ہیں کیا شرف دو ہوئے ہم  
 سردار ایک ماموں علوار دو کمر  
 ہم سب بھی ہے یہاں ہیں نو دار دو کمر

میں علامہ شمس الدین  
 ہم بھی ہیں علم پیوں کی نور محمد حسین  
 افلاک ہیں حق فطرت و شمس حسین  
 ہم کیا بڑے ہیں نہک پور حسین  
 حق نے ہماری نانی کو جب کہ خدا کیا  
 رب نہک چھینے ہیں بالکل عطا کیا

قدرت یہ کہ نہیں کہ ام کو چھو ہیں  
 اپنے حق سے خدا کا گزارہ چھو ہیں  
 چو خا کی یہ اندھیرے میں اندھ کو چھو ہیں  
 ہم کچھوں میں نہیں مدم تیار دیکھو ہیں  
 قدرت ہے سب طرح کے نفعیہ کیا ہیں  
 لیکن نہ سب نہ ہوئے ان کی قدرت گناہ کی



حق

مستحق کو جام دیتے ہیں تیری کہ جو حق  
ہستے ہیں یہ غفلت کی عبادت میں یہ غفلت  
چو ہر سب جلے غافل نہ ہو اگر کاسب حق  
یہ خفا سب جو ام و مال میں لگے حق  
سب سامنے ہیں یہ جان نبی کیان ہے  
سب یہ غفلت میں ہے نہ ساری میں جان ہے

حق

مکمل کا درجہ دے دیں کہ فتنہ خلیج  
جب نہ سے ہم جو ہر دور قاتل غفلت  
در نہ گلے پہ تین ہے ہم کہ بلا حق ہے  
سرا نہ کہ دور و غفلت لا اعلان ہے  
یہ سب بہت ہمارا دلی نیت آج ہے

حق

حافظ خواجہ ادا کے پرست کی فکر کیا  
شب کو اسی ہر اس میں حق کی مصطفیٰ  
اماں نہ ہا تو تو ہے ماموں سے یہ کہا  
است بہ جان صدقت ہے کہ یہ حق نہ ہوا  
یہ یوں کہ دفعہ شمس میں بہت کا درخت  
بدورہ ام الکافان اوتو ہم سب کا ملکہ

حق

دیکھا کہ فاقہ نہیں یہی ہر شام  
فہم پکاری ہو نہ جو کجا کے نام  
دور و فراز دور میری فرزدی ہوئی نام  
یقوت کی کوشت دل سے نہ لگی گزیریں  
ایسے پیسے تم سے نہ کہ کم گزیریں

۱۰۵

تو راست نہارا تو یوں مارا بے خطا  
اب ہاتھ جو بڑھو بڑھو یہ کہہ رہا ہے کیا  
تم نے طلب کیا کہ قود آ پادہ عیسا  
مطلب غرق مر آدہ سبب وجہ عیسا  
کاٹو زبان کہ پھر نہ کچھ ہی ہم کلام ہو  
اگر کچھ کلام کہ تم ہم تمام ہو

۱۰۶

تم تنہا ہو تو تھاری بلا جانے کو رہنے  
یہ تم کو اپنے نام کا ہے ایک قود رہنے  
حضرت کے چلو پیادے تم آؤ بولہ گونہ  
منظر ہے کہ بیت آہو وہ رہ رہے ہیں  
نہم پھر رہا ہیں جا نہیں ہیں  
ایسے تم آؤ اور نہ ایسے حسین ہیں

۱۰۷

لاٹ کا پتی زبان پہ سخن لایا ہوئے گا  
باغی نہ پانچ نیم تر بھی دکھ لایا ہوئے گا  
پچھو کہ دے دو دون کو بجا یا ہوئے گا  
کیا جواب لے کر فرمایا ہوئے گا  
اتنا نہ بھار شہ قیاس ہوئے گا  
زینب کا دودھ پی لے کر لایا ہوئے گا

۱۰۸

نزدیک تھا کہ دونوں کا دل آج پیو  
بوسے ہیں اب کوئی نہ سوال دیو اب پیو  
اؤ غم جانش نہ تو عمر خراب پیو  
وینا غم اب ہو کر ہی خراب پیو  
کیا جانے کیا حضور نے جانا غضب ہوا  
ااں نے سن لیا ترا آنا غضب ہوا  
نہ شہاب

شہزادوں سے دربار کی بجائے کیا شہزادوں  
جس طرح چوٹ کھاتے بھرے پوکر کی غزال  
راہی مگر کم کو انھوں نے یہ ایک خصال  
بھگت ختم چھو بھگت چھو انہوں نے کچھ مثال  
پہنچتے ہیں مگر مروت کم گے بڑے بڑے  
مُختر اتر اتر اتر ختم سے تیرے ہی پر مگر بڑے

کلچہ میاں کھڑی تھیں پس پردہ پر قرار  
ان سے کہنا دیروں نے یہ بڑے کے تیرے قرار  
بہن تو برا ایک وقت میں بند ہے تیرے قرار  
یہ اس گھر کی تصویر نہیں اپنا نہ تیرا  
مال کے دل میں کھٹ بھوڑے بھولے  
دو دن کو ان کے پاس یہ بھگت کے تیرے

دوڑیں وہ فریشتہ سے نور زیب کریں  
فریادیں تو تم کو کھلی ننگے سر کریں  
کیا مٹو رہتا شہزاد سے وہ بوسے چھ کریں  
فریاد تو بگڑ گئی ہیں تیرے چھو بھوڑے  
مگر نہیں نہ ہم کو بھڑائی ہوئے گی  
مفتی مختاری تھوڑی بہت اپنی بڑائی

انہوں سے اپنے پوچھ لیا تھا جواب دو  
زیب سے تم کو ان دیاتھا جواب دو  
اکبر سے اسکا ذکر کیا تھا جواب دو  
اس دن کو میرا درد وہ دیا تھا جواب دو  
اب نہیں بہت بات ہو دینا ہے پوچھ  
بہت نہیں فائدہ کہیں کیا تھوڑا فائدہ

۲۹

شاہد محمد بن علی بن ابی طالب

一、

کتابخانه عمومی

اس کے لیے ادب و ادب

مہمانوں کو خوشامد

ان بابت کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح ہم نے ان کے لئے ایک نیا راستہ تلاش کیا ہے، اسی طرح ان کے لئے ایک نیا راستہ تلاش کیا ہے۔

قدرت خدا کی پختہ

مجلسی ابیابو محمدی سے اجازت

مجموعہ کتب خدائی شان

اور اس طرح کے کتب خانوں کی ضرورت ہے

دو زبان چہاں کی ہیں

مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

میں نے خود اپنی جگہ پر بھی پڑا ہوا سول جان

۲۹  
تاریخ ۱۳۰۲/۱۰/۱۵

پیش رو و سر

سنیے ہمارے

چرا که خوار و خوار

پیشانی و دہشت

محمّد بن عبد الله

پیش از این

وہ کہتا ہے کہ یہ ایک نیا

کے لئے ایک اور

جاء في نسخة

بہارِ نبویؐ کی قیمت چالیس روپے

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے اپنے دل سے کہا

P.

مُحَمَّدٌ كَرَّمَكَ اللَّهُ بِكَ تَبِعْتَهُ بِأَنْفُسِهِ طَرَفُ مَالٍ وَنَجَانِ  
زُبُنِ يَمِينٍ أَلْفِي جَانِ كَوْنِ الْخَلْقِ كَلِيَامَانِ  
أَنْ تَسْتَنْفِذَ نَفْسَ تَبِيعَتِهِ حَتَّى تَمُوتَ فِي آتَانِ  
وَرَهْ بَابِ كَلِيٍّ يَكْفِي بِرِيٍّ يَجَائِئُ أَمَامِ يَمِينِ  
وَرَهْ نَذِيرٌ بِحَبِيبِ حَمِيمٍ أَمْ أَنْ كَسَفَ غُلَامِ يَمِينِ

Pix

مذہب کے عزیز باب دراز وہ چوتھا غیبی کیا  
 پہلے دیو کی تیس کہ بچنا بچا کیا  
 حاجت کے قول و فعل کا سہا اعتدال کیا  
 تم تو دہی ہیں آپ کو پھر اضطراب کیا  
 جسے دے جواب کہ قہر بول گیا  
 معجزانہ میں میں صورتِ تاقوس وہ گم گیا

P.H.

مَنْزِلِ بَارِئِیْنَ قُوَّوَتِیْ بِیَدِیْهِمْ لَکِ  
بِهَبْهَبِ لَکِ لَنْفِیْهِ مِنْ جَنْبِ قُوَّ  
اَلْجَنَّةِ سَبَّحُ لِلَّهِ الَّذِیْ لَکَ فَاو  
لَمْ یُکُوْنِ لَکَ یُجَاوِزُ دِهَانِیْ دُورِ  
النَّفْسِ وَجْهِ حَمِیْدٍ عَلِیِّ الصَّلَواتِ کِی  
کَیْوَ لَمْ تَنْفِیْ سِرِّهِ لَیْلِیْ کَیْ قَالِیْ سَجْدَتِیْ کِی

P. 12

وہ بولے ہاں کہوت کی لائے تیاہم  
کہ نہ تھجیا تپتہں راسا تیاہم  
ستے تھتہں تپتہں راسا تیاہم  
ہزت کادو دھوپیک نہ تپتہں راسا تیاہم  
زینب پکاری پھر کوئی تپتہں راسا تیاہم  
مرزا خن بولے کہ تپتہں راسا تیاہم

### حاصل

ادریہ کے دو دنوں پر ہونے لگی نشان  
 بولچہ زبان سے نہ کہا دل کو آیا پیار  
 لے واہ ان بیجا عوں کی باتیں ہیں گل  
 چن چن میں یہ جھگڑی تم قریاں سے بچو گل  
 کہیں کہہ رہے تھو کہ تو در تھو کیچے  
 اس عمر میں کلام کی تاثیر دیکھو

### حاصل

بوشن ہیں دو پر ایک صغیر اگر کسی  
 زیب کے ہو خوشوں کی جگہ کا فن ظہیر  
 اک لال پیر۔ ایک ہلال منہر  
 ایک ایک ہو خوش شہزادہ پیر  
 ہو خوش ہیں وہ کہ بازو سے روشن کیچے  
 ہو خوش ہا بازو سے کہ ہو خوش کیچے

### حاصل

جو جو دو عاؤں کا ہے بوشن کیم  
 شہد پیر، مخمور، بوشن، بوشن، بوشن کیم  
 بازو جو اس دیم کا ہے بوشن کیم  
 اُس کے لئے ہیں نیو نو بوشن کیم  
 مظلوم ام کے لئے تیروں سے چھٹکے  
 بوشن ہے ہزارہ شہزاد کی بکے

### حاصل

فاصلان خاص تھو رب العلایہ ہیں  
 جانان جانان قلب نیم اور ایہ ہیں  
 شیران شیران بادیہ کی کف ایہ ہیں  
 ادا ان مرد مر کہ لافست ایہ ہیں  
 مزو کہ کہ کے لئے قمر ام ہیں  
 فیر و ان عدل کے پشت و پناہ ہیں

فصل

ان کی شنا کریں گے جلا لیا ہوا شمشاد  
روح القدس کا نعرہ ہے وہی فدا کیا  
ہر وقت و گھنٹہ ہمارے چہ چہ بول رہا ہے  
زبان ہو عجب تیرا لگی ہے نہ ہنس  
تاہم علی نہ یاد ہو تو ان کا نام نہ  
بھول جائیں زبان سے یہیوں کا کلام نہ

فصل

ایک جعفری گلوں سے دودھ بہا رہا  
تیار ابل پانی ہر اک گل گزار رہا  
زینب کو قطع نس کا تم دو بچار رہا  
فوج عین تیرے لئے ہو گوار رہا  
ہو گئے گلوں کو خنجر کی لذت کا شوق نہ  
چپن کی موت نہ کی شہادت کا شوق نہ

فصل

ناگہم محل میں غرق ہوئے آئے شاہ دین  
مٹی بنی بہن تو بولے یہ میرا لہو نہیں  
موت نہ بیباکی متعل سادات کی نہیں  
لاش اس کی لائے گوشتیں الفت ہو نہیں  
زینب نے تیرے لگے ہیں فریاد و آہ کی  
شمار کے دو پنجپوں پہ اپنے بیجاہ کی

فصل

وہ گڑب گڑب میں سے قدر موند رہا کہ  
ہو چکا بہن سے شاہ نے کیوں ہر دم شہ  
مطلب تھا کیا ہو میری فریاد بجا اقتدار  
ہوئیں گی کہ دہل کی جھجھکی کیا خیر  
ہو چکا نہیں سے پاؤں پہ کہ کچھ نہیں ہوئیں  
میری صلاں وہ تو ہو کر کیا ہو جاتے ہیں

۱۱۱  
 شہزادہ سید ازل ہیں یہ نیکو  
 جہود و ان گلوں کے پال سے گلے لگا  
 فتنہ پیاری آ کے شہزادی کے روبرو  
 زبان جاؤں مصلحتاً یہ گنگناؤ  
 جو بھرتی ہیں یہ لکھو دم افکا بھرتی ہیں  
 کچھ وہ نہیں حضور رخسار سے کرتی ہیں

۱۱۲  
 بھارت کو علم کیا آپ نے عطا  
 چھپ چھپ کر اس طرحی سے ہیں فوجی تھا  
 جو بڑا قیامت خیز ہے کیا چھوٹ کچھ کیا  
 انکو کچھ چھپ چھپ غور و ادی کو کچھ گلا  
 جو بھارت کی طرح ہو کرم ان بہ کچھ  
 ان کو علم دیا ہے رفا ان کو دیا ہے

۱۱۳  
 ہمت ہے جی بڑی خود زبیر زبیر  
 کچھ کچھ کا حق ہے ہم بوجی فرمایا کیوں نہیں  
 نہ ہے ہم سر خود و کلاں کا خود فتنہ نہیں  
 اس نے کہا کہ میرے بھائی زبیر کیسے جو یوں نہیں  
 پوچھ اس کی کیسی ہو چھوٹا پاش پاش ہے  
 نہ تھا تھا ہے غدیہ اول کی لاش ہے

۱۱۴  
 زبیر کا غم کی لاش چو سماں کوئی نہیں  
 قرآن قرآن کوئی نہیں گریاں کوئی نہیں  
 انہیں اس کے چاک گریباں کوئی نہیں  
 گو گیسو ہے بول پریشاں کوئی نہیں  
 شامل صفایو آپ کی تائید حق ہے ہو  
 زبیر ادا حرا دل مولیٰ کے حق ہے ہو



عالم  
 گفتند کہ غنودہ پر اگر شہادت کا شوق ہے  
 چاہے میں سے کسی کو شوق ہو یا شوق ہے  
 جاگے یہی شہادۂ غریب امت کا شوق ہو  
 زین کو تو کی لاش پر نہ منت کا شوق ہو  
 تم کی طرح سے خون میں لگی ہیں بہا نہیں  
 مہال کی لاش چھپیں یہ اس باغ میں

عالم  
 ناز سے کہو پر شہدیں سے ہم و چہر  
 جو کہنا نہیں کہنے کی زینب عزیز  
 کہ نہیں ہو کہ کا قادیانہ جاوے نہیں  
 دہرہ عالم سے قباب کی تعمیر کا نہیں  
 سیدہ زینب علیہا السلام کا نہیں  
 فرمایا شہد سے غریب پھر زینب الیاء کو

عالم  
 بوبی کہ جب اعظم عجیب الام  
 کیا دیکھی ہوں غریب ہیں سے قبل الام  
 اک وقت ہو جاں میں تو دہری کا وضع  
 میں ہاتھ میں پتہ دہشتہ انگوٹہ سرفام  
 ناگاہ رنگ نہ دہو دہشتہ انگوٹہ  
 دہو دہشتہ انگوٹہ سرفام قیالال ہو گئے

عالم  
 کہ جو ان کا دل بچا اور کیا کہوں  
 کہ جو کہ قادیانہ میں ہو کیا کہوں  
 کہ جو قادیانہ میں تم ہو کیا کہوں  
 میں نہ گئی ابورنگی فی القدر کیا کہوں  
 کہ جو قادیانہ میں ہو کیا کہوں  
 کہ جو قادیانہ میں ہو کیا کہوں  
 کہ جو قادیانہ میں ہو کیا کہوں

۱۱۱  
 یہاں تو پگھل گئے دل کو پگھلنے کے نشہ  
 چھاننے سے آہ غم جو اذوق کی موت آہ  
 زینب چکوری ہیں تو ہوں دعا فدا کروا  
 بے چین عین کی تو قیامت سے الم  
 اس قیامت سے غم کے سوا اور یہ کیا کیا  
 تجیر تو عیاں ہے عیاں کا بیابان کیا  
 ۱۱۲  
 گویا بیوہ بیوہ سے اولاد بے مراد  
 وہ جن پر کہ کتاب ہے باب جس کی خانہ زاد  
 ہم ایں شہید ہوں گے صیغہ نبی جو یاد  
 وہ دونوں دانے ہیں تو سرخ زلف تو خلی  
 کہم ہر دم اور وہ تو رخ اقبال ہوئی گے  
 اپنے ہونے لال تو سے لال ہوئی گے

۱۱۳  
 کی طرف سے انکار یہ تعمیر ہو گئی کتب  
 وہ کہ عین یونہی ہے اتنی اندر کباب  
 تہہ ہیں ہیں بجائے خوب سنیں بصدوب  
 ان کے کہنا مراد وہی پانی مشک کو رب  
 تم کو اب شمع نے پھیر دی رضا تمہیں  
 کہ اور وہ پکار رہی ہے قضا تمہیں

۱۱۴  
 بے دم ہو ہو کر کے مستی ہیں انہیں  
 یہ زور و زجلال کا دیکھو یہ نہیں  
 بوجھ کی بارگاہ خدائیں انہیں یو یو ہیں  
 کہ کو وہ غبار ہیں گیسوئے عمر ہیں  
 تم باہمی غمیں سے واقف نہ ہو سہ  
 یاں و خستہ قافہ جو ہے تم کو سہو قافہ

۱۲۱  
 ان غیبی رحمت میں موتے خدا  
 میں بندے اختیار ہیں اور یہ خدا  
 کیا کیا نہ ہو مگر موتی جو موتی ہے کہ خدا  
 اس شکر کو علمات سے یہ سب اس کے ہوتے  
 پہنچا دو اب جو موتی سے غفلت ہے اور موت

۱۲۲  
 بولیں کہ جو علاج اور اغی میں دل نہیں  
 ہو کہ بزرگان میں تو بوجہ بھی نہیں  
 کہ جو در ملاوٹ کا کل و خسار ناز نہیں  
 کہی نذر اہشت کی نہ یہی قیاس کریں  
 کہ جو ذرا لطف دیکھ کے رونے لگی قافلہ  
 کہ آج کا سبیل سے دھوئے گی غافلہ

۱۲۳  
 اگر شومیں گئی مگر بگوئیں کوئے  
 اور مچھلی جو پھر غلٹ طلب کے  
 لالہ کے کشتیوں میں کھنچے نہ کہنے  
 دودھ کا پودہ کھنچا چھجے کے لئے  
 جہی نہ بے جا کشتی پر جان بولیں  
 چھپوئی کی موت بولی تجاری کھنچیں

۱۲۴  
 نم نم لگا یا گدگی سلائی سے  
 غلٹ کو دشمناس کیا بد دشمنائی سے  
 چھلکی بڑا بیل کہ دورت صفائی سے  
 کھر تھکی تمہیں کھل قدر کی سائی سے  
 شکر سر کے خطے تو جو بڑا نظر پڑا  
 ام کہ عین صداد کا پورا نظر پڑا

۵۰ - یہ ان اور سرچہ ام کا اور کچھ یہ موت ہے۔ حالہ کہ یہ انہوں سے یہ تصریح میں "جمع" "بمعنی ساتھ اور جو تھے تصریح میں مٹی واسطے ہمارے

१३

مکتبہ اسلامیہ دار الفکر لاہور

پیشانی پر

تذکرہ امین پور قاضی

الفستق قندوس

جس طرح فوجیں دنیا کی سرست پر

بہارِ نبویؐ و اہل بیتؑ

Р

پہننا جا سوزن کراچی پشاور

الفستق قندوس

بہارِ نبویؐ و اہل بیتؑ

مرتبہ چوتھم حسن بابین علیہ السلام

یوں سے لاکھ بزم کے

۳۰

RE

۱۳۴۴  
مجلسی شریعتیہ بورڈ کراچی  
گورنمنٹ ہائی اسکول

راؤنگی سیکھنا

میرزا کا بیان

وہی کہیں نہیں

من ممالک و جمہور گزشتہ

23

Q17

مفتی داد و باؤں جہاز جہاز کے مفتی  
۱۱۳۲

زمین کے لئے

وہ جو کچھ کہتا ہے

فلسفۂ کائنات پر چاند

وہی ہے جس نے ہمیں پیدا کیا

2

۱۳۳۷  
 جھاڑی مرقہ کے پتے پر زلف نکھام  
 روشن آؤں ہزار شرب قدر سے شام  
 بولی تھاری شام غریبی بولی تمام  
 اب ہم پر یاد و گردشیں منہار شام  
 راضی ہوں عمر کھلے کہ پریشان حال ہو  
 پویمیر سپاہیے بجائی کا بجائیاں ہو

۱۳۳۸  
 ہر زور سلاں سنو ارانچہ بیدار  
 نافرمانی کی تیغ پہناہ بہت کی ڈھال  
 سلطان کا حسن تھے اعفائے بختیاں  
 پہاڑ آئینے تھے چار و زار تھے خوشیاں  
 مگر جو ہم سب سے جو میں تم کیا  
 ہنست ہم اسماں نے سچ بختی کو دم کیا

۱۳۳۹  
 ہر دو فوں دو دھان آئے ہو قدرت میں شامی  
 اگر کہیں سے تو لگا جا کی اور دل سے آہ کی  
 لیکن بہن کے مجبور چاہا کی یہ  
 فرمایا بس یہ شان سے تندرالم کی  
 کہ جو کچھ خیال سے مجبور ہو کر کو لاؤں میں  
 ہر فوں کی اور فوں اسوں کی نیز فوں کھان میں

۱۳۴۰  
 زینب کو تھا غم سے مجب طبع کا ہر اس  
 ایسی بہن نہ ہوئی بجائی کی حق شناس  
 زینب کا کھڑی ہوئی اس مہم وہ چوچاں  
 غم و دکھال کو جمع کیا اپنے اس بچاں  
 جلا دیا کھو جوڑے سب کو کہ سب سے  
 پھیلا دوا تھا خالق اکبر کے سب سے

سب بچہ وہ کھڑے ہوئے غل صفت نہ  
 شش ماہ کی بات کے قریب درواز  
 زینت نہ ہوئے بچہ کی گیندوں کو واز  
 چلائی ہے کہ ہم بچہ کی لکھ واز  
 چاہتے ہیں ہمیں ڈس کر دے  
 جگا کوئی نہا نہ دے تو پناہ دے

تو چاہے کہ کم تو اس کو بے مال  
 ہوتا ہوا کو چشم نیلیاں کو کھلے مال  
 ہم فاقہ کش ہیں ترسے بنی و علی حال  
 ادا رہے دیار پر پریشان مختصر حال  
 کچھ ہم مست تری و درویشان پر  
 سب غنیمتوں کا ذائقہ ہے انکے بان پر

سب بندگی کہیں تو غلامی کے واسطے  
 اراہ حق ہے کارروائی کے واسطے  
 اس میں بچہ کیوں بولیں گے واسطے  
 اس کے ترس کھڑی ہوں گا دانی کے واسطے  
 سنکے پوچھتی ہوں نہ دینا ہے عین واسطے  
 میں بھوکا ہوں گئی ہوں غل و غم واسطے

دو جانیں ایک جان کے سب قول پو  
 تو بچہ کے پیچھے جو سب جو رونا ہوں  
 سہلو تو برس تمام امدادیں ہوں ہوں  
 یا رب نہ بچہ کی ماں بچوں ہوں  
 زبان بولتی ہیں تری کہ بانی کے  
 بیٹوں کو دوسرے رندوں سے لالچہ ہوں

۱۲۱۵  
 قندید کی موت غی ایسی لاش  
 کرنی اور میر سب جانی چوڑا کئے ساتھ جانے  
 بیہوشی کے پیادوں پر کوئی نہ توجہ نہ  
 اڑے ہوئے درمیان کو شیخ پر چڑھ جائے  
 کجی سلامتی میں بلا سے پناہ ہو  
 اصفہر کا کتب اور علی اکبر کا بیٹا ہو

۱۲۱۶  
 ناگاہ سب فر فرغ و اس شوق غلام  
 زینب کے آفتاب عجب سونے فتن غلام  
 در بزمی سوار فی آخر کی دھوم دھام  
 بھیجا قضا نے اکابر اصابی کو پیام  
 جانیں جو راز کے غلام کو دودھ سہندلا  
 تابوت غازیان شہادت پسند لا

۱۲۱۷  
 اصابی سے مرغ و مرغ و داں غنی  
 نیم مرغ و داں کے کچھ دزدان غنی  
 دزدان جہاں کے ہوئے برباد و داں غنی  
 رفعت ہوئے عرش میں فر فر دزدان غنی  
 غنواں کا ایسا قول تھا دودھنی چال ہو  
 کرب و ہوا بشت کی سب اعتدال ہو

۱۲۱۸  
 گلوں بہار و قلموں سے جہاں نا  
 زبرد قلم زمین کا نام آسماں نا  
 پیکل کا لکھن دھوپ میں سب کھنکھان نا  
 کاسم بریک کسم کا سب جا جم جہاں نا  
 عالم نیریز پاپو سب یہ عالم نرا لاس  
 عمرت نہ زمین کسم سے کسم پنا چلا لاس

۱۲۱  
 نشانِ فکرِ نظم کے یاں باں دو پر گرے  
 گو جست بازِ طبع کے بازو و قہر پر گرے  
 صفحہ قلم کے ہاتھ سے شمس پر گرے  
 مضمونِ نظر چو چڑھو کے بوقتِ فکر پر گرے  
 جراتِ وہب کے لائقِ شمعِ خیال پر نہیں  
 قصویٰ کی طرح سے دہن میں زباں پر نہیں

۱۲۲  
 میں اور نثار علی کے نواسوں کی کیا مجال  
 جیکے جلانِ جاہِ کلوحِ ذوالجلال پر؟  
 بن گنگ وہ شرف میں زوالِ اقبال  
 لازم ہے بابِ علم سے اس بابِ خیال  
 مولانا مدد کریں تو سخن اب تمام ہو  
 تائبِ جبریل علی گرام ہو

۱۲۳  
 وہ شیعہ کہ آدمِ روضۃ الاشبہ ہوئی  
 و شبیبِ خلد سے سخن آفریں ہوئی  
 پانچویں فکر سے سخن کہیں ہوئی  
 و روحِ پاکِ عون و محمد میں ہوئی  
 و شمسِ خداداد سے رخصت ہو ادا ہوئی  
 و پروازِ جبریل کی ادا ادا ہوئی

۱۲۴  
 ایک بال سے بھی ہو گس کر زبان ہو  
 حکمِ عطا سے حق نہ سرسویان ہو  
 صدقہ حق کے نام مبارک پہ جان ہو  
 ذریعہ کون ان کے سوا مہربان ہو  
 میرا زہِ نفث و تم گمراہوں کا کیا  
 بندش میں قلندرِ غیرِ مضمون کا کیا



طالب نہیں ملے گا امیر و فقیر سے  
 دل سے غمی والے جناب امیر سے  
 توجہ سے عطا ہو اگر دلوں میں سے  
 معجزیاں ہوں قدرتِ ربِ قدیر سے  
 سائے ہیں بوزِ آب کے یہ خاکِ رستہ  
 کیسا ہما فلک کے بھی سایہ سے عاریت

وہ حکماء و پرچمِ علمِ فضل و دانش  
 وہ نوبتی ہے بیلِ مغانیں و پوچھنا  
 بایں طعنِ عینِ یارین و نہیِ طعنِ عین  
 اور بیچ میں بوجہِ حسن و شکیبائی  
 غل ہے خزانہِ نظمِ کلمہ و کلام  
 ہر سب جو امر مضموں کا گنج ہے

ایضاً  
 بایں غریب و غنی اب خاطرِ بول  
 جیسے نہ اپنے چاہے میں پھو لاسمٹے بول  
 میں منصبِ ہزاری بیلِ نہیں قبول  
 کراتِ نظمِ کلمہ مصری شانِ نہیں بول  
 ہر اح ابلیت علی و قبول ہوں  
 است ہے میری نظم و بیاں میں بولوں

ایضاً  
 جانانہ کچھ بھی اپنے سرِ سخن کو دم بیاں  
 اہل سخن ہیں پیدائیں یہ ہر حال  
 شفقتِ غایتِ انجی جو کہتے ہیں کہ تم کوں  
 یہ کہ طرحِ حکیمِ بجاں رہ نہاں  
 اب غم کہ بیان سے چھپاؤ گے کچھ  
 ہمیں چاہا رہے ہیں کہ تم کو نہیں ہم

۳۴۱

جمع التذاب کہو وہ قزاق تھے کھو  
دو دھول سے صد زریں کا ہو جو کھنقا  
جیسے عروج شانوں کے ساتھ ہے شکار  
اک زیم اپنے بخت رسائی کیا قرار  
گم زندہ شان سے تڑپ کر دانہ ہے  
ہفت آہ ہے جس پر وہ درویش ہے

۳۴۲

بھڑکتے ہیں آسمان سے لگا و قدم قدم  
لیک زین ہر عورت و اور قدم قدم  
اقبال بزدل سپاہی و قدم قدم  
تاروں کی موت تپا ہے چل و قدم قدم  
چاندی کے پھول چاندی میں بھرا ہے  
سوئے کا طشت کا نہ ہے پھول و کھو

۳۴۳

گرفتارن و بزم گم کر کے بین مال  
میتے وہ لہفت دیوئے غم سے قحط مال  
کنے سے لے غم کا ہمہ فوٹی سال  
جیسے نزل نادہی سے شکستہ مال  
گم پڑیں اٹھنی قیجیوں کے شور  
ہر ام کو اچھال دیاں کے گور

۳۴۴

پچھلے بے خبر نہ رہنے کا  
نہ چھپو تو پھر نہ کہنے کا  
ریں غل مال نہ کہنے کا  
اھر سے یہ کہ حق یہ بزن نہ کہنے کا  
کہو کا ان کی غل یہ بھرا ہر جان میں  
یہ ہمہ غم و غت سے ایک جہان میں

عہد  
 ناگاہ بابا بونے کاج  
 دوزخ نے لگے دو آنکھیاں نہیں  
 دیکھیا خیال عمر میں سو سہ چہ کیس  
 بولی نظروں پر اڑے لگا کیس  
 تو ایسا ہاتھ چمکا تو کس پہ چمکا  
 اگر وہ نہیں تو فوج کو مار چکا

عہد  
 جو عمر کسی شمار میں مارا اگر تو کیا  
 تباہ زری عمر کا اقرار اگر تو کیا  
 عینا فرات کا جی کنار اگر تو کیا  
 سب انی وجہوں معرکہ اگر تو کیا  
 کیا تخت سلطنت سے اس پر پید کا  
 دیکھ کر کہیں تو ایک اولٹ دیں چکا

عہد  
 پیچیدہ حضرت خیر اللہ نام ہیں  
 نانا بول ایک سے قائم مقام ہیں  
 شبیمیر ظلمہ الاعلیٰ امام ہیں  
 کجی ثنائیں پسار عینے تمام ہیں  
 جس بادشاہ کا عرش برباد ہو گیا  
 وہ تو یہ شرم فاطمہ پیدار جنت ہے

عہد  
 بحر نہایتی روز و لادت سے موانجان  
 انم نہ نہایت اپنے بزرگوں سے بیان  
 پیرانہ خور و زور و شرف و احسان  
 بہر ایک دیکھ کر پورا سرچ اسمان  
 بہر ایک بقی اخوندی رب افلاق ہوا  
 دیکھ بوقت نہ تو فوج رنگ فوج ہوا

۱۶۱۱ اگر مویوں نے نبی سے کیا سوال  
روح القدس بھی آئے لئے دینی ذوالجلال  
مویوں سے شفاء و ریل نے کیا حال  
مقصود شفیق کا کھولے گا غیر انسانا کال  
فنا توں کائنات کی دیور بھی جو جاوے  
اثر کے سین سے جو چھوڑا دم

۱۶۱۲ دل میں کہا ہو دے نہ حیرت کا بے غل  
یہ عقود ایک روز کے بچے سے ہو کا حل  
کے جو باب علم سے ہو پرہ تو غل  
یاں ہیں مٹی نہ ہو برتر انسانا کل  
مخبر خیر بہر بہت نہ کیوں چلیں  
زیک تھا کہ جانب در شیعہ چلیں

۱۶۱۳ کم از کم طایا و امن ز اتر سے اپنا سر  
پہیں پھول کیوں مسر مجھ نہاں سر  
کی طرف در جو چیں میں ہو سائی کی گھر  
پوچھی تھی نانا جان سے کھنوب کی خمر  
کہ چلتی کیوں موت سے خیر الام کو  
بھجیو باب دین کی خاطر غلام کو

۱۶۱۴ صدیق ازل نے کر شکر کبریا  
یکم یابا میں ہو سر بعل کا لیا  
فہر کے میں اپنا قرار جو دیا  
قرآن سب نے پڑھی ہو پڑا کر  
موسا کی خودی سے سب استان پڑ  
توئی کی لڑی سے ارضی تھا زبان پڑ

17

بیت الشرف کے دریا کیا فتنے نے قیام  
 چکے رخِ حسین کے پوتے قصرِ بام  
 حکیم پرچا کلمہ کی شکرست ہلا کلام  
 اک دھو بڑھتے گلایہ بغیا کو با تیریں

১১১

۱۶۳  
 بولایو مکر کے وہ حشر کربلا کا  
 کہ نہ ہو تو میرا یہ بیضیا ہے خود افتخار  
 کہ فی سہ ماں کی شہسوار اگر دیکھا  
 اس بیٹے کو خونِ جگر سے رنگم رنگم  
 قسمت میں اس شہید کے غلہ شمشیریں  
 پھانسیوں کو دیں کہ یہیں وہ شہید ہیں

9

۱۷۵  
 دنیا کی بکریوں کی دولت سے بے باغ  
 اب مرنے والے ذرا تھکا دیتی پران  
 یوں نکلے کچھ بڑا دل و دماغ  
 بیانی اس بیان سے حیران ہو گئے  
 پھر ایک دن قافلی سے بیان ہو گئے

947

بہارِ عرفی کی یہ خدمت ابنِ بکر ہیں  
ایسا بھی علم کوئی دینا نہیں ہیں  
کہ کھلے کجا پڑو جب علم کے دم کچن قبول ہیں  
موجود غایت بہ بلا کے زول ہیں  
نہ بجا تے ہیں اس سے وہ علم حاصل ہیں  
دو کہ حسین نے نہ دنا حسین کے

۱۱۱

کہیں یہ شرف کی نہ زمانے میں پہنچیں  
 وہ بجز بجز و زور و دلور کھائے ہیں  
 ان کی نشانیں آئے وہ انگریز آئے ہیں  
 کہ وہ انھیں کے واسطے بجز بجز لائے ہیں  
 میں تو ابھی جہان میں کیا کیا نہ ہوں گا  
 مگر جن عیب حق کا فاسد ہوں گا

۱۱۲

تھیں جو کہ وہ بھی کاجی نام لے  
 بجز بجز بجز بجز کاجی نام لے  
 نام بجز کے بعد بھی کاجی نام لے  
 میں نے ہائے نا نا بھی کاجی نام لے  
 واد کا نام لے کاجی کاجی نام لے  
 مومن نام بجز بجز بجز بجز ہیں

۱۱۳

کہ تھی با با بجز بجز بجز کے ساتھ  
 میں نے کاجی کاجی کاجی کاجی کے ساتھ  
 یہاں شرف علی سے بھی کے مقام نے  
 یہاں بجز کو بان لیا خاص مقام نے  
 کہ کہ بجز بجز بجز بجز بجز مقام نے  
 میں نے کاجی کاجی کاجی کاجی کے ساتھ

۱۱۴

ناموں ہائے ہیں وہ بھی وہ جہاں کے شاہ  
 یہاں کاجی کاجی کاجی کاجی کے شاہ  
 کہ وہ کاجی کاجی کاجی کاجی کے شاہ  
 یہاں کاجی کاجی کاجی کاجی کے شاہ  
 یہاں کاجی کاجی کاجی کاجی کے شاہ  
 یہاں کاجی کاجی کاجی کاجی کے شاہ

۱۲۷

جانی تم اس کی سچ کو نہیں دیتے پوچھو  
 فاقہ کو چلی شروع ہے پوچھو پوچھو  
 اب جی مسافر پہنیں رحیم کی فکر  
 ابڑا لٹا تباہ ہو پانچ پن کا گھوٹ پوچھو  
 کل ایک دو عمر نہیں اب قس پوچھو  
 بانیں پیالیں ہیں بہتر کے دوسرے پوچھو

۱۲۸

اقت وقت جی عزیر جو است حضرت کو  
 در نہ ہر اک طرح کی سب قدرت حضرت کو  
 حق نے کیا ہے آج رحمت حضرت کو  
 بچتی ہے بہت نیست کی قوت حضرت کو  
 دونوں ہمال میں کون کی قدرت نہیں  
 دشمن کو بد دعا دیں یہ حالت نہیں

۱۲۹

نہ تیرے زنگے مرال گمراہ دار  
 قدامت نے نظروں میں ہر ایک کا قدار  
 وہ فوجی انتخاب کئے بہر کار زار  
 وہ دو ہزار ان میں تھے کیا سزوار  
 نکلے وہ فوجی فوج سے یا گورے  
 ترنا چلی دہل جی بچے زور و شہرے

۱۳۰

فنا ہے پوچھو پوچھو پوچھو پوچھو  
 دوسروں کو کہتے ہیں یہ پوچھو  
 یہاں تو حق کو بے ضرب کا دل پوچھو  
 بڑھتی تازیانوں کے پوچھو گود شام پوچھو  
 سچے دہل دیوان کے پوچھو رازدار پوچھو  
 دو چھ بول کے پوچھو خدو الفقار پوچھو

بہک میں کہیں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 سو یہاں رہتا ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 جیسا کہ پہلے ہی کہہ چکا ہوں  
 کہیں کہیں کہیں کہیں کہیں کہیں  
 کی کہیں کہیں کہیں کہیں کہیں کہیں  
 ہر جہت سے نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں

نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں

نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں

نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں  
 نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں نہ ہوں



۱۷۱  
 بڑھکر لگائی عورت نے بھی تنہا پہناہ  
 دو لکڑے جو لگی تھیں کڑی روکیاہ  
 چھوٹا چارہ دو چھوٹے دل سے خدا گواہ  
 میں نے جب خبر نہ کر استیلاہ واہ واہ  
 کس کس کے پھیل گئے تھے تم میں پیچا  
 کیا میری کس میں تھی کس میں نہ تھی

۱۷۲  
 وہ دوسلے یاد فانی تیرے ہیں جو کچھ  
 بھائی یہ صریح کیا ہے کہ کڑے ہوتی ہیں  
 نانا نے تو قلم کئے تھے بڑے کچھ  
 علی علی علی صلی اللہ علیہ وسلم  
 میں نے یہ تنہا جب بوسہ افلاک چھوڑی  
 مسیح اب ہاں میں تھے ہاتھوں سے لپڑی

۱۷۳  
 تھا اس طرت حضورؐ جو بد مصفات  
 عری پرست عید ہیں غافلانے آت  
 اس گفتگو میں لگتی تھی حیرت کی لگات  
 منہ کہتے بڑھانے کہ سنبھلا وہ کنکلات  
 ابھی میں نے سننا نہ سنبھلا وہ کنکلات  
 بھلاں جو بوسہ لگا گیا کہ دوس غمبار سے

۱۷۴  
 غصہ میں آیا تیرے کا بھین کی کوئی  
 باز رہے اگر وہ سے دست ادب پوچھو کوئی  
 دی گئی اعلیٰ نے تیرے پاؤں کوئی  
 کھٹکے ہو چلا آیا کہ کچھ کچھ کچھ  
 میں تھا گری ہو پھیل پوچھناں میں  
 کئی ہاں نے وہ کون سے نقاب کی

عہ سپر اور نہ پہنیں تھیں ہر درسم، کالفاظ اس وقت نصیائیں متعل تھا حضرت اس مرحوم فرماتے ہیں عین سرور روزہ یہ درہ کی آگ  
 (۱۷۴ میزبان)

چو تازہ چیل اذیل اس فک پر گئی تیں  
 چو نہ چھو مجھ کو یہ خون خون تیں  
 نام نہ اس کی جو عداوت تیں  
 بلکہ کیا یہ قریب کیا ہے ترس تیں  
 چلے تم نے کاٹا نیر کا ہم پر کھینچیں  
 چو جان دینی ہے پھولیں یہ وہ میرا چھو لیں  
 بولے وہ نہ دیکھ کے اس آفتاب کی  
 شفقت کرو غلام فواری جناب کی  
 پر وہم نہ ترہ بازو نہیں تھی تو تیر کی  
 نہایت کی داد و ادوس دو ہمال سے  
 دنیائے نال سے نیست تھی عالم سے  
 علی علی بلبل فیضیلا اس دغا میں تھے  
 یہ کئی برس میں تو تھی ثنائیں تھے  
 تو اس کے کوشش مرزا، شقیہا میں تھے  
 پہلکان اذت عین دل پر دغا میں تھے  
 بنیاد تحت و فوق میں تیوں کی ایک تھی  
 کیسی زمین فک کی تھی تیری تھی  
 ناگاہ اذن خون فواریوں کو لا  
 بہل شہزادہ فانی شہزادہ سیلا  
 جو فک کہ دیلا خف بر ایک صلا  
 کہنے زمین کے خفجہ اسماں ہلا  
 چو رہ نہ بگ کہ زردی دیو کو لا  
 نہیں بوا جو دیو تو جب کرب دو لا  
 عہ سنان اور نہ ان میں نہیں بھی ہے یہ الفاظ کی زبان پر موت پر بر جاری تھے میرا نس صبا کا مصرع ہے یہ ہم نہ درگاہ سے  
 سچے کا وار شہزادہ ۱۲، جلد دوسری صفحہ ۱۲۱

صفحتوں کو تنہا چھوٹے پر رکھ دیا  
تو ار سے نیب کم کر بند کر دیا  
تس بان زور و جہر میں تم غیب  
تک نے اس پر بار کو سہرا اٹھالیا  
چھوٹی کپڑے تو نیم عدد کیا ستانی ہو  
یہ نیند وہ بلا بے جو موی کی پراتنی ہو

باز سے ڈنک نے بھی ادھر آرزو مانی تیغ  
غازی کے ہم نمر ہو یہ طوفان لائی تیغ  
اس کچھ ادا کے فرق پر بھی لگائی تیغ  
مرا کچھ لکے خون سے دشمن پر آئی تیغ  
مرا نشان تن پر ادا ہر ادا ہر نہ تھا  
گیا ازل سے دونوں کی گردن تم تھا

بیکال ڈیو جبریں رشتہ افیل نے فہیں  
چیمو کی پیار کے کچھ کمر و منہیں  
ہم راہیوں کے جوق کہیں بونگ کہیں  
سے غفلت گم پر وزن تھا نہ ہاں تہیں  
دو بچوں کے جلو سے دم بند ہو گئے  
فود نے آسمان کے اسے بند ہو گئے

گم تھا غولوں میں اٹھتا تھا غول غول  
کے شکار تھا سم سم کم لگتا تھا گل گل  
بڑا تھا پر نہ ہو جو بڑا اور گل گل  
کشتیوں کے شے نہیں بندھو کیم پیل پیل  
سے دن میں بن نہ ق کا نہ کچھ شام لا  
کم پیاؤں دن کا بھی ہو ملا تو جب رات لا

۱۹۱۳  
 جو پہلوں بڑھاؤں کا زرارہ میں  
 اے طع اُس کے چا پر بندے کے ایکٹ میں  
 کھاتے ہی دار و غل تھا یہ دار البو میں  
 آرن سے اہرن کا مصاحب ہوا نہیں  
 ایمان فوج شام کا شیطان لگ گیا  
 باقی تھا دم سرخ کا سلطان لگ گیا

۱۹۱۲  
 ہجر کے عیش سے کہ قشوں دم کہ جو  
 انصاف کی زبان سے پڑھتے لگے دوز  
 کہتے تھے ان پہ ہمدرد ستاق دوز  
 نمبر ہنوز پھول سے رنج ہو نہیں نو  
 لڑکے ہیں پربوران دُشمن لڑکے ہیں  
 سنی باز نجف سے دوائے ہائے ہیں

۱۹۱۵  
 طوفان آبِ نین سے حیراں ہوا اعر  
 شج جب اب گم گمیاں ہوا اعر  
 مین فوج موج پریشاں ہوا اعر  
 کہ ہستہ غنڈن سر سید اب ہوا اعر  
 ہاں دھو نہ دھو دھو غنڈی کوئی ہو اعر  
 نہ ہو چکا کہ کہہ کہ درافت کا باز ہے

۱۹۱۱  
 بوچھا کا آفتاب تو مغرب میں قتل شام  
 انکا ہلال نین ابھی لگا دم و شام  
 چرخ دم دم نہ ملک نہ عالم نہ خالق عالم  
 کہ نہا تپیں شکست کہ نہ کوکر کا مقام  
 قبا جو چلے دیروں پہ وہ بات چاہئے  
 حق ہے پیامپیوں کے لگ لگات چاہئے

عبداللہ ابن جعفر علیہ السلام اگر میں ہیں  
 یہ یوں کہ کاب شتر جبرو بریں ہیں  
 مانند بر و راع عبدانی جگر ہیں ہیں  
 کال یہ دونوں چاند و قاع کے نہیں ہیں  
 بوں گے ان کی یاد میں یہ انکی یاد میں  
 اب خاتمہ ختمیہ خزان کا جہاد میں

قاصد کی شکل بن کے کوئی ان کیلئے  
 کھلائے خط کی کالجیک یہ غل چائے  
 بڑھے یہ شتر وارث جعفر و ملن سے  
 بہار و قریشی کو چن چن کے ساتھ لے  
 خط کا مطالعہ جو کریں چھک کے زین پر  
 قلعہ پر سے پرے کر کے گرا دو زمین کو

اب شتر شتر عیدری و جعفری کریں  
 کہ پیچیدہ قیدیوں سے جس کریں  
 زنجیر کے نام اداوں پر غم گری کریں  
 کہ جی کے ساتھ گریاں دری کریں  
 مرقع یہ سب کہ سالک شہنشاہ میں  
 پہلے انھیں کاغذ ان اگر تفس گاہ میں

اول نبی کے کتب میں شے کی بہن شے  
 پھر دو گھلا پال ہوا اور دکن شے  
 کہ بری کے بعد باغی شے شاہ زمین شے  
 کیا دو رست جناب عین و حق شے  
 کم پچھلے گزشتہ پست پست شے  
 دو عالم اور ایک نواہی رسول کی

لو خنجر خنجر ہوارن میں کارگر پڑے  
قاصد کی شکل بن کے پڑھایا کیوں پڑے  
بولا کہ اے دلیر و مبارک تیریں غم  
عبید اللہ ان پہ پیچیدہ نہیں سے وقت پڑے  
قاصد فوج مار یہ تک اُن کے ساتھ تھا  
کہو بے اختیار بیچ پوش کا اور میرا تھا تھا

پوچھا دلیروں نے کہ تو قوت کا کیا سبب  
بولادہ جلیو ساز کہ نام کے ہیں بند سب  
پوچھا جہاد پر غم کیوں ہے غم و غم  
کہ ہمارے حسین کی عمر کو اس طلب  
پوچھو سے رہا جس عمر سے جوانی آئے  
بابائے اشتیاق میں تیرے کون آئے

منا تھا کہ اہل وفا وقت پائے  
نوا کا عقروں میں یہ دو چاند آئے  
تم غم دار سے شیریں چھوٹ آئے  
بہت کھیلے یہ شیر غم دار آئے  
بہت غم و وقت نیرہ و شیریں آئے  
بہت رنگ ساری فن کے دو غم آئے

پہلے قیامت کی عیشی سہا پے  
شکر سے شیریں آگے نغمہ لگا پے  
اکرا کر شہر نے دی یہ ناز افاق آ پے  
زینب تباہ ہو گئی بجائی کی جا پے  
اموں پہ دونوں بھائی قربان ہو گئے  
پوستہ مری بہن کے سب ارمان ہو گئے

۵۲۵

بن بیٹوں کی چوٹ چوٹ کی دلاسا دو میرا کجان  
 دو قریش کی غمی سو میں بچا دو میرا کجان  
 بوسان حال اُسے ہا پر سادو میرا کجان  
 ٹوٹے ہیں دو دھماکے سہارا دو میرا کجان  
 ہمت ہے جتنی کب سو حسین آج رنے لگا  
 ساں ہاں ہے بول چال چوٹ چوٹ کی دلاسا

۵۲۶

ناگاہ آئے قائم و غالب اس نور گم  
 دو تو کے بریں دلم زریب لہو میں تو  
 شریوے اس نو اب کی کج زندگی تو  
 کی عرض کہہ گئے تھے یہ ہاتھوں کچھ تو  
 فاقہ امام کا نہ فراموش کیجیو  
 تلخ صفت لاش اٹھانے کی آواز تو دیجو

۵۲۷

اتنے ہیں پردہ دور ما تم سر اٹھا  
 آتے ہی لاش عرش پر آہ دیکھا اٹھا  
 کھرا کے بال جمع اہل عسرا اٹھا  
 جبکہ سے سر زریب نانا کا اٹھا  
 غش آگ کو جانا زبوں حسیں ہوا اٹھا  
 مبیع ہاتھیں کم سجدہ زریں ہوا

۵۲۸

شاہ لاکھ فتنہ نے زریب کو دی تدا  
 دھمک دھمک کر کا سجدہ کر دادا  
 پوچھ کر خیر زار سے اسے شاہ پر فدا  
 اُس نے کہا قلاب عزائم کو جسے خدا  
 تیر منال سے صدر زریب زین چھوڑا  
 دو منہوں پر چھپے ہیں دو دل بے ہوش

۵۲۰  
 بچپن کی موت کا ہے سب چھین پھین پھو  
 رہیں کا ہے خاتمہ دو ایک مبین ہو  
 شافوں سے ہو رہا ہے لوہا سب تین ہو  
 اس آس پر گر گئے ہیں ماتھے زین ہو  
 کہہ دو کہ حق ادا ہوا ان حق شناسوں  
 راضی ہوئی میں شاہ جغت کے ذرا سوں

۵۲۱  
 منتا تھا یہ کہ شکر کے سچو سے ادا کے  
 اٹھی شہید بیٹیوں کی نظر سیم کے لئے  
 کیا بلاییں تلووں پر جو سے بہتر تھے  
 چلائی بالمشافہ ارشاد کیجئے پو  
 نا منصفی نہیں ہے مر سے خاندان میں  
 راضی خباں میں فاطمہ ہے ہیں بہانیں

۵۲۲  
 حسین اے خدا و چہرے کے حسن و  
 اسے فاطمہ کے حسن و عیبر کے حسن و  
 اسے شمع کے اور عمر و دھجھکے حسن و  
 کہنے کے حسن و مر سے لکھو حسن و  
 اگر کی باں اہوں اور میں نہ کر کی پائی  
 ہر شمع اب کہ سے دوزی تھا دوزی

۵۲۳  
 بود خدا کی راہ میں تم نے عجب کیا  
 اہوں پر جان دینے کے لئے مول لے لیا  
 واقعہ ہے اس لکھری مری غمت کی کیا  
 دل سے تمہیں خط اپنی کنیز کی لکھ لیا  
 اگر کوہ راہ میں نادار اب لکھی پو  
 بیٹیوں کے ہاتھ زینب ناچار اب لکھی



۱۳۱۳ اور نہ تو مجھ پہ تم اتنا کم کرو  
 اچھوٹا کچھ نیرازی زینیب رحم کرو  
 زینب رحم کرو ایساں حشم کرو  
 اور غم سے چھپا ام ام کرو  
 کہنا وہ خطہ دکھائے علی کو بہشت میں  
 پہنچی کھاتھ خادموں کی سرخوشی میں

۱۳۱۴ بوجھیں جو وہ کم سے کم لیا لیا کیا  
 جسے میں نے خطہ نیرازی عطا کیا  
 کہ یہ مکران کے بھائی پورا جم نہ لیا کیا  
 کہ شہر متعلق امامت ادا کیا  
 اُن کو بہت عین کی خاطر غم نہ نہ  
 بھائی کے خدوئوں کی زینب نہ نہ

۱۳۱۵ واجبہ ہر اک کچھ نہ پڑیں بالوں کے کام  
 بالک مر سے سدہ ہاتھ ہیں کام کام  
 خدمت کروں گی کی میں ناکام کام  
 پیدا در تھاری نوٹری کا سبب قینہ کام  
 اب کھل گیا فسیب میں بڑا کام  
 ماتم کہ جب پہلے تو تھی ایسے کام

۱۳۱۶ تھرا کے عین غش میں یہ بولے دول کیا  
 تو بان فاکساری بیٹا ابو تراب  
 تو یہ خانہ زادوں سے فرما ہیں پیر  
 زینب کہہ کر شہر سے فدوی بول کیا  
 کہ آقا سب کوں با تو تھا رس غلام ہیں  
 ہاں یہ غم فدیہ شاہ انا میں

۵۲۱۷  
 کھتا ہے تو یہ کہنے کہ اہل وفا ہیں یہ  
 قشر اگر ستم عمید و ذلیل حسد ہیں یہ  
 شاہد ہوں میں کہ ساکب ارادہ رضا ہیں  
 امیدوار رحمت رب ہدایت ہیں یہ  
 وہ باتیں کہیں جہان میں بھی نہ پائیں  
 طاعت خدا کی اور غلامی حسین کی

۵۲۱۸  
 کلیم کو بیکاری بہن کی مدد کو آؤ  
 اگر کو لاؤ کاغذ و کلمات و دات لاؤ  
 ان کی قبائش کے جو رحمت سے دکھلاؤ  
 اگر تم کہتے جاؤ تم ایک ایک نئی بات  
 جس درجہ زخم ہیں بدن لالہ فام پو  
 قرآن پر ٹپھوں گئی اتنے ہیں دو ذوق نام پو

۵۲۱۹  
 آئی نہ غیب یہ سال نہ ہو نیچا  
 ان بچوں کے سب میں بھی قرآن نہ پڑھا  
 تو بڑا پیکر شب بھی چرخاں نہ پڑھا  
 لا شوم نہ ہو غی کی گریاں نہ ہوئے گا  
 ہوا کا سہم خیمیدوں کا کو حق اور قلع میں  
 ہلیم کی صبح سہ گئے زندان شام میں

۵۲۲۰  
 ناگاہ کچھ تمام کے ترسے وہ باد فدا  
 کلیم بولیں در در سہ زخموں میں کیا  
 جو سے غمزدہ ہیں جاں اک درو لاؤ دا  
 پو کہ دے بھول کو شاد دیکھو ذرا  
 کم بھی سموت کی کنشت نہ پائیں  
 کم کھائیں گے والدہ صاحبہ کا نہیں

شکر لگا رہیں دل میں تیرا تیرا  
 وہ بات کہتے ہیں جو نہیں اُغتیا ہیں  
 اچھا معلوم نہیں اس انتشار میں  
 بونے لگی کئی دل شکنی اختیار میں  
 کیا ہیں سناٹے میں غلاموں کے  
 پھر تو پھر کی پھر لگی جو بڑھتوں کے

جب قویہ ہو چکی تو کیا فہم ہیں  
 قویہ دیر فوج کے بے ذہن ہیں  
 اہل تمام گھر کے بے ذہن ہیں  
 اب پس کے تو بے ذہن کا ذہن  
 یوں موت پھینک لی شہر ترقی کو  
 بچا ہے دیر میں اس شہر میں

بے ذہن عین کی زینت کو دیتی تھی  
 بیٹوں سے کیا کہہ دو ایہ قیاس تھی  
 کہتے ہیں جب وہ بڑے گئے تو اسے  
 جانی نہ اسے لاشیں یہ حالت تھی  
 منہ ٹھیک بال نوپ کے پھاڑا اس کی

بونے لگی تھی بونے سادات بہت لگی  
 کس پاس کی پھر کی سے بول لگی  
 بہت عین کہہ کے یہاں پہنچ لگی  
 اور حق کی کہہ کے متروک لگی  
 پھر عین کا کان میں لگی کھپیاں کی  
 زینت بے بیٹ بیٹ کے تو عین کی

۵۲۵  
اگر بچتا ہم کو کیا ہوا التماس

اموں کے عاشق بچو بچو اباں میں بچو

ہم ہیں پر نام انا پھر کیا تمہیں ہمارے

دیکو دعائیں کہنے لگے وہ خواہش

مانوں کو کہتے آپ پر نہیں جا چکے

بوہے ہاں اچھی جو رضا کی بات ہے

اگر بچتا ہم کو کیا ہوا التماس

۵۲۶  
سکھٹن ہونے وہ فازی دغنی

منہ ڈھلانہ اشک سے وقت فانی

خان کی مری نہ پوری تھوہ مری

بھڑانا کیسا اچھیں دنی قیارتی

مست ہوئے غصہ کی دیر کی دھڑکی

اگر سے دم نکلتا تھا اور کھڑکی

اگر بچتا ہم کو کیا ہوا التماس

۵۲۷  
پہلے نہیں لکھی لکھی کو کر کے

پھر کچھ دست چپ کی تھی پچھلے

کیا کہتی ہیں ہمت نہ رہیں بھلا کہ

کھجواں ہم اقا تو رہیں پھر نامور

دیکھ کے سیمین خانام اور مرگے

مرئی ناکہ فاطمہ الفت جاگے

اگر بچتا ہم کو کیا ہوا التماس

۵۲۸  
بیٹا عالم بھیک کے لاشوں پر شاہ دین

بیووں کے ہونے سے لرزے لگتی ہیں

اگر نہ در پوچھتے کہ کوئی یوں ہیں

دور سے کہہ کر کھول کے ہوا فانی

اگر بچتا ہم کو کیا ہوا التماس

بیمہ خوار دے قلم و کلمہ کے مرگے

اگر بچتا ہم کو کیا ہوا التماس

قصہ

وہاں مگر زعم غم بادشاہ و دیں  
کہ تھی میں تم سے فاطمہ بیکہ قریں  
تم میرے باپ کے حکم کو بے بائیں  
بیٹو کہ مر گئے مری زینب کے ہمیں  
پہلو سے دوختہ ہو امیر سے فدا سوں کا  
مظہر مومن کا غم نبوں کا جو کہ کھانا کھانا

قصہ

جس شانہ در پریم و شجر ناتمام  
اس تپ نہیں ایسی فلم یہ شکر کا مقام  
قربان بندہ پروری خالق انا م  
اک شمع اُس کے شکر کا شعل ہے الاکام  
تا بندہ مری طمع پر یہ ذرہ المنن کی ہے  
تا بندہ ذرہ المنن کی مدد یحییٰ کی ہے  
تست

رباعی

معران جنتیں جہانے تلک کی نہیں  
سجود کا تر کا شرب تا یک نہیں  
قربین کے قرب سے یہ شربت ہو دیکر  
اتنا کو فی اللہ کے نزدیک نہیں

رباعی

کہا نے کا مرقہ نقطہ زبانی نکلا :  
باقی سالان عشق فانی نکلا  
چاہا تھا کہ ہاتھ دھوئیں دنیا کی کچھ  
اتنا بھی نہ اس کشتی میں پانی نکلا

سے صبح کیا ہوا کہ ترا جیب چاک ہے  
اسے آفتاب کیوں تپ غم سے لگا ہے  
اب چاک کس کے داغ سے توڑا ہے  
لے آسمان لڑنے ہیں کیوں علم شکن ہے  
سے شام سر ہنسی کیوں غم شکن ہے  
کیا داغ غم کا ہے بازار شام میں

سے صبح  
اسے آسمان زینتِ صدم میں نہاں ہے  
اسے رفتارِ بزمِ بزمِ قیامت عیاں ہے  
لے غافلِ صدمِ بزمِ بزمِ بزمِ بزم  
یہ مرقعے غم سے دلی تم کہاں ہے  
تہمیرِ صدمِ بزمِ بزمِ بزمِ بزم  
اب داغ غم کا ہے دربارِ صدم میں

۵۳  
زادِ کیم پودہ افلاک چاک ہے  
خوشیِ تھوڑی تھوڑی کے نہاں زیرِ خاک ہے  
غلطائِ زینتِ بزمِ بزمِ بزمِ بزم  
اک دفعہ قمرِ حرق سے زانہ لگا ہے  
صبحِ جزا کا شام میں پسے ظہور ہے  
انصافِ نیک بجا خدا کے حضور ہے

۵۴  
اب ہر شے تیری غم و عیاں کیا ہوئی  
زینتِ صدم سے تو چھوڑا دیا کیا ہوئی  
مل کیا تم ہوا اتنا بھانج کیا ہوئی  
بچی تھی ہو غم نے عیاں کیا ہوئی  
بزمِ صدم کا چاہ پھر تھی بزمِ صدم کیا ہوئی  
زینتِ صدم کو عیاں کو کس وقت تھی ہوئی

ہم جمع کے سر سرور کہاں کہاں  
تم کو چھو پھیرا شجر نے در در کہاں کہاں  
اب جب چھریں حضور کے سر کہاں کہاں  
رستہ میں کی غزلے بوا در کہاں کہاں  
حافظی کے پھولوں کا جھل میں کچھ  
مردنوں کہاں ہیں لالہ تو نہ تھیں میں کوں

ہاں روئیں ہاں زخم اگر گریاں ہیں  
ہر دم سے انقلاب سے تر ال ہیں  
کمر بستہ سے زیادہ پریشاں ہیں  
صاحب غزائے شاہ شہید ہیں  
کے اب وغذرا کا خطاب ہو چکی قید ہے  
پہلے پہل کی قیدیوں کی قیدی ہے

چہ دن وہ ہیں کہ بکین و نا چاہتی  
حضور سے بلا میں اگر قرار ہیں  
مردم ہاں تم شہر ابر ہیں  
کچھ کہو کیا ہو چو شمع نا در ہیں  
ابو بکیا کی سے خیمہ مضبوط ہے  
اک بار بھی تیرا پرچہ جی ہوا کے

ہم نے دن ہیں اور بند ہوئی جہاں  
پہلی امیر اور پر خفہ جہاں  
ہر کوئی ہر مقام میں کہتے ہیں قیدی بات  
کچھ ہیں کہاں ہو ہر چم سلطان کا  
دیشیہ ہیں قاتلہ ہر زندوں کو رہتے ہیں  
کہا ہر خفیہ شہیدوں کی روحوں پہنچتے

کچھ نہیں تھوڑا بال کہ نہ زانو نہ پیر نہ  
 ضبط فغان آری کہ نہ بھجالیں نہ  
 پیر کا حال پوچھیں کہ پیر کی بینیم  
 پیر پر سن کی تیر کا کھیں کہ پیر کی بینیم  
 زندان میں گذر نہ کہ پیر کی بینیم  
 دربار عام میں کچھ بازار شام میں

اوس کے دم میں جو کہ سونام  
 شکر شکر میں شکر کا نام  
 دربار انکا مرجع مرعاش عام  
 خاتم حسن خلق کا چھی اقسام  
 اس عطر سے لگوں کا مسطر باغ ہے

وہ جو عطر فوق سے دربار مصطفیٰ  
 بہ خوش کار ہے سرکار مصطفیٰ  
 بہ رخت ہے نقد جلال سے تیرا مصطفیٰ  
 ہر ایک دم میں ہے سب سے مصطفیٰ  
 ہر گھوڑوں کو قوت ہے پیر کا نام  
 صندل کو دور کو تو خاک قدم ہے

اگر تم کہو عام نام قیام کا حکم  
 دربار مصطفیٰ میں پیر کا حکم  
 یہ دو دم میں پیر کا حکم ہے پیر کا حکم  
 یہ دو دم میں پیر کا حکم ہے پیر کا حکم  
 یہ دو دم میں پیر کا حکم ہے پیر کا حکم  
 یہ دو دم میں پیر کا حکم ہے پیر کا حکم



بوسہ یہ فلق دیکھو کہ اصحاب نیکینام  
نزدیک ہے کہ جانم سے بائیں غلام  
کافر کا یہ لحاظ یہ خاطر یہ احترام  
بجوب آپ پر خیر العین کا مقام  
یہ حق ہے فکر اس کو تم اور کہم کہو  
کیسے جو آپ اک پہ نہاری میٹھم کہو

قرآن کے جامعہ سے پروفیسر علی بن یزیدین  
اور طہرین بچلپائین ناز سے جو کہ چین  
جنگ ادب ہو پڑا شریک جسم پروفیسرین  
اس کے لیے کہ نمازین گرامر تھیں  
ہر ماہ اسکے مومن ہے دینا ہے تو کی  
بچہ وہ قدر میں دل کا بچا ہے تو کی

فرایا مصطفیٰ نے نہ برہم را جو اس قدر  
پسک و نجس کی تم سے نہ بہت حقیر  
ارباب عیب کفر و فساد میں کہ ہم  
پہلہ عالم تھی و پاکر بہ نامہ  
پیشہ گوئید بہ صلوات اور صلوات  
کچھ بزرگ زادہ تو بہ اہل قوم کہ

۱۔ روٹھیں بزرگی سے بیچارہ کی طرح  
 ۲۔ پیرا سا تھا بزرگ کوئی صاحب کم  
 ۳۔ ہر جب گئے بیڑے اے اے منہ م  
 ۴۔ دیکھو اے اچھا ہے کبھی ظالم نہ ہنم  
 ۵۔ منہ نہ بن چہ یں پھوٹا ہوا ہے  
 ۶۔ یہ لم چکا ہے چاروں طرف سے کہہ رہے

ان کے لئے کی سزا بادل بھیچا نہ دی  
 روئے نہ کی جا جب ایک نہ کر ہی پہچانی  
 حکم نہ بھیجی نہ زیب پر فدا نہ دی  
 زیب کو ہم کھا کے کی سند واد نہ دی  
 شاہ رسل کو بھی کی تیرنوں چا پس تھا  
 است کو چھو نہ ان کے عزیزوں پہ تھا

حاکم نہ راہ حق میں فقط مال زر دیا  
 بچا کے بزرگوں سے بچہ میں لیا  
 یہ دیر خلاصوں سے فراموش کر دیا  
 دافن سے تاقان کے سینہ کو بھریا  
 جب انھیں سینہ کی جا بہ دیان میں  
 کہ دار تازیانوں کی اتنی جاکان میں

غیبت کہ وہ بگاہ سے بیدار کھو  
 کہو بگاہ سے بیدار کھو  
 وراثت کے نام کے ساتھ ہم نغا کھو  
 انہوں سے نغزوں میں اگر دیر کھو  
 عاشق سے مال سے قید نشید کھو  
 اور اب تو سنا سنا ہے بیزیر کھو

بندی میں نہ یہ شان کیلینہ کی قوم  
 کہ ہاتھ پیچہ پیر کی ہاتھ مار کی قوم  
 اور اک بندہ صلیحہ کہ شہوت ہے قوم  
 پہ بھونہ زمین کی بندش کو ہے قوم  
 جس روز گردن کو ہے قوم  
 ایسی گراہ کی محاکمہ کی گردن کی

ناری کی بارگاہ کے دروازے سنا ہیں  
 بہ بوشی ہر قدم ہم نیک نیت ہیں  
 دریاں بھی دشمن شوق عالی صفات ہیں  
 ان کے ہم سے نرسے ہیں شجرات ہیں  
 جس درجہ اہلیت ید اللہ آتے ہیں  
 اک اک عصا غریبوں کے گمراہ ہیں

پورہ اٹھا کر ہفتے کا احباب  
 بیستہ تھمے گئے تاج شہرب  
 ہلا کر کا پھوپھی سے نہیں اٹھتے پادشاہ  
 یوں تو ہو دو گمراہ نصارائیں جمع باب  
 توکل کیا پتہ تھارہ سی ہیں ہاتھ بٹ  
 کہ ہم جو لوگ ہیں کاجی اس تھب

وہ در کب کی سچ ہو کر کیوں شمر سنا  
 مصوم ہوا نام ہم ہو عالی وقار ہو  
 پورہ داری کی غریب کے ہم در شد در ہو  
 ہم جو پٹی اٹھا کر کہ بے اختیار ہو  
 ہم جو ہر وہ میں صدمے کی دو گرا ہو  
 نظر کی حسین ہو ہوا کی زلف ہو

اقتضائیں ہیں ہم بے نقاب آئے  
 پیرہنے ہوئے صفت اک قباب آئے  
 ہر قسم شہر میں عفت گاہ آئے  
 ہر قوم کے لیے شہر شہر آئے  
 ہم جو کجا پوچھیں شہر شہر آئے  
 زینت کے آگے نرسے ہر شہر آئے

۵۲۵  
 پھلا فانی سے تخت پودہ دشمن فانی  
 بجا کوستان کے کہا شکر مر گیا  
 کہی زہر حین کے قاتل کی عطا  
 تیار کو پیچھے کی زریا پرندی قضا  
 یہ سست جام پیتا تھا نہ ہوئی تھا  
 کہ نہ ہوں کا شیشہ سا چھپا کر

۵۲۶  
 غنی اور کیا جلال خدا کر خبر بہ  
 سرکار زہر اجلال کے مالک کا حکم ہو  
 روشن صفا وقت اول فرخہ حکم ہو  
 شایان تاجداری شمس تکرر ہو  
 قاست ہو قتل گاہ میں ہم آج ہو  
 شمع بول نہی یہ سجادہ نور ہو

۵۲۷  
 صلحی تجنی تر بار با صفت  
 جمع ازل چراغ ابد سوزن فنی  
 روح القدس گواہ ہیں شاہ کج کیا  
 ایمان کہ کجیہ ایسا ن دو کسرا  
 کہ جو کیا مشال نہی کجیہ کجیہ  
 کہ جو کجیہ کجیہ کجیہ کجیہ کجیہ

۵۲۸  
 غم خا کا چشمہ بہشتی کمر قاتل  
 خط بہ نہر رنجوبین ہیں گم کو قاتل چھپا  
 کافوں سے دو ٹھیکہ الماس ہیں عیاں  
 ان کشتیوں میں ہیں گم کو قاتل چھپا  
 عارف چو نہر رنجوبین ہیں گم کو قاتل  
 غم خا کا چشمہ بہشتی کمر قاتل

ہر بندہ بزمِ ششمِ خلاق نواز ہے  
 بریرِ بھی اک کھلا ہوا قدرت کا راز ہے  
 چنی کہ دیکھنے سے غلابِ نیاز ہے  
 اسے فنا فرما دے کایہ قوابِ نیاز ہے  
 بیچ و بیک میں رہا کہ علم کو دیکھتا  
 سچی کہ مرہمہ پیچہ علم کو دیکھتا

توفیق کا تیرا دیدہ حق میں ظہور ہے  
 یاد و بین قدرت رب غفور ہے  
 ہل از حق و باجِ امام غفور ہے  
 اسرارِ کبریا تجھ سے منور ہے  
 رخسارِ ہاتھ پر میں پرانِ حق ہے  
 ارم دہن کو تو ہو تو حق میں دیکھتا

اس کی عتد سے کھولنا ہاں لباب  
 اس کی کافورائے کیا ہم پر اختتام  
 دو حرفِ لفظِ تیرے ہیں ایک بابِ کلام  
 ہوتے ہیں میں لاکھ تیرے دو جہانِ کلام  
 دانستوں کہ اس نام سے عدد نہ نکالیں  
 جو میں در امانت پروردگار میں ہے

کیا نہ جو ہم دہان و زبان کا کینچیں  
 برت غمِ لال سے آگے شست و دھال  
 ثابت ہو یو دواؤں سے تو رہی زبان  
 نوزد بر شادوں کی تیں وہ صفیں عالی  
 دانش بچوں کو تیرے زبان کا گزینیں  
 ہم کلامِ کتابِ حیاں پہ علم زینیں

ہوا از یزد کو کس کس کی چو نشان  
 میگردم می بیا که تمیز کم باں  
 نمزد و تھا پہ چینی کا ہر ہواں  
 اطفال می گردا بجی سے شیریں گال  
 زمین لگی جو چھوٹے بھوسہ می  
 پیکل لگی پہ کھلے سے ہر کس سے  
 بخلا وہ چھوٹا کہ یہ بتک نہ نہیں  
 اس نے کہ ماہ با شمع اس میں ذرا نہیں  
 تم خدا کا زور سے یاد کیا نہیں  
 ارادہ کو کا ہوا اس میں ہم اس میں  
 یک وقت کب برس کے غائب تم سے  
 لگی دو قیاس کے شہر بنا دیو سے  
 اس نے کہ کمال ہوا وہ امام امام سے  
 اس نے کہ کمال می بھی عزیز امام سے  
 دیو دیا میں شک نہیں گوشت کلام سے  
 لہر و سحر وہ جلال ان کے نام سے  
 اثرات کے قہر غیب سے زمین سے  
 لم حتم ہوا دروں کے شکر بخیر سے  
 ہمت میں فوج فوج میں کہتا ہر کس  
 ہوا میں تیغ تیغ فوج میں فوج کس  
 ہر کس کس کس کی ہفتوں سے  
 حکم ایجاد می خدائے اب زباں کس  
 ان میں سے ایک پختی جلیان کس  
 تفصیل دار تیغ فوج جلیان کس

۵۴۱  
 بلا الادب بے بختی ہا تو جو نہ کر  
 قائم کی تو بے وقرب کا حال کی کر  
 پیچیدگیوں کے ساتھ بے خبری کی کر  
 مگر اس سے بے خبری الیا اور وہ الیہ  
 مہدی کا کہے خون میں سے لائے گئے  
 ہم اربند ہوا تھا مگر یہ کہ پامال گئے

۵۴۲  
 ہوا شرمناک پنا کی کاک اس تینوں  
 وہ تین نہیں سب علم کی تینوں  
 جھلکیں کے آرزو سے بے خبری کی کر  
 اس جھلکی کے خون میں لگی کی کر  
 شادی ہوئی وہ حال خد کی سے کیا  
 دنیا کی کو طلاق دیا وعدہ گاہ میں

۵۴۳  
 گم کیا کہ گم تھی وہ مافوق کو جات  
 جس میں تھا غم زریں کا نام کی کر  
 وہاں وہ وطن کی کھلتی ہے یہاں وہ  
 غم سے نہ بات کی نہ تھی ہاتھ سے نہ بات  
 ان موت کی ایک شمر کر ان کائنات میں  
 جس دم وہ وطن کا ہاتھ دیا تاکہ ہاتھ میں

۵۴۴  
 کہ یہ جو مگر میں یہ وہاں سے ہوئے  
 اور وہ دار میں ہو کر کے سامنے ہوئے  
 تو ان کی جاک کے جو کھڑے ہوئے  
 مگر کہ یہ وہاں سے ہوئے ہوئے ہوئے  
 اور وہاں سے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے  
 یہی ہے کہ ایک پتھر کی وہم اور کیا





دانش سے ادب و تہذیب سے سہارا  
 کچھ پی پیرا کچھ قیاس و حد  
 دیکھیں یہیں خود تو آ رہا ہے خیال  
 پیڑ کے پودے ہر شے کا مثال  
 کھلا رہا ہے تھی بے گم گیسو میں ناز کی  
 تھی گل و دین ناز کی  
 باغوں کی جان بچوں میں پھول کا علم  
 اس کی پیٹھ پر تھا قوت و توان علم

گاہ کہ کلام بے ابرار سے  
 فہم ہوئے بڑے بڑے جبار سے  
 بلا وہ خود بخوان صفا و کبار سے  
 وقت ہو گیا نہیں اس قدر گار سے  
 میں کہنے پہاڑی تو قیامت تو نام میں  
 بڑی بے زلف و آفتاب کی داد و نام میں

بے اختیار منہ پر جا بھرتا اعلیٰ  
 ثمران کا بیہ فہم کہ تیرا فدا اعلیٰ  
 بندہ خدا کے کہتے ہیں تو کلام اعلیٰ  
 جان علی میں ہم پر مرقع اعلیٰ  
 کچھائی خدا میں شش و پنج ہو گیا  
 اک منہ بے علی نہ تیری کو چھو گیا

۱۹۷  
 جسے لگے لڑا ہیں دوشو وہاں سے وہ بندہ  
 جسے نہیں نہ کی کھجی کہاں سے وہ بندہ  
 اول کی سبب جس نے اذال سے وہ بندہ  
 جس سے ملا خدا کا مثال سے وہ بندہ  
 اور اگر عقل کل کا ہے عجز و سرکشی  
 چھوڑ کی بندگی میں خدا کی صفائی میں

۱۹۸  
 کیا کیا جانتے عجب کا نہیں اتنا ہوا  
 اس روز کرتے ہیں کہ تو نہ ناں ہوا  
 منتظر کھڑے با بھجی فدا اعلیٰ ہوا  
 تو تو پہ مہربان وہ شمع مہرباں ہوا  
 گوشت اپنا وقت طعم شہباز کیا  
 پورا تین سے کہہ کر کا پر دیا

۱۹۹  
 انمزد لادری میں کوئی در نہ ہوا  
 جسے جانتے عجب کا اک انمزد ہوا  
 سب تھے چرخ ایک سے غیر ہوا  
 اونچا در اک سے بڑا صف در نہ ہوا  
 ہر ایک وقت صرب ہوا اگر پٹے لگے  
 ہم بہت سے ہیں بدنام کی گئے

۲۰۰  
 جو خدا نے ساتھ بنا ہوا وہ ہم ہیں ہم  
 جسے بندوں نے خدا ہی چاہا وہ ہم ہیں ہم  
 کیا ہے کئی شان میں طلبا وہ ہم ہیں ہم  
 شہزادہ کو کہتے ہیں شاہا وہ ہم ہیں ہم  
 ہم سب بنائے حق ہوں ہم کہاں ہیں  
 ہم ایک خدا کے محل جمع کہاں ہیں

چن سے تم نے جی سے مگر بے بھالی ہو  
 بستی ہوئی علی کی ایسا ہو گی بھالی ہو  
 بہ ہال وہ کہ جو پیر قدرت نہ تھا  
 ہر پیراں کی تیغ و زناں کی بھالی ہو  
 کل نہ ہوں سے تم کہیں نہ ہو  
 چہ ہوں سے اب کہ کوہ علی کا دھلا  
 تم بے خطا ہیں تیر بھی اپنے ہیں بھلا  
 چلے نہیں کہاں کہ گشتوں میں ہو تھلا  
 میرہ ہے اپنا زہرا دگتیں اثر دہا  
 پیرہ سے عیاں اثر لطف و قمر ہے  
 مومن کہ نہ ہر مہر ہے حکم کو نہ رہا

جی کہ بتا ہے ازل وہ تم نہیں ہم  
 ہم اکثر حقیقت ہم نہ نہیں ہم  
 ہم شکر استخوان خدا کی ہم نہیں ہم  
 یہ تو نہ کہ کہے ہو گشت جو ہیں ہم  
 جھوٹاں بہا ہو اسی کہ نہ ہم  
 بھٹکی ہو گی بے حق کہ ہیں ہم

کہ کہہ ازل سے ہے اس کا حال ہو  
 الماس کوں کلید و یہ شان ہو  
 کہی شیعہ قمر زہرا کا حال ہو  
 ہو سے کہ نہ ہوں کہ کیا حال ہو  
 ہا میں ہیں توں سے ہیں کیا حال ہو  
 رہے ہیں جیسے تیرے کیا حال ہو

میں رنگ جو ہواوں پہلو لٹھیں پھرتی ہیں  
میں ہواں توں چاہتا ہوں کہ ان پھرتی ہیں  
میں مرنے کی سیریل حسن اور خیال ہیں  
میں ایک سوچنے و زبان حسن ہیں یہاں ہیں  
یہاں سرفراز ہیں وریکتا۔ صدف ہیں  
یہاں سرفراز ہیں۔ حسن ہیں۔ حسن ہیں

مقام کی تھاکہ یہ جاہ و شہ ناموں  
مقام کا نام تفر و ظہور ناموں  
مقام نصیب و در بدریں بھی کہیں  
مقام بوقت قدرت شاہ ناموں  
مقام بہت عجیب و غریب اور عجیب کی  
مقام کی اور غریب حسین کی

یہ کہہ کے ہی بولے گا اور اس کے پیرا میں  
 میراں بھرا اور انظر سے ایسا مکان اور  
 نہ نہ وہ نہ تو جنت نہ سہر میں نہ تو  
 غائب تھا سب غریب نے بھجوا دیا  
 خاموشی اس نے کہیں صفا کرنا ہے  
 کہتا ہے حق وہ مرگے بھجوا بھی مرے

۱۔ حق تعالیٰ کی حمد کے لئے سب سے بڑی دعا  
 ۲۔ حق تعالیٰ کی حمد کے لئے سب سے بڑی دعا  
 ۳۔ حق تعالیٰ کی حمد کے لئے سب سے بڑی دعا  
 ۴۔ حق تعالیٰ کی حمد کے لئے سب سے بڑی دعا  
 ۵۔ حق تعالیٰ کی حمد کے لئے سب سے بڑی دعا  
 ۶۔ حق تعالیٰ کی حمد کے لئے سب سے بڑی دعا  
 ۷۔ حق تعالیٰ کی حمد کے لئے سب سے بڑی دعا  
 ۸۔ حق تعالیٰ کی حمد کے لئے سب سے بڑی دعا  
 ۹۔ حق تعالیٰ کی حمد کے لئے سب سے بڑی دعا  
 ۱۰۔ حق تعالیٰ کی حمد کے لئے سب سے بڑی دعا

ہر نفس آسمان کے لئے گونہ گونہ ہفت  
 ۵۶۱  
 حق غضب کی جست بلا کا طراوت تھا  
 اسے خضر شیریں اک پہچا وہ تھا  
 ۵۶۲  
 پھل کے راز کو پہچاننے لگے  
 کو اذ قمر سے ہیں لکھانے لگے  
 ۵۶۳  
 پھل کے راز کو پہچاننے لگے  
 کو اذ قمر سے ہیں لکھانے لگے  
 ۵۶۴  
 پھل کے راز کو پہچاننے لگے  
 کو اذ قمر سے ہیں لکھانے لگے  
 ۵۶۵  
 پھل کے راز کو پہچاننے لگے  
 کو اذ قمر سے ہیں لکھانے لگے

چلو تو خدا حسد اختیار توں کی زبان پر  
 کج سیر کج ہاتھ دھر دھر دم نہ کان پر  
 قبضہ تھا ایک تیرے کھلے ہاتھ بہان پر  
 کہ بوقت ترک تو رنگی ہر مکان پر  
 مرنے تک ایک پس کے ہوئے نہ کسی  
 کہ میں نے میری زبان تو وہی کجی اپنی

مخزن کی برق آہ تھی بن جان کجی  
 زمانہ وہ تیرے بنی کہ وہ کجی  
 شہر کی کجی تھی کجی کجی اور کجی  
 تھی کجی کجی کجی کجی اور کجی  
 کجی کجی کجی کجی کجی اور کجی  
 زخموں کے سوز و زدن کجی کجی کجی

ہر جا چو برق بار تھی اور تیرے کجی  
 بالائے اسمان کجی کجی کجی کجی  
 قبضہ کی کجی کجی کجی کجی کجی  
 ابرو کجی کجی کجی کجی کجی کجی  
 ہموار کجی کجی کجی کجی کجی کجی  
 افشار تھی ہستہ طعنے وہ کجی کجی

کہ ہم نکلے زار صفوں کو جلاتی تھی  
 ہم شمشیر شمع فتنے کی تیرے کجی کجی  
 ہم تو کجی کجی کجی کجی کجی کجی  
 کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی  
 جواہر کجی کجی کجی کجی کجی کجی  
 کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی

۵۵  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا

۵۶  
جہاں سبھی لاکھ ہیں نہ وہ لاکھ لاکھ  
جہاں سبھی لاکھ ہیں نہ وہ لاکھ لاکھ  
جہاں سبھی لاکھ ہیں نہ وہ لاکھ لاکھ  
جہاں سبھی لاکھ ہیں نہ وہ لاکھ لاکھ  
جہاں سبھی لاکھ ہیں نہ وہ لاکھ لاکھ  
جہاں سبھی لاکھ ہیں نہ وہ لاکھ لاکھ

۵۷  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا

۵۸  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا  
میں سے نہیں تو خوش کیا





طوطا جو تیر کو تو کمال سے پست لگی  
 ہزار پہ پھر ہمارے کر کے مثال سے پر لگی  
 کیا جانے دینیں جا کے کہاں سے پر لگی  
 چھوڑا رہا بن تو دروں سے پر لگی  
 پیچیدگی تیغ سے دل عند کیا کر لگی  
 ناخن سے کوئی گوشت کو یوں لگا کر لگی

بلا لڑی ہیں تو مرنے والے ہیں  
 جو یہ میرے لئے ہیں کم چوٹ کھاتے ہیں  
 اُس نے کہا بجا بجا دیں میرے اتے ہیں  
 سلطان کے نصیب سے ہم قوت پاتے ہیں  
 غالب نہ اُس کو کوئی کسی حال سے ہوا  
 جس نقطہ اُس کے اقبال سے ہوا

اُس نے کہا کہاں مجھے تیرا تو کیا ہوا  
 بلا کہ غلبہ پس کا وقت وفا ہوا  
 سائل چاہے مرنے کے وہ یہ وقت لقا ہوا  
 مرنے والا کیا کہ نہیں ہے بڑھایا چھپا ہوا  
 بڑھی غصہ کی سینہ پر تو قہر سے چلی  
 یکوئی چم کو باہر نکل گئی

شمشاد پر فخر تجب سے ہوا  
 کہ راز دی حسین نے گھر کے کیا ہوا  
 وہ کہہ خنجر کے حق سے ادا ہوا  
 پیانی کی فکر نہ کریں فدا ہوا  
 یہ کہہ کے فون ڈالا کہی بار بار ہوا  
 اور کہہ اچھن کا تارا زمین پر ہوا

جی کے تھائیں نہ ہو دی گئی تھی  
 کہ اواز دی گئی نہ ہو دی گئی تھی  
 ہاں ببول سے خون کے ہیں بول  
 نام ٹٹن ٹٹن سے پلائے کاٹن  
 ہاں صغیر و بختیاری کی باگ و تھام  
 لائے کو پائال کر اور پیشام

نسخہ ہمارا

مٹنا تھا کہ ٹوٹ پڑے لاش پر ہوا  
 چلو تو جن کے لال چودہ لڑے لاش پر ہوا  
 کہ اواز دیتے تھے یہ غریب سے بار بار  
 کہیں لے چکا غلام ہی تھا کیا قہار  
 کہنے نہ تم کو کہ نہ ہاں بہنیں نے نہ  
 خادم کی لاش رہ گئی پائال بننے کو

صدر قیواری علی اکبر کا جلد آء  
 بادشاہ و اسلم علی اصغر کا جلد آء  
 جلد آء و سمان نون دم بلور کا جلد آء  
 کہ انہ پھر پوچھنا دس سر کا جلد آء  
 ہم سے اہل غم کے کہنے کو دیکھو  
 تم تازیوں کے اور مرے ہیں کو دیکھو

بہ بہ زبان شمع نے نکالا جو یہ سخن  
 بیویوں میں تیری کیا غینہ اور کھین  
 ماں سے کہہ کر تیرے بہ بہ کی بن  
 کھلو اور ایک دم کہ مرے ہاتھ کی بن  
 اہاں بے بھالوں میں جاگ جاگنی کا  
 بہ بہ بیان ہے یہ مرے دو ہوا بھائی کا

نہ ہو گیا بیہوشہ کہ کھائی چکا ہے  
 دینا سے دودھ بھائی کے جائی چکا ہے  
 الا شہ پر بابا جان کے آئی چکا ہے  
 ہوتا کہ بہت بن کے نہ لائی چکا ہے  
 حکم کو آئے کھانے لائی چکا ہے  
 دودھ کے دن کہ کہہ کر زبان سے

اے کہ فہرے یہ تیرا کھائی چکا ہے  
 کہ پیر اور اور درقا تم پہ کی خبر ہے  
 دیکھا زین ہے دودھ کی کھائی چکا ہے  
 پوچھا ہو نام کہنے کھائی چکا ہے  
 جس نام کی آئے شہادت کھائی چکا ہے  
 دودھ ہے اس کا اس دن پوچھا کھائی

حکم پکھارا غیر نہ اس کے کیا ہوا  
 بولا دودھ پیر تو عملدار کا ہوا  
 سر پر حکم کس پر حکم اکلا ہوا  
 کہ تیرا رخ کے ہوئے تیرے بنا ہوا  
 کہ حکم میں وہ نام نہ تیرے کھائی چکا ہے  
 کہ کہہ کر تیرے ہوئے تیرے کھائی چکا ہے

سنی تھی کہ حکم پیر اس گھڑی  
 دربار میں کہ شیر کی آواز پڑی  
 بیباختہ اندرون کی صف ہو گئی گھڑی  
 بولا کہ تم اس سے بھی تیرے کھائی چکا ہے  
 میں نام کہنے دیکھتے تیرے کھائی چکا ہے  
 اٹھا کھانا کہہ کر تیرے کھائی چکا ہے

حکم نہ ہوئے شکر افسارہ کیا کہ ہاں  
 جو لڑوہ جیو کیا کہ غلامہ کروں میں  
 پیر و عین و خدش و عین و خدش  
 اک انی جیو میں تھے یہ ہم کر کے  
 یکتہ تھے علی کی طرح سب انی میں  
 ہم روزانہ فراق کو ہم میں ارا انی میں

یہ کیا کہ غلامت تھی سے جو نہ تھی  
 دست خدش کے زور انہوں نے نہ تھی  
 طوفان امتحان کے جھینڈ میں نہ تھی  
 کیا کیا کہ نہیں کیا کہ تیری جھانپ میں  
 جھانپ میں ہاتھ و ار کے یہ ہاتھ و ار  
 تل کا غبار خون کے دریا میں نہ تھی

جو لڑی نہ ہوئے گئے شہر میں جب شام  
 چلوں کہ آیا اڑنے کے عین پہ شام  
 اس نے کہا حسین کا فکر نہ تھی شام  
 ہنسی تھی سول کا جو دم بر اٹام  
 اٹام وصال میں تھا عجیب کی شام  
 تو ہم پر کی پیاس میں کیا ان جاتھی

یہ صفت تھا کا وصف کیا اس نے بردار  
 جو لڑی تو بول تھا سب گھر کا دار  
 زینب نے لکھ لکھ کیا یہ نہ بے پلا  
 مجھ نے نکل گیا مری گودی کا تھا دار  
 اس نے کہا در دست ہانگی ہو کھانچ  
 لاشہ پیو اس کی بی بی کی مری مری

پہونچا لاش بکبر والی وقتا کو  
 لاشیں باغوں میں کہیں گے تو  
 پتلی کی طرح پیسے اس گلزار کو  
 ٹھونس دیتے تھے شام نامہ راکم  
 بستے تھے بظلمات بھیجی میں اس طرح  
 تا اب تک رہا تھان زبان ابھی جانے لگی  
 کہ وہ کہہ رہا تھا ہم اکبر دہیہ  
 وہ ٹھونس دے گا بھیجی پتہ بہ پتہ  
 ہونٹھوں سے رنگ پیچہ سر کھانٹو  
 وہ گدی گدی باتوں کی ساری گیند  
 جگر مارنے لگے تھے بھیجی پرانے  
 یہ صفت تھا انکو بھیجی کیا تو ہے جانتے  
 ان سیریاں کھانا مہربان  
 اسے حسین نے پانی طلب کیا  
 نہ پوچھا تو تم نے کیا غضب کیا  
 میری حق سے قتل اسے یہ سب کیا  
 گردن پہ تیر لگے ہی مصوم دیا  
 علی پڑستے کو بے ادب کیا  
 زانو بہا تھا اسے چار بارہ شہر  
 پہ لگا کیا قصور تھا کیوں مارا اسے  
 اس نے کہا توئی کیسے تیری لایم  
 حرم بہ لعلی با پھوں میں کیجی تم  
 جو لایم ہو وہ مہاجرت کروں گا میں  
 لایم تھا کہ تم کی زیارت کروں گا میں  
 نسخہ زبان



دنیائیں ایسے ہاں دنیوی کم گنت ہیں  
 کہ بہتھا حسین کو کیا مرستی ہیں  
 دیتو نہ ہوا در تکا جسم اترتے ہیں  
 پہلے ہمارا جاویں سے چو پاؤں کہ تیرے  
 حضرت نے پاؤں بھی نہ چکے کہ جاویں  
 لا شہید بہت کر کے اس غلطی سے  
 تو بھی قبرا کا پتہ سے کی اور یہی قصدا  
 کہ میں عمر کی جان پوئی کچھ ہم پہنچا  
 کہ نہ ہم کھول کے پکے سے ہم کیا  
 کہ جی نہیں کہ شہید ہم جانتے دم مار  
 سو کی زبان دکھاتے تو کہ نہ رو دیا  
 اور غنڈہ کر کے نہ جھپٹتے نہ رو دیا  
 اس نے کہا پھر اس شہداء کو کیا کرے  
 پانی بہ نہ پھیرے نہ تو کیا کرے  
 بوسہ حسین میں ملی تو نہ چاہی کرے  
 تمہیں اس سے بہت پوہ پوہ کیا کرے  
 کہ کوئی تپ کہ جہاں سے گزری  
 بابا تو غنڈہ کر تار با پٹیا کرے  
 اس وقت خانہ زاد کا قرا کی جا رہا  
 حضرت کی پائیں پر علی اکبر کی یاد  
 بولا میری تو جی بہ جا کر کہ قدر  
 کیسی میری دم اور یہ کیسی خستہ کا در  
 کہ تھا ہے اس قریب سے کچھ ملا دیا  
 میرا تھلا پاس اور نہ پانی ملا دیا

خاتون  
 اُس نے کہا کہ رحمدل آنا نہیں غلام  
 ہے سرس ملال کابل دودھ کو تمام  
 چینی ہوئی زریں پیر پیر تپتے تپتے بام  
 اکبر بھائیوں کی نیت ہے پیغام  
 محمود گلایہ جو کہ چھیڑا ہے اس مقام کو  
 اپنا رحم اور ایمان اس مقام کو

خاتون  
 ہزار بیت وہ حسین کی غربت نہ بھولے گی  
 نظر مہیت نہ بھولے گی حسرت نہ بھولے گی  
 وہ کہیں ایسی ہوئی ہوشت نہ بھولے گی  
 سیتہ پورہ رکنی بدعت نہ بھولے گی  
 نوحہ چکر کہ کر کیاں کا کھوس  
 وہ دیکھنا حسین کا ادھر نہ بولت

خاتون  
 اُتو قتل خان شکی بن شور و شین سے  
 چاہا کہ پتے خان کے خور و عین سے  
 سننے دیانہ میں نے بن کو حسین سے  
 بھر ملایا خلق شہر شہر حسین سے  
 مولا کے کھنڈن کے قرار بھگے  
 زین کی موت ہاتھوں کو پھیلے گی

خاتون  
 بال بھی بہت اڑھا تھا مراد ان کو گواہ  
 اگر کو وہ مقام تر کہ ہے گواہ  
 جب کہ چکی علی دہ پیر کی بوجھ  
 بندہ سے کہ کی چلی شام کو پہ  
 سب اوزن تھی گواہ کی جانب بوجھ  
 ناقوس سے پیٹے بوسے سادات کو پہ



اُموت کی تہ تب شدت کے تہیم  
 بزم تراکی لاشہ سلطان بزم  
 لاش اپنے پیٹیا کی پانی بونڈ  
 گدی میں کھینچیاں تھیں زینت  
 بولا مگر اور بھی حال انجان  
 پیاروں کے مگر گوشت کا گوشت  
 پہ تو ہمارے تہیں تھیں اور لاشوں کا  
 بزم تراکی گوشتوں میں مگر کدیا  
 اگر لاش باؤں کے تہ کے تھیں  
 دو ایویں تو بوی کہ میرا کھانہ  
 شکل چھوڑی کا ادب میں  
 اُستیں ہائی کی بی کا ادب میں  
 جالوں میں سے ہیں تو مرنے لاش  
 کیا تھوہ فلم ہے میرے ہی بزم  
 یہ وہ بزم کہ پیاہ کی تھوہ بزم  
 میں لاش تھینت کلائے کے لاش  
 کھلا لاش پتہ وہ ناچار گم پڑی  
 اُموت میرے ہاتھ سے تو گم پڑی  
 میں کیا کہوں کہ وہ لاش سے اور میرا کیا  
 پٹی ہی وہ لاش سے اور میرا کیا  
 یہ لاش اسے سچین نے تھوہ کیا  
 نہ ہے تھوہ تھوہ تھوہ کیا  
 گدیش میں تو فلک میں کیا تھوہ  
 اس کا صدمہ تو فلک میں کیا تھوہ  
 تمام شہر تو فلک میں کیا تھوہ

سخنکدہ

حق کا فائدہ نہ مرے لکھنے میں ہے  
 اکثر کی تو کہ ہے ہر کام میں ہے  
 جو جیتیں مرے حق والہ الفاظ کی ہے  
 اب بیعت زبان نظم کے میں نہیں ہے  
 وہ اور کم مرے مضمون کا رنگ ہے  
 مہر کی تو کہاں ہے کی جگہ ہے

۷۷  
 جسے ہمارے ہیں وہ مرے تو ہیں  
 یہ نظم وہ کہیں ہو جی جان میں  
 مہر میں نہیں ہیں وہ فضا کی ہیں  
 منہ جو بلاغت کے ہیں تو عیاں ہیں  
 الفاظ ہیں وہ پاک کہ ثانی نہیں کہتے  
 خالی جو بلاغت کے ہیں۔ مہر کی ہیں

۷۸  
 ہوا میں کی طرح طوفان نہ ہوں گے  
 ہم اس حق صدق سے نرا نہ ہوں گے  
 کہ جو کہہ کر ہیں غمیرا نہ ہوں گے  
 کہ میں ہیں ایسے دردِ ہوا نہ ہوں گے  
 مضمون ہیں عباس کے اعز از ہوں گے  
 کہ جو تو سہی صاف ہیں تو میں نہ ہوں گے

۷۹  
 ہر کہ نہ لکھیں مرے مضمون کی ہے  
 ہر کہ نہ لکھ مرے دریاں نہ لکھ  
 مہر ہے نہ فوری تھیں کفن کا  
 نظم ہے عطر و قلم فزوں کا  
 بہتر علی جمیع خدا واد کی خاطر  
 اور وہ جی ہاشمی ابراہیم کی خاطر

۵۴  
 مدح مرانام خدا سیف خدا ہے  
 دوئی کو درں سیف زبانی کا بجای ہے  
 میں قلعہ وہ نظم کردیں تو قمر ہے  
 سب کل کی ہیں وہ یہ اندازہ ہے  
 خاتم کو اور ہر زمانہ میں اگر نہ تھا  
 اور ہر احوال ہر زمانہ میں نہ تھا

۵۵  
 بیہوش مقتول بہ فرشتوں کی نگاہ  
 جہوں سے فردوس میں بہ نہ تھی آہ  
 بیکوہ میں تارا انہوں کے علم آہ  
 ہم کو بندھا قعدہ دل کھلے آہ  
 بدل دل آہ بیکوہ میں نہ تھی آہ  
 مجھ سے کہ نہ تھی آہ بہ بیکوہ میں

۵۶  
 کہ اس کے سوا اور کون ہے  
 بہ کفری قائل کہ یہ ایمان کی ہے  
 اس وصف یہ بہ پشت تارہ بہا ہے  
 قرار علم بہرین بہرین کہ ہے  
 دیوار دل میں کہ گفتہ وقتہ کہ ہے  
 کہ درخشاں شرف بحر عطا بہ کہ ہے

۵۷  
 یکسانی کے سبب نہیں تھی تھی  
 پیروں کا عصا پیکر تھی تھی  
 پیروں کے تیب قیاد تارہ تھی  
 یہ سوره اخلاص حسین ابن علی ہے  
 قوس کوئی ایسا نہ ہو گا سلفین  
 مگر ہی وہی بالالف قد ہی تھی



۱۲۲  
 شمس بنیال میں نہ ترچوہ کج  
 قریب و غریب کا یہ شکر ز من ہے  
 شہم کہ کہہ پیوں میں جع کر کہ ہے  
 ہر روز کے سرور کا ہے ذرا کہ ہے  
 گویا بے توجہ سے یہ ہیں دور کہ ہے  
 اک شمع بجلی میں ہیں دو ذرہ کہ ہے

۱۲۳  
 غم نہیں بھلائے عزا دار دلی جو پیاس  
 بولیں بے عباس سے بولیں عباس  
 لڑیں بولیں سے نہیں کھینچو کھینچ  
 کہ کھینچو کھینچو کہ کھینچو کھینچ  
 ہاں بول کر کھینچیں علم انکھو کھینچ  
 یہ میں گے پھر اس کی لڑائی پھر کھینچ

۱۲۴  
 دنیا میں نہ رہنے سے ادراغ نہ تھا انکا  
 بے ہوش کی بوجہ تھی وہ بیجا نہ تھا انکا  
 گھر خالی نہ رہا کا عراغ نہ تھا انکا  
 دل اٹھ نہ اٹھا پھر وہ نہ تھا انکا  
 نہ زخم کھاتا کھاتی بہا کر نہ تھا  
 یہ غم نہ زبیب کا گریبان چھوٹا تھا

۱۲۵  
 قدر انکی کہیں غم عداوت کی زبانی  
 اول انہیں مولائے کہا حق شناسی  
 وارث تھا علم کا شہر مراد کا جانی  
 شافعیہ رہی درست درست انکی نشانی  
 جبرار زمین انکو یوں میں نہ تھا  
 میر نے شرف انکا پیر سے نہ تھا

ناکہ پیر نہ کہ ہائے دراز  
 سجیدیں اٹھانور کہ نہ گئے بھور  
 یہ غل تھا کہ در در نور ہے جی کہ کس  
 آستہ ہی پر ہوا فافا تم ازیر جو سید در  
 بوجھ نہ تو ما تھوں تو ذرا تھیم کی کیا  
 بدو مٹھ دیا کیا از دینیں مالک نہ کیا

در در کے کما احمد سرس نہ فقہارا  
 وزیر علی مدار کو گفت رنے مارا  
 بھونے اٹھا با علم اسوقت ہمارا  
 رونسے لگی اصحاب گہ کیا کیا  
 انہوں کا دواں جمع ہو گیا جو بھرا  
 کہ جس کی طرح جاہر سجہ جی سہ تھا

آئینہ کی مانند تھا ران پیش پیر  
 اس آئینے میں دیکھتے تھے یوں کی بوم  
 مٹی مٹی اٹھانور کے آگے صفت کمر  
 بھلا کی روداد بیاں کہ تھے تھن  
 بیہاد بجا رہا بچتے سے اسم زنی  
 اسم اسم تن گونش سب صابی تھی

یوں بقرہ میں لکھتے تھے  
 جس مٹی میں بھور کہ نہ مدت ہو نہ تھور  
 فردوس سے نوزیک تھا تیرا بیجا بھور  
 کہ جاہر نہ زار تھا کہ جاہر نہ تھور  
 سجہ بیاں اس روشن مٹی اسوں دو کمر  
 اسم کھوں سے بجا بھور سے کھوں

۵۲۱  
 اسد مونس میران تم دیکھو مولا  
 کوہ قون پناہم دیکھو مولا  
 جگر کا تم قہارم دیکھو مولا  
 ستاقی دوران ام دیکھو مولا  
 جھانکی کی ترس قدر بند کھنکھو مولا  
 یوز و پناہ لاش کو مولا

۵۲۲  
 کیا دیکھتے ہیں ان کی طرف اہل کیم  
 بہتر کئی ذوق بہ علم لا تر جیم  
 کہتے ہیں جو بچوں کو دیکھتے ہیں  
 افغان کہ بار الگیا جیت رہا برا  
 تا بوقت آخر جگر مٹا رہا برا  
 انجام پیم کے علم دار کا دیکھو

۵۲۳  
 بہلاش کب کو کو فرشتوں کا پیر  
 مبادت کے پادریوں کے ہاتھ پیر  
 منہ بال زمر کہیں جوں سے کہیں  
 خیم کہیں موتی کی تاجی سے کہیں  
 کہتے ہیں فرشتے کہ پیر الگ کیا ہے  
 دیکھو پیر یہ موفات خدا ہے

۵۲۴  
 میٹر کو خود جانیہ رسول و مکران  
 چاک اپنا گریبان کیا دست خدا نے  
 دیکھ کر تباہی شمع عقدہ کشا نے  
 بوسہ بوسہ خدائیں مس کشا نے  
 بجائی کی طرح رہتے ہر نقطہ سے  
 اٹھائی سرکار سے ہر نقطہ سے

بدہ کیا تمہارے کہ ہے اوپر تھیرا  
کی لوق پیچرے کہ ہے اوپر تھیرا  
بہترین کو تو ق نہ کیا تھیرا  
تم نام سب سے پہلے کہ ہو کہ ہو تو تم  
ہلنا میں دوج کی تا تھیرا تھیرا  
تھیرا جلال الفت تھیرا تھیرا

بطلن قدرت سے اوپر و شہ تھیرا  
مٹھو کہ کہ تھیرا مٹھو کہ تھیرا  
کہ تھیرا تھیرا کہ تھیرا تھیرا  
تھیرا تھیرا کہ تھیرا تھیرا  
تھیرا تھیرا کہ تھیرا تھیرا  
تھیرا تھیرا کہ تھیرا تھیرا

نہا کو کی دین تھیرا اور سب تھیرا  
کہ تھیرا تھیرا کہ تھیرا تھیرا  
اس بی بی کے تھیرا تھیرا تھیرا  
تھیرا تھیرا کہ تھیرا تھیرا  
تھیرا تھیرا کہ تھیرا تھیرا  
تھیرا تھیرا کہ تھیرا تھیرا

نہا تھیرا تھیرا تھیرا تھیرا  
بہن کہ تھیرا تھیرا تھیرا  
تھیرا تھیرا تھیرا تھیرا  
تھیرا تھیرا تھیرا تھیرا  
تھیرا تھیرا تھیرا تھیرا  
تھیرا تھیرا تھیرا تھیرا



ناکاہ ازدائی کہ غم نام رکھیں گے  
 کیا فائدہ پیشہ کرنا نام رکھیں گے  
 بہترین سب اسم کہ بولیں گے یہ علماء  
 یہ ہے بشارت کہ یہ بشارتوں سے لالا  
 ایمان کا آغاز الف سے ہے تو دار  
 بہترین سے حقانے کی تین تین خوش الحان  
 بہترین کے سہ پہلو تیرا فرائض  
 یہ بشارت پیشہ کرنا بدست ہے جس  
 خطاب اکابر و فاضلین ہمارا

بجز گمراہی کیا وہ قیام عالم  
 نہاں سے یوں کی بخت و قیام  
 روز نگین وہ اوپر علی کہ ہم  
 مظلومی پیشہ کی کھاتہ ہیں ہم  
 تو ہم نے اجازت دی بلا تفریق  
 تم تفریق کو دما دہر پائیں علی سے  
 والی وہ کہاں رہتی بے تلامذہ و شاگرد  
 شہرت سے علی سے گمراہی ہے وہاں  
 بہترین خوشی ہر قدر گمراہی ہے وہاں  
 دن دیکھ کے اچھا سارہ وہی کہ ہونا  
 سرگرم بلا غم و رنج و کلام ہے اس  
 عالم فزائن کی ہیں کھیل نام ہے اس

مقدمہ ورنہ نکلے گا تو افق کالہاں ہے  
دشاہ شہیدیاں کے غزلنی کی دواں ہے  
کوئینیں دہ محنت خاتون خباں ہے  
میں کن باتوں کو ادا کھنڈ امر بے دواں ہے  
گر اس کے چوہن فاطمہ عیادہ خدا ہے  
حق یہ ہے کہ ادا ہے چوہن حق اس کا ادا ہے

بیتا بویہ عبادت تو میں گویہ بیاں  
بونا کہ سہ فرشتہ کا چوہن اٹھالوں  
پیشہ کے فدیہ کے سب بیاں کجا لوں  
بے دوشہ چوہن مارتے ہی میں دشاہ بیاں  
خفی جی بے پریشانی پتہ قلعہ کم میں  
حاضر ہے یہ علم کہ کب کب لڑائی ہو لگ میں

افعال تو تیری باتوں پر پڑتی ہیں دلی  
فوج بوجی جیسے کہ پیر و سہ تھاری  
ہر ایک قدم میری زبان پر آتے جباری  
کرتی ہے علم درستی کی ساری  
شہنائی کی لہجی زیر علم جو گدی باؤ  
خفی جی باؤ اک شہنشاہ کو فوجیہ ساری

محمدؐ نے کہا سب سے بڑا محمدؐ تو ہیں گئے  
بھائی کے وہ تو تھام محمدؐ تو ہیں گئے  
نقطہ تیمان محمدؐ تو ہیں گئے  
ہر کب کہ محمدؐ تو ہیں گئے  
فوز ال ملک بس ہیں بیاں گئے  
بلو شاہ شہیدیاں کی غلامی میں ہیں گئے

۵۲۴  
اے بونہ ولادت ہے نہ دیدار ہے نہ ہمارا

جہاں کہ کو تم آیا وہ دیکھو اے نہ ہمارا  
لاشے کا مقدر میں لگے کسیا رہے نہ ہمارا  
پہلا وہی دیدار علم ہے رہے نہ ہمارا  
تم غم سے آگے یہ تنہا ہے کہیں گے  
اٹھ اٹھ کے کے شاخوں سے سیم کیوں گے

۵۲۵  
نہ تر یہ بیاں سن کے ہو نہیں بخش چین

زنجب کو چکایں ادا ہر کہیں تر تو قربان  
سے پیٹی نہ تو نہ مرو گئی میں پر آزمان  
تو قدرت عباس کا اقرار اس ان  
وہ بولی مرا غم کچھ غم نہ نہیں ہے  
فدیر میرے ماں جانے کا وہ چہ چیتا ہے

۵۲۶  
نہ تر نہ کہنا اور بھی احسان کرے گی

بولی کہ بہن بیاد کا سامان کرے گی  
فرمایا یہ سب کچھ تو مری جان کرے گی  
بول کو بھی لاشہ یہ پریشان کرے گی  
فول نہ تھو یہ سہ لال کے غم کو چیتا ہے  
شہر بلبلین بھی کے شاخوں کی سے گی

۵۲۷  
یہ سن کے تہ تاب کی آغوش سے وہی کو

فرمایا نہ جو جو کہ نہ بیت سے کو  
ہی میں عدو باندھیں گے نہ توں پی کو  
ہر بیت کا علم نہ توں کا کی کو  
یہ انہوں کے حد نہ توں کا کی کو  
پیغمبر کے لاشہ یہ بھی رو نہ نہ کا

دن نیک گھڑی نیک جو پڑھ لکھ کر  
 دیکھ صفت نیک تم نیک پڑھ کر  
 قذیر کے طالع میں ہے - دور تو نیک  
 غریب کے لئے جو ہے اس میں تھا تو نیک  
 کہ نیک کم نہ ہوئے اس میں تھا تو نیک  
 مگر غم افلاک پر نام پڑا ہے  
 دن نیک گھڑی نیک جو پڑھ لکھ کر  
 دیکھ صفت نیک تم نیک پڑھ کر  
 قذیر کے طالع میں ہے - دور تو نیک  
 غریب کے لئے جو ہے اس میں تھا تو نیک  
 کہ نیک کم نہ ہوئے اس میں تھا تو نیک  
 مگر غم افلاک پر نام پڑا ہے

جلالی سادات کہ سعید ازل سے آیا  
 بحرین چلائے کہ دور سے پیر آیا  
 جو بنائے کہ نخل نشانیں چلے آیا  
 جو غیب سے کہ پڑتے ہیں پہاڑ چلا آیا  
 کہ تھینے تھی قبضہ قدرت میں غم  
 ہلہلہ کی ہنس کے نہ ہوئے کہ شاک

زینب نہ عجیب نام لیا پیار سے اس  
 فرمایا میں تو زبانِ یکتا سے چچا چاں  
 رہا رہے کہ مجھے اس سے اب الہ کا چلاں  
 بھٹی کی زیارت کا وہ نہیں تھا بہ چلاں  
 پھر باہر چلا کہ اس میں رہے وقت ہی  
 جیتی بول بلاتیں رہی ماں کہ چلاں

۱۸۲  
 شہزادہ ناگہ جیجی دھرم  
 ک ل کے خلاف کیے چھوڑے  
 کہ ہم سے اور نہیں ملے نہ ان  
 دھرم دھرم کے کی طرف سے نہ ان  
 چھوڑے علی نے کہا بھائی ہے تھلا  
 پیچھے سے فرمایا قدرتی ہے تھلا

شہزادہ ناگہ جیجی دھرم  
 غنیمت کہ ہوئے کہ لگے بھائی  
 تھلا دھرم دھرم دھرم دھرم  
 کہ غنیمت میں کہ انا تھلا دھرم دھرم  
 یہ دھرم دھرم دھرم دھرم دھرم  
 وہ دھرم دھرم دھرم دھرم دھرم

جو سر دیا خدا پر شاہ شہزادہ  
 بہادر کی بار بار چھوڑے  
 بیلیا بیلیا غنیمت غنیمت  
 غنیمت غنیمت غنیمت غنیمت  
 غنیمت غنیمت غنیمت غنیمت  
 غنیمت غنیمت غنیمت غنیمت

ازبک شہزادہ ناگہ جیجی دھرم  
 کہ غنیمت غنیمت غنیمت غنیمت  
 غنیمت غنیمت غنیمت غنیمت  
 غنیمت غنیمت غنیمت غنیمت  
 غنیمت غنیمت غنیمت غنیمت  
 غنیمت غنیمت غنیمت غنیمت

اتنے تیرے کہاں نہ کہ آفرینہ پیر  
 ترانہ کی ہو گئے آقا سے بچا  
 بھول جی سزاوارا کہ آفرینہ پیر  
 عزت ہے جاوید عباد کی تیر  
 حاکم پندار کی اب کو کسی کی  
 پیر کے آفرینہ میں ہو بہا کی  
 بھائی کے دیدار کے بھوکے ہوئی  
 نہ دودھ کی پروا ہے بھوکا ہوا  
 یہ کیکڑھی تیرے کو وہ عاشق باری  
 اور کھوٹا شاید نہ بادل کے جاری  
 بھوکے آقا کے گلے سے بھاری  
 کہ ان میں شیر سے ہلکے بھاری  
 ہفت نے اشارہ کیا پاس کے نہ  
 اہل سب خوب جا جی تم کو کہاؤ  
 یہ آپ سے آئے واسے دودھ پلاؤ  
 یہ عاشق صادق سب اچھل جائاؤ  
 جب تک ہو نہیں پائیں وہ یہ جانی نہ پلاؤ  
 کہ روز مرہ اسے پانی نہ پلاؤ  
 افسانہ کہ مردم آفرینی  
 نہ بڑھتا تھا کم۔ افسانہ پیر زیادہ  
 مشرق تم مصحف و شمس پیر زیادہ  
 شوق ہر نماز و شمس پیر زیادہ  
 کچھ بوش نہ بھلا تھا کہ تیرا نہ بھلا  
 بابا کی بھائی کی بھی سدا نہ بھلا

۱۲۴  
 فہم کہ تھی پیم تو بھائی پڑھتا  
 بلوں پہ بھارت تھے کہ اقا ہیں سہا  
 ہم ذوق ہیں وہ شمشاد کے سہا  
 آگہ وہ کہ تھی حق میں قافل بھائی  
 کھار کھنے قابل تری تو گریہ داری  
 یہ صحت پیچھے کی مانتا ہے داری  
 ۱۲۵  
 آواز نہیں اب اپنی کہ سبیم و بوم  
 بل نہ میری پیم کہ آواز ہیں کیا  
 جا کہ کی غفل میں جو تھے اقا  
 پیچھے ہیں وہ آواز تو عقب تھے والا  
 خدیت کہ دو ہوں اس نے بوم کہ بوم  
 نہ نہیں تھو کہ کھوپ پہ کھوپ کیا  
 ۱۲۶  
 میں سنتے تھے ارشاد شریف سما  
 جہوں سے بڑیں ایس وی غیا کہ  
 میں دیکھتے تھے پیر سے شاہ شاہ  
 جیسے اسٹالین در ریلوں دوسرا کہ  
 فاقوں میں وہ بھائی کی زیارت حکم تھا  
 بوم ذوق ہیں تم کی تلواریں حکم تھا  
 ۱۲۷  
 میں نے بہترین ہونے سب پانہم  
 جہوں تم تاروں سے آواز تھی  
 بہت میں اگر ان قدر تھے تو بوم  
 جہوں اگر ان سے آواز تھی  
 میں نے میں بڑے بھائی ان میں  
 بوم ذوق ہیں تم کی تلواریں حکم تھا

اشدر کے لئے انی غلامی میں اب تیرے  
 غمیں مبارک کا اٹھانا، موبارک  
 ام کچھ نہیں رکھو کم یہ رکھو نہ چکا  
 سر پہ سپرد وہ تاج اور اس کو نہ چکا  
 اس قدر شہاسی میں بڑا جاہ ہے  
 جس اور تو میں کیا کہوں اس شہ ہے

شہ ان سے فرماندہ یہ شہ سے فرماندہ  
 وہ کہتے تھے فزیر کہتے تھے فزیر  
 بہنو کی جو بہت تھی کبھی شہ کا کمربند  
 اور بہنو تو تھے، اس میں پیر کا بیرونہ  
 جو بیعت نہ فقط اسن و دولت یہ کیا تھا  
 مشتاق کا دل بایں عاشق نے لیا تھا

یک جان و دو قالب تو رہا تو یہ شہ اک  
 موبد بخ تازہ کی سب طرح سنو  
 اعداد میں ہیں قالب و بقیاس برابر  
 شہ میں یہ بے شمار کج جان مجیب  
 خود شان سے مکران عجیب شان ان کی  
 قالب بیہوش اور جان بی جان ان کی

نہ ان کی محبت کا فرمان تھا تو نہ ان  
 چھوڑ پڑا نہیں شام و سحر بڑا جاننا  
 کہ چھوڑ پڑا جاننا کبھی والے نہیں جاننا  
 اور والے سے جو کہ انالو یہ مادر کو نہ ان  
 میں فنا کسم کی روح سے ملا لیں دو کا  
 وہ برا کیا کرتا باؤں و دو وقت لک کا



۱۸۶  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



۱۹

شہنشاہ کا قاتل شہنشاہ نے دیاداغ دیا  
 پہلے تو میں بھانپوں گی موت نے مارا  
 اب زور ہے بھانپا رہی صدمہ سے مارا  
 پہلے کو بوجھ دے پیریاں تھلا  
 دودھ دے دے دھیرے کہ تم مر گئے تھلا  
 رو کہ موت پیرا تو خوش کہ گئے تھلا

۲۰

پہلے قلم ایا کہ سر مارا کا کھلا  
 لاں اپنے جوئے کی سبزی تھلا  
 دل کو بوجھ دے جان بول دھلا  
 اس قوت کی قیامت کا کھلا  
 پھر قوت میں دیکھو یہ عین ان کھلا  
 تو اردوں سے باد و مر کھلا

۲۱

زینب نے کہا تم کو کیا اس کی ہنر  
 جو اس کا ہنر کہہ دے گا ہنر  
 فخر کیا اب موت انھیں کی ہنر  
 پہلے تو ہم ہنس کر تھلا کی ہنر  
 پتلا اسی دن کہنے بھائی کو کیا  
 کہ موت نے بڑا ہی کام چھو کیا

۲۲

تو میں کہیں نہ گئے اسے اٹھا  
 بولا ہی نہیں جاتا وہ پیرا کے اٹھا  
 دنیا کا تو پانی نہیں حصہ میں ہاٹھا  
 پہلے میں گود میں کوڑے کاٹھا  
 پانی میں وہاں ہاتھ سے دیا پوٹھا  
 دم کیا کہ سب تو پوٹھا ہاٹھا پوٹھا

جو اچانک کہ بھلا شک تو لاؤ  
 تم کہاتے اپنے نہیں تقا تو بناؤ  
 اور مزید فکر خفا سا بجا دیکھاؤ  
 مگر کھول کر سب کی طرف کی طرف  
 حق چاہے تو پھر بھی تو جیتے ہیں اپنی  
 جی بی کے لئے کس سے ہم لاتے ہیں اپنی  
 ہم غمزداد مگر کہ جسے چاہتے ہیں  
 یہ کیسی باتیں وہ بنانے کی نشا  
 مگر غمزداد بنانے کی نشا  
 حضرت سے کی طرف کہ مشاق مقلدوں  
 شہر بھر کہ تو دیکھیں راقی اور غلاموں

تم جو بوجہ دہانی میں آئی ابھی سے  
 بھائی کی کمر توڑنے کی بھائی ابھی سے  
 بوجہ جی ہوئی اکھوں کی پتیلی ابھی سے  
 سہ پون نظر لاش کی خفا کی ابھی سے  
 ارمان نہ پوئے تو بوجہ کشتہ علم کے  
 علم لاش مری لاش نہ سائے میں علم کے  
 تم جو پڑ پڑاے گا نہیں ملانی تھلا  
 تم جو میں مردہ نہ آتا روگے ہمارا  
 اندر علم سدا کیسے ہم سے کنار  
 ہمارے میں تا بوقت ہمارے نہ ہوا  
 تم جو بھٹ گئے بھائی سے تو بھٹ گئے بھائی  
 مگر کیا نہ بھٹ گئے ہم لوگ بھائی

قازانی نیکو نام **ح**  
 اور در کے قریب ان کے دو بھائی  
 بچاؤ کے کہلے تھے بی بی کو بچا  
 زینت کے بسبب بچا تو در کے نیا  
 کہتے ہیں کہ بچا کو لاکھ کے نو میں لگا  
 مہر ان کے بچے کو دیتا ہے پھر وہ

اگر تیرے پاس کا بڑا بڑا تم  
 بی بی میں مصدوم کی تیرے قلم  
 شاید مری نہ ہو تھیں نہ ار کی تم  
 جنت انہیں تو تیری نہ تیرے قلم  
 مہر ان تصدیق یہ کی تیرے قلم  
 یہ باغی سلطان در تیرے قلم

ننگ در دولت چواری کا ہوا  
 چھلنے لگا وہ دھڑک رہا تھا  
 سامان سواری یہاں ہو تو ہل  
 وہ بڑا فخر زینت کرتا تھا

اس جانب خیمہ بڑا تھا کہ بہت  
 یہاں تھرتھاپا علی و تہمت  
 اس کی طرف سے یہاں تھا  
 کہ یہاں کوں جاکے تیرے قلم

اس کی طرف سے یہاں تھا  
 کہ یہاں کوں جاکے تیرے قلم  
 کہ یہاں کوں جاکے تیرے قلم  
 کہ یہاں کوں جاکے تیرے قلم

اشدتِ چلانتہ در شکرِ چلانتہ  
 قلم و پیکر کی تو ریتِ فکر کا  
 سکتی تھی غمِ عالم سے تو ریتِ فکر کا  
 طالبِ ہوا مرثیہ کی یاد کا  
 دشتِ ہوا کی اسیرِ پیکر کا  
 پیر و نہ ہفت عشرِ پیکر کا  
 اگر دیر سے  
 میرِ غمِ پیکر کی مرثیہ پیکر کا  
 محرابِ قادیان کی بھی نہ پیکر کا  
 چمن گیسو سے پیکر کا  
 مہم جو پیکر کا رختِ پیکر کا  
 مینا کی دین میں تھا پیکر کا  
 علمِ پیکر کا رختِ پیکر کا  
 جو کس سے کیا زینِ مرثیہ پیکر کا  
 یوسف کی بیویں چمن زین میں پیکر کا  
 پلورنگی دیکھو یہ پیکر کا  
 گویا کہ کسی پیکر کا رختِ پیکر کا  
 یوں زین پہ زینت تھی علمِ پیکر کا  
 جیسے دل مومن میں ہو پیکر کا  
 دوزخِ مواب غم کے میدان کو دیکھو  
 ہاں اب جو بادل کے سماں کو دیکھو  
 مجاہد کا سوزِ کرمِ حسان کو دیکھو  
 سقائے بیکسے کے سنا خان کو دیکھو  
 کرم سے بختِ کلمہ کی گروہ پیکر کا  
 اس کے مضامین میں اس دوزخ پیکر کا

۱۰۰۰  
 بلند اذان غلطے میں ملے  
 صف میں فلک چین چین کہم کہم جلا  
 روم تم تو سن کے نشان رہ پیا  
 چینک کی طرح اکھنڈ پیر پیر  
 چلائی ہے شوکت کہم درود انہم جلا  
 زمانہ ہے سو کہم کہم کہم جلا  
 ۱۰۰۰  
 جہولم کو غنوں میں امتداد کو  
 شہر میں پور کی بجلی تھی جلا  
 یہ کج گزار تھے یہ کہم کہم جلا  
 ہر توجہ کہم کہم کہم جلا  
 صدر فرس بازو سے شاہ وہ جلا  
 شہنشاہ ہے خلافت کی زبان پر  
 ۱۰۰۰  
 گھوڑا جو توب کہم کہم کہم جلا  
 کہتے ہیں عدد تیر کہم کہم جلا  
 بعضوں کا اشارہ ہے کہم کہم جلا  
 ہر توجہ کہم کہم کہم جلا  
 تو میں ہے کہم کہم کہم جلا  
 افلاک کے ذیشان میں کہم کہم جلا  
 ۱۰۰۰  
 جب اب ہی آہ غشہ کہم کہم جلا  
 کہم کہم قیامت ادھر کہم کہم جلا  
 پہلچو کہم کہم کہم کہم جلا  
 وہ کہم کہم کہم کہم کہم جلا  
 جب ہاتھ میں توار کہم کہم کہم جلا  
 تو میں کہم کہم کہم کہم کہم جلا  
 کہم کہم کہم کہم کہم کہم جلا

یہ بلوں کے پستان اور یہ جہاں کا تم قہر  
 اس ملک میں بھی عارفین پر نور کی قہر  
 زلف و خط و ابرو کا عجیب و غریب قہر  
 بس ایک انجمن میں بیٹھیں یا قہر  
 جتنی کہ قدرت کی تاجی کائنات  
 یہ بے نیل پتھریں انھوں کے عیاں

اے  
 کہ وہ سب اس شمع کا تیری جانتا  
 اس بے باکی کی بجائے اور یہ زلف و قہر  
 اس شمع کا دینا ہے ایک یوسف کمال  
 بندہ میں کہ اب اس شمع کی طرف  
 حکم یہ ادھر کی قدرت کا ہے پور

خادہ ہیں شجاع ان کے ہیں یوں بیجا  
 بندہ ہیں غی ان کے ہیں حق بیجا  
 بہت کہ کھل دیتے ہیں یہ حق بیجا  
 اعجاز کو اعجاز کر است کو است  
 کیسے بی آدم کہ یہ آدم کہ شہزاد  
 کس حق میں عالم یہ وہ عالم کہ شہزاد

اہمیت و زبردن پاک و لایا  
 ہر ایک شجر کو شجر کی منہ پھیلا  
 ہر ایک جگہ کو جگہ پر بنایا  
 مردوں کا یہ عالم اور اس جگہ  
 جیسے کہ چوکیں دھوپ ہے اور کون



کیا شمع کیا غازی حق میں کی نظر  
افراد خدا حین میں بھر پیں گے  
ما جو دم نظارہ ہر اک جہان بزم  
آگ نہیں بڑھتی ہے نہ بجھتا ہے  
پہاڑ کا چوہہ گھبراہٹ کہ مینا جھپٹا ہے  
چکوں کیوں کیوں کیوں کہ دریا کھڑی ہے

وہ مطلع ابرو جو جب تو حیرت خیز  
نہانی نہیں اس فرد کا پیت دو لکڑی  
کچھ نہیں یہ بات سہو کی فنیات میں  
ایسا نہیں اک بال پر دیاں ہاتھ  
تغیے کیلے کہ آدم آباد ابھی ہے  
کہہ دے بھوس کی محراب بھی ہے

گواہت ہیں تیرے گم قور کی جا ہے  
موت کی یہ مرنے کی تیرے قور ہے  
اک دانہ کلم اس سے مرنے کی جا ہے  
جی تھی کلم کلم درون صفا ہے  
بھوہ ہے اور پشیم ام ایس زبانی ہے  
جو وقت نہو کہ قور ہے دو زبان ہے

پتھر کی نام اور گونہ ہے یہ کہنے  
دیر ہے جہت کا غنیمت ہے یہ کہنے  
وقت کی بات کیا کہنے ہے یہ کہنے  
ایمان و کرمیت کا غنیمت ہے یہ کہنے  
کب کلم ہے اس حد تک کا کہنے  
ہماری کی تحصیل قور ہے یہ کہنے

اس حسن سے دیو کا وعدہ دروں میں  
 رہن میں ہو تو تم میں باہم پیلیں ہیں  
 ایک نہ غیر لائے غیر دار کہاں ہیں  
 عمر صفا و اجاس میں بھی غم نہ لائیں  
 کیا ہو گا اگر کسی ایک سے اجاں ہیں  
 بس خاک میں اچھائی کہ ہو جیسا ہیں

انگلیوں نے نہ تیرے شمع بجھائے  
 سب فوج نہ تان دے کہ ہو تو لگا کر  
 کہ مر رہے تو لاکھ نہ ہو تو لگا کر  
 بوجھان میں نہ تیرے شمع بجھائے  
 کہ بولادہ ہو تو علم نہ ہو تو لگا کر  
 کہ نہ کہ لگا کر نہ تیرے شمع بجھائے

کیا دیکھتا ہے سعد کا ترنہ زبیر کا  
 ہیں گرو سوار کی کیل میں پیچھے خبر دار  
 چلا کہ کہا دودھ ہو رہی ہے تیرا پیلا  
 لم کیسے قیدی ہو قیدی کے کہ تیرا  
 لائے ہو تیرا کہ تیرے میں ہے تیرا  
 ہے سر پہ اعلیٰ ہے وہ عید ہو رہی ہے  
 کی عرفیہ زبیر دروں نے نہ لکھی ہیں  
 پیچھا تھا ہیں اپنے تو نہیں اجاں کہ  
 طوڑا ہے کہ ہم نے لکھی ہے تیرا  
 اس کتاب کی کہ کوئی اسے لکھی ہے  
 ہم نے جو ہم اس خوش کو لکھی ہے  
 ہے کہ کیل میں دھوپ کو لکھی ہے

۱۰۱

چلو کہو کہ جس کے خیابانوں میں قتلوار  
لگا رہا مگر غیبی ہے گھر یا رہتھارا  
مگر اس کے وہ بوسے کہ عیلا جب تم ہمارا  
اک چھوٹے سے بیٹے کی غفلت میں جا  
پیر پیچا کھانچہ کہ نہ کسی ہے  
مداوت کے زخموں میں اتر کر رہا

۱۰۲

اسوار نہو واجب اسوار شکر کا پیارا  
اک طفل حسین وہ ابتلا کہ ہے پیکارا  
اور غصے سے ہاتھوں سے گریا کرتا  
سے زخموں کو فوجی کی ڈی کو اٹھاتا  
مرنگی و حیدر کا سب کچھ کھاتا  
بناک درخیمہ وہ بوسے پہاڑ ہے

۱۰۳

اب غلج بہ کہ نہ کیلئے تے ہیں اکیم  
مر پادوں پہ مار رہی ہیں کہ خور تہ پیر اکیم  
اور سب بوجھ دودھ کا جوتہ تہ پیر اکیم  
اس طرح وہ روتی ہے کہ نہ جوتہ پیر اکیم  
زینب کہیں یہ ہم ہے کہیں میں ہی تھا  
ذاتیہ ہے کہ اسے پہن کر تہ پیر اکیم

۱۰۴

قوتی تو کے عمر نہ دیا جا سوسو کو قوت  
بواہ مراد اقبال سے نہ اڑا کھانا  
بجائے نہ نہ کہ کہ لادہ و غنیمت  
کیا کہتا ہے یہ دودھ نہاں تھا کہ نہ تھا  
کہوں نہ نہ نہ کی سوزن سے کہ نہ نہ تھا  
ہم نہ نہ نہ کی پونچوں تا وہ نہ نہ تھا

عشق

اس نام آن میں ہیں کہ مراد اللہ  
 تم ان کی تلاوت میں پڑھو تو بخاتم  
 یہ نام سب جمع مالک حسرت  
 باعث یہ تو مسرت سب بدعا  
 اس نام کو بیرون نثار پائیدار

عشق

کہیں مرثیہ کا کن پیر کی پیر  
 قدرت کا نشان کن پیر کی پیر  
 فنا کی زبان کن پیر کی پیر  
 دین و بھلاں کن پیر کی پیر  
 منہ دنیا ایک حسین ابن طیب  
 خوار شکر وہ ادبی و ادنی ہے

عشق

جو نصرت باطل کا وہ فانی پیر  
 مصحف کو رکھیں سر پہ شکر پیر  
 کہ کہیے گلستان جنت ہوا تم  
 جادوی جب کو تیرے نام دیکھ  
 پوچھو بیباں میں کوئی تیرا کہوت  
 کہ جسے آئے کہ پیر جہم ہے

عشق

پوچھو جو تم دوزخ کو ان بھر  
 کہ یہ پیرت صبح کہ زہرا کا پیر  
 کہہ کہ کہ کن نوبت کا تیرے  
 تیرے تم کھائیں کہ تیرا کھا جو  
 آگاہ ہے کہ ہر شہوار مسرت  
 کہین کی ہے آبرو اس دوزخیت

گوش کے کھلنے پر  
خبر کیس نہیں پیر وہ بڑے شعلے  
ہلچل مڑیں کہوں اور استہزائی  
افانک پلکڑیں دھندلے  
ہم ٹھیکیں جو بڑا بڑا کون فرشتہ ملک  
جہاں پلکاریں کہو وہ زما کا غلبہ

میرزا غلام آصف خان بقیہ اللہ

کہیں کوئی بیسیاں کا طوقاں نظر آیا  
 ایوب اکبر گنج شمسیدان نظر آیا  
 یوسف کو یوسف نہیں بچاں نظر آیا  
 شمیم کو بکریاں یہ سال نظر آیا  
 افسانے محفل کہ تافت نہیں کہتے  
 کشمیر کا جو بیٹوں سے اور آفت نہیں کہتے

عزیز بنام افروز تیر قلم نام

۱۴۳ عجز کی گلیں کھلتے ہیں گلشن میں ہمارے  
 ہر قطرہ گم نہ رہتا ہے سوسن میں ہمارے  
 ۱۴۴ آرام ہے یہی کفر اذیت ہے ہمارے  
 حیران ہیں سب میں وہ قدیر ہے ہمارے  
 ۱۴۵ جاننے دو حق نہ کہ اگر صلح کی ہے جاہ  
 پیسے شہ فہم سے میں اطفال شہ  
 ۱۴۶ جو بگ میں نے فرمایا۔ بھلا نہیں نہ مانو  
 کہ بے نیکیں تیرے تار تار ہیں جاہ و جاو  
 ۱۴۷ سب کے تپیں خالق کا ارادہ نہیں گنا  
 اب جو دوزخیاں کا خزانہ اندیشہ  
 ۱۴۸ گم ہوں کی کس کو سے نہ کہ ہم ہمارے  
 ہر قطرہ گم نہ رہتا ہے سوسن میں ہمارے  
 ۱۴۹ سب کے تپیں خالق کا ارادہ نہیں گنا  
 اب جو دوزخیاں کا خزانہ اندیشہ

ابراہیم کی وہ حالتیں پہ جو ہمارے قہر کی  
 جوفان حقاہ و جہنم میں کمزور کی تھیں  
 کہ یہ تو تامل میں عمود ہے کم قہر کی  
 جو کتنی ہستی تھی وہ عواقب عدم تھی  
 غی حاکم زمین نے ہمارے قہر کی کیا کیا  
 بالک نہ ہمارے قہر قہر قہر قہر ہے

بہم زبدم قہر سے الموت پکارا  
 صبر سے ہونے والی یہ کھوں کہ کلب  
 عذاب کو یقین ہے اب دم قہر کی بار  
 وقاب ہو قہر قہر قہر قہر قہر قہر  
 نہ کہ تو تم کا کھانا نہ کہ یہ قہر قہر  
 شاہ کو کہتے ہیں کہ قہر قہر قہر قہر

ابو یوسف کا قہر قہر قہر قہر قہر  
 دین قہر سے پکارا کہ کھانا قہر قہر  
 بڑا کھانا پکارا کہ کھانا قہر قہر  
 جو دین قہر قہر قہر قہر قہر قہر  
 قہر قہر قہر قہر قہر قہر قہر  
 پانی قہر قہر قہر قہر قہر قہر

قہر قہر قہر قہر قہر قہر قہر  
 ابو یوسف کا قہر قہر قہر قہر قہر  
 دین قہر سے پکارا کہ کھانا قہر قہر  
 بڑا کھانا پکارا کہ کھانا قہر قہر  
 جو دین قہر قہر قہر قہر قہر قہر  
 قہر قہر قہر قہر قہر قہر قہر

۱۲۱  
 منیابی آب و شربتی رخ و دود من  
 طوفان ساهفتا خاد و هوای من  
 از دره جویم رخ من ز ندوں که دامن  
 دم بگویم انوقت بعد الفظ عدم من  
 منم که می آید از این غش من یمن غش  
 پیچیده غش که غش من تو را که غش من  
 ۱۲۲  
 فانی که صفت زکریا من که بیا  
 انجا که کسار که بیا من که بیا  
 که کسار که بیا من که بیا  
 بیا که بیا من که بیا  
 بیا که بیا من که بیا  
 بیا که بیا من که بیا  
 بیا که بیا من که بیا  
 بیا که بیا من که بیا  
 ۱۲۳  
 گوشت و فواید از من و دوزخ و جهنم  
 بدو که دوزخ و جهنم من که دوزخ و جهنم  
 جهنم که دوزخ و جهنم من که دوزخ و جهنم  
 جهنم که دوزخ و جهنم من که دوزخ و جهنم  
 جهنم که دوزخ و جهنم من که دوزخ و جهنم  
 جهنم که دوزخ و جهنم من که دوزخ و جهنم  
 جهنم که دوزخ و جهنم من که دوزخ و جهنم  
 جهنم که دوزخ و جهنم من که دوزخ و جهنم  
 ۱۲۴  
 جبهه که از من و صفت و شمع و بیا  
 که از من و صفت و شمع و بیا  
 که از من و صفت و شمع و بیا  
 که از من و صفت و شمع و بیا  
 که از من و صفت و شمع و بیا  
 که از من و صفت و شمع و بیا  
 که از من و صفت و شمع و بیا  
 که از من و صفت و شمع و بیا  
 که از من و صفت و شمع و بیا



ان وقت سے آپ کو بڑا بڑا فرق  
 برپا ہوئی ہمدردوں کو جو ہم کو کہتے  
 ہر فرق کو فرق سے اور فرق پر فرق سے  
 دل لینے سے فوج ہم کو کہتے اور فرق سے  
 قوم کو تو مرنے سے اور بیچہ بچہ سے  
 بدست سے بل بچھڑوں سے جو کہتے

مہم وقت پر فرق فرق انداز سے کہتی  
 غلوں سے صدر وقت کے انداز سے کہتی  
 گو کہ انداز ہوش اور انداز سے کہتی  
 بیروں کو یہ رفتار یہ پہرہ انداز سے کہتی  
 ہم نے وہی کیا یہ انداز کا کہتی  
 بجلی نے وہی کیا یہ انداز کا کہتی

تو اگر کبھی غرض فاشک سے نکلی  
 دینی جو زمین میں تو فاشک سے نکلی  
 حسین دل کو فاشک سے نکلی  
 غفریں چچی سے تپاک سے نکلی  
 ہارو جو ہاراک اور ایسا کس سے نکلی  
 ہم رنگی سے جو کلمہ اور کلمہ سے نکلی

مشاہدہ کی تھیں جو صفیں نشانی  
 کہ کوئی نہ مال میں کہ فاشک سے نکلی  
 یہ کہ ہم نے تپاک سے نکلی  
 نشانی طرح دور کیا ہارک سے نکلی  
 ہر سمتوں کے پیمانہ دل سے نکلی  
 مژوں کا دیکھنا کہ وہی بچہ بچہ سے نکلی

۱۲۱

منازعات شریعت پر پارساں کی چھٹیاں  
 بوسیدہ ہوا کی بقیہ میں ہا کی تنہا  
 گشتیں کہاں چھپا گئی شانے کی چٹیا  
 اسوار کو سیدھا کیا تو سن سے اوجھل  
 قود کو کھتا تھا اسے کل پر ہوش  
 مہربانوں کے ساتھ کہہ کر اگے بڑھو تم

۱۲۲

اٹا ڈالو یہ رنگ میری فوج کی  
 کھانے کی بوند کا موارن میں اتر لو  
 مخدوم زہرا شریف وقت کا پتہ پھرا  
 انہی پر کھرا کہ رہیں اب دور رہیں  
 غلبت سے نہیں دن کی میری فوج  
 باتوں کو روک دے گشت افراش افراش

۱۲۳

دن میں ہوا کی روکنے والے کو تپایا  
 شمشیر کی جگہ پر کہ نہ رہے کیا  
 اس درخت کا چوڑا موعج میں کیا  
 دیبا گھر عمارت کے پانی میں نہایا  
 انکلی سے جو ماحول کا تپا کیو تو تھا  
 دیا کا شعلہ موموں سے پات پات تھا

۱۲۴

دریا سے مخاطب ہوا میرا جوجا جاتی  
 کہ میں نذر کیا تم میں لکڑی پانی  
 کہ اتنی تیرا شوق سے اس بحر ثانی  
 پہلی لہروں کی تھم میں پہنچا پانی  
 جو جھوڑا دشمن دہائی کی تیرا  
 قہر میں کہ بوسہ لجا پانی کی تیرا

دیکھو بے شک بنائے ہوئے نکلے  
 کہ جس کے قلم میں امن ہے نکلے  
 برف کا کمر دار کھڑا ہے بلبل  
 پتوں کی آوازیں گراں تھیں بچوں  
 مٹان کا علم دیگھتے تھے دیویدیاں  
 وہاں نہ رہے غل اٹھاتیاں دیویدیاں  
 تیار یک تھانے ان میں تھی نظریں  
 ہم اوشنیک کا بواڑہ قنارا پہ  
 اگر نہ دھاکے غلام اوتارا  
 جھک کے درغیم سے زینت پہلارا  
 بھارت کی گاندھی کو جیو غورا  
 سستی انوں کم اب تم نے کھڑے  
 محنت نے بہا کا کھڑے گھڑیاں  
 خیریت کے باؤں میں  
 ہر بات پہ منہ کرنا ہوتا دھاری  
 موقوفی ہیں اب راہ ہوتا دھاری  
 اب کہ سے چکا جان کو کھڑے ناری  
 محنت میں جیتے کہ اس اندوہ تہ  
 سب گھر کی تباہی ہوتی تھی کہ تہ

نثر کے یہ کھنکھاتی وہ ناز و نغمی پانی  
 جس سے یہ بلبلیں نہ چچ جان پڑ گئی  
 زبان ہونے لگی کہ یہ میں بھیجے والی  
 اتر نہ دے کہ اس شیر عالی نے  
 جہوت بلبلیں میں چچ جان کی کوئی  
 یہ بالیاں کھنکھاتی تری اڑتی دھنکی

ناگاہ ہوا غم و غصہ تیرا بالہ  
 اور پیچھے گئے دل کو پھر کراہ والہ  
 غمزدہ سے پہلے زینب غمزدہ نکلا  
 ہو چھا دیکھا شاہ شیداں نہ نہ والا  
 اب غمزدہ نکلتا ہے کچھ مڑا ہلکا  
 سینہ پہ کھاتم کرے سب بھائی اولاد کم

زینب نہ ہو گردن ہر طرف نہ بھڑکی  
 چلائی کہ سہا سہا نہ مرد کی کالی  
 اک چیر بیکر کرے گھر سے نکلے گی  
 پیچھے نشان کہ ہے کم پوچھ دے دھانی  
 باز دے دل و رات کم تو لگی دو گو  
 مٹھتا امر سب بھائی کا غم تو گیا دو گو

کھنکھاتی وہ نغمی بلبلیں یہ غمزدہ  
 باقی پہ چوتھے کہ نشان کا کھنکھان  
 دریا پہ صفت ہم کہ جہاں چھلکاؤں  
 اداں کو بھی اس وقت جیتے سے بلالوں  
 بابا کی شہادت کا قتل تازہ ہو گیا  
 سیدہ مودت میرا چچ بھائی ہو گیا

PR

۲۴

بہارِ نبوت کو پکارتی وہ دلی الشکار  
جہاں جہتِ حقیقی تر از عبا بن فروغِ طیار  
دستِ اذن تو سالار کردی تمام نیاجار  
وہ بولی کہ بالکل ہیں خضر و شہزاد  
جو کہ ترقی میں ہو کھڑے ہوں اور جان  
اکبر و غیرت سے لگا کر ملک و سرحدیں

Plz

مہر انی نہ خفا کبر نظام کا دیکھو  
فقیر الیا شمرات نے تھر کے سر اٹھا  
بجھیں کہ در قمانے علی اکبر نہیں ملدا  
زینب نے دیس پید پچھوئے منہ چھ پر لیا پیدا  
پاں غور فغاں گنبد و دار میں ہو پونجا  
سر دار وہاں لاش جلدار یہ ہو پونجا

Pin

وہاں کہ عہدِ ارا کو تو بانی کی ہے عہد  
مُختار ہے یہاں دیہات کے قریب کی عہد  
گاہ بہار کہ بات سے اللہ کی تائید  
ہم پڑھتے ہیں کہ یہیں کہی کہ کچھ قیام  
نمودتیں کہی عبد اللہ کا بیابان ہے  
محبوبِ انجلی کی رسالت کا بیابان ہے

pink

جہود و زبانِ شیر کرار امانی  
 قلعا کھنڈن سید ابرار امانی  
 شہنشاہِ سہرا فدیہٴ غفار امانی  
 مختار و واعا بربیکِ رمانی  
 پیرِ پیدیں ترس بارہ امانی  
 پشیمانی ادا کے نام و نیمِ صدق

۱۲۵  
 شہزادہ پشکر کے یہ بیاہ روز سے ہوئے  
 بھائی۔ مرزا بابا۔ مرغی مار روز سے ہوئے  
 بھائی۔ مرزا اکبر۔ مرزا اکبر سے ہوئے  
 بھائی۔ مرزا شہزادہ۔ مرزا شہزادہ سے ہوئے  
 بھائی۔ مرزا شہزادہ۔ مرزا شہزادہ سے ہوئے  
 بھائی۔ مرزا شہزادہ۔ مرزا شہزادہ سے ہوئے

۱۲۶  
 قازان سے دعاوی کے یہ شہزادہ بیاہ  
 خالق علی اکبر کو کہہ کر سے صاحب بیاہ  
 شہزادہ کی ترقی ہوئی اور الیٰ الیٰ ہوئے  
 بھائی۔ مرزا شہزادہ۔ مرزا شہزادہ سے ہوئے  
 بھائی۔ مرزا شہزادہ۔ مرزا شہزادہ سے ہوئے  
 بھائی۔ مرزا شہزادہ۔ مرزا شہزادہ سے ہوئے

۱۲۷  
 شہزادہ پشکر کے یہ بیاہ نہ بیاہ  
 شہزادہ کی ساتھی بیاہ ہوئے  
 شہزادہ کی ساتھی بیاہ ہوئے  
 شہزادہ کی ساتھی بیاہ ہوئے  
 شہزادہ کی ساتھی بیاہ ہوئے  
 شہزادہ کی ساتھی بیاہ ہوئے

۱۲۸  
 شہزادہ پشکر کے یہ بیاہ نہ بیاہ  
 شہزادہ کی ساتھی بیاہ ہوئے  
 شہزادہ کی ساتھی بیاہ ہوئے  
 شہزادہ کی ساتھی بیاہ ہوئے  
 شہزادہ کی ساتھی بیاہ ہوئے  
 شہزادہ کی ساتھی بیاہ ہوئے

<p> <b>اولی</b>          چلائی پیر شہ پیر پیر گے روک          اتوں کی توئی پیر پیر گے روک          ہسہ سہ سہ سہ سہ سہ سہ سہ          اہم ہم ہم ہم ہم ہم ہم ہم          غم غم غم غم غم غم غم غم          جھلک جھلک جھلک جھلک جھلک          جھلک جھلک جھلک جھلک جھلک       </p>	<p> <b>دو</b>          جوئے نہ ہو گا یہ کہی اہل وقت          جوئے نہ ہو گا یہ کہی اہل وقت          کہیت ہو گا یہ کہی اہل وقت          کہیت ہو گا یہ کہی اہل وقت          کہیت ہو گا یہ کہی اہل وقت          کہیت ہو گا یہ کہی اہل وقت       </p>	<p> <b>تیس</b>          نہ کیا درایت میں کہ لائے کو بیٹھا          نہ کیا درایت میں کہ لائے کو بیٹھا          نہ کیا درایت میں کہ لائے کو بیٹھا          نہ کیا درایت میں کہ لائے کو بیٹھا          نہ کیا درایت میں کہ لائے کو بیٹھا          نہ کیا درایت میں کہ لائے کو بیٹھا       </p>	<p> <b>چالیس</b>          گرا گرا گرا گرا گرا گرا گرا          گرا گرا گرا گرا گرا گرا گرا          گرا گرا گرا گرا گرا گرا گرا          گرا گرا گرا گرا گرا گرا گرا          گرا گرا گرا گرا گرا گرا گرا          گرا گرا گرا گرا گرا گرا گرا       </p>
---	--	---	---

خوشتر عزادار ہوں تھے مرنے والا  
 اور ان کے پیچوں کیلئے بھیجا تھا  
 دین سے سب بھائی اے اے اے  
 لازم ہے حلال ان کے پیچوں کو حلال  
 اس رخ سے دیکھ کر انا بڑا  
 پانی بھلی کام کو انیس مقرر ہے  
 اب لاش بڑا بزرگ نہیں بھلا  
 زینت نہ کیا پہلے بن رہی تھی  
 یوں سے تو بنی زاد دلی کی مر بھلا  
 وال یوں نہ مرنے کے لئے نہ بنا  
 بھلائی کہ ہمارا سب سیدیم کو اٹھو  
 ہمیں حسین اکتب قیام کو اٹھو  
 زینت نہ کہ سونہ کی یہ کون گھڑی ہاں  
 سب بھائی اٹھو تو تم کہہ گھڑی ہاں  
 رو دینا میں رو دینا تو سب کہہ گھڑی ہاں  
 بلا ب تو تم سے نکلتی یہ بڑی ہاں  
 اس وقت سہا ہے بوقت بیکو  
 بھائی کے ہونا میں بیکو  
 ناگاہ کہ مال میں یہ نہ کیا ہے  
 دھوکا ہے تم نہ بھائیوں کی ہے  
 مگر کھول کے کہہ کر میں صحت کیا ہے  
 جی کہ میں غلوں کو مرنے کی چھپا  
 میں نہ انہیں نکال کر دیا گیا تھا  
 اب لاش بھلی بھلائی چھپا  
 نہ ہے



وہاں

اگر شخص کو کسی زیارت سے منع کرنا  
وہاں میں گئے تھے تو ان سے منع کرنا  
رواں سے تم بہت سے باندہ کے بچاؤ  
وہاں چاہا کہ کسی قریب سے دھکا  
وہاں کی کہیں اگر دھکا ملے گا  
وہاں سے چھوٹی سی قدر بڑا ہو گا

وہاں

جہاں سے اس کی وہ توبہ کرنا  
وہاں سے توبہ کرنا  
وہاں سے توبہ کرنا  
وہاں سے توبہ کرنا  
وہاں سے توبہ کرنا  
وہاں سے توبہ کرنا

وہاں

زیادہ سے زیادہ پوچھ رہی ہے  
وہاں سے زیادہ پوچھ رہی ہے  
وہاں سے زیادہ پوچھ رہی ہے  
وہاں سے زیادہ پوچھ رہی ہے  
وہاں سے زیادہ پوچھ رہی ہے  
وہاں سے زیادہ پوچھ رہی ہے

وہاں

کچھ بہت سے معلوم ہے  
وہاں سے زیادہ پوچھ رہی ہے  
وہاں سے زیادہ پوچھ رہی ہے  
وہاں سے زیادہ پوچھ رہی ہے  
وہاں سے زیادہ پوچھ رہی ہے  
وہاں سے زیادہ پوچھ رہی ہے

دل بہت کھلے گا کہ یہ بولی ہو دل افکار  
 اچھے چاروں کے پیچھے سے ہو نزار  
 ہستہ تپیں جو کیا کھلے گا کہی با  
 تم نہ بلایا نہ دعا دی نہ کیا پیارا  
 تندرست رہو یہ ملک کے دینے کا کام  
 کہہ دے تم کو دینے کی کوکھ

۱۲۱  
 کہ کچھ بھی چاہو نہ غلامان  
 ادا کرے گی اسے چاہو چاہو جان  
 لاشے سے لاشے میں قرباں میں قربان  
 شرمندہ ہوں اسے اور وہ نہیں سے مرنا دن  
 قابل سے سوچو بھی رکھتا تین دن  
 کیا کہیں سے ہاتھ لگی رکھتا تین دن

۱۲۲  
 غیور ہیں وہ کہ اب نہیں رہے غلامان  
 ہرگز نہیں شہر سے ترقی نہیں لگا  
 دے اور علم ہو جائے کہ شاہ و بہا کجا  
 لے شہر سے عجبات و دو عالم کی ماں کا  
 اچھ سنو کہ تو نہ تو جھینے کی باب  
 ہوا عورت کی قیمت الٹی نہ دیا ہے  
 تمام شہر

۱۲۳  
 میں سنا رہی  
 سدا رہے میں غلامان  
 سدا رہے انہیں سر و زمان  
 جی بہا نہ گاہو تم کی میں دیکر  
 تو ہم نے کیا گوشت و دان کھئے

دُعا کی

یکیتا سبھی رتبہ علا کا بندہ

میں ہوں احسان مرتضیٰ کا بندہ

اگرچہ انسان عیبدار کا بندہ

بندہ ہے فقیر کی کے خدا کا بندہ

دُعا کی

جن کے ہزار بار دُعا

پر چشمہ علی میں نہ سہائی دنیا

جو تک اٹھایا درخیز کر بندہ

نظروں سے اسی قدر گرا کر دنیا

دیکھوں کچھ جو ہیں پڑا تباہ دُعا

دُعا کی

جوں وقت فکروں کا کربان دُعا

جو جاؤں گا دنیا سے تیری دستگیر

کیا تم سب کچھ دست دے دانا دُعا

میں ہوں کو شاہ مال اسی کے تیرے

قربندگی حق کا ادا کرتے ہیں

دُعا کی

میں ہوں کو شاہ مال اسی کے تیرے

قربندگی حق کا ادا کرتے ہیں

میں ہوں کو شاہ مال اسی کے تیرے

قربندگی حق کا ادا کرتے ہیں

میں ہوں کو شاہ مال اسی کے تیرے



ح  
 یونہی ہے کہ جو صفت با تم کی صفائی  
 کہ دن یہ جلانیرا عظمیٰ نہ تھی  
 اس بزم نے تو قدرت اللہ کو کھائی  
 کہ نہ لگا کیا بھی یہ مصالائے کمال  
 فردوس کا پہرہ نظر آتا ہے تاج

ح  
 اہم کلام تو ہے کہ فاضل و شاعر نجیب  
 یہ دغ ہے کہ کلام پیہوش ہوا نجیب  
 ہر بند کی خاطر حسن گوشت ہوا نجیب  
 یہ دریم کہ کلام پیہوش ہے نجیب  
 پھر کہ وقت فاضل کو وقت گری ہے  
 کیا خون میں تصویر پیر کی ہو ہے

ح  
 کہ دن ہوا ہے رونا ہوا ہے  
 کہ دن اٹھتا ہے پیرا ہوا ہے  
 کہ دن شمع کے شیشے ہیں ہوا ہے  
 کہ دن خون میں دوبا ہے کوئی خون شمع  
 کہ دن شہادت کا حسین کون الیرا  
 فریاد تھا ہاں چیں کون ہے الیرا

ح  
 اٹھتا ہوں سال اب جو تین تین لپٹی  
 اس کلام شیر کوئی بن گیا ہوا ہے  
 چل نہ لگا کہ بچوں کو نہیں لگا  
 شمع لگا فک بزم ہوا ہے  
 کہ بچوں بچوں کے عاتل گری ہے  
 ہم نہ بندھا کے سر پا کہ ہے

۱۵  
 ۱۴  
 ۱۳  
 ۱۲  
 ۱۱  
 ۱۰  
 ۹  
 ۸  
 ۷  
 ۶  
 ۵  
 ۴  
 ۳  
 ۲  
 ۱

۱۴۴  
 حق درست ہیں تو گنہگار ہیں تو گنہگار  
 کو حق باطل جو بریں ہوا تیار  
 دنیا حق کی باتیں ہر گمراہ فرما دیا  
 نبیوں و پیغمبروں کی باتیں حق سے کھڑا  
 اب اللہ انہیں قوم ہمارے کو بخشتا ہے  
 یہ کہتے ہیں کہ تم انہیں تو اپنی بات

۱۴۵  
 کھانے کی متناسب نہ پانی کی تناسل  
 نے سلطنت عالم قافانی کی تناسل  
 ہمارے ہر قطرے کو جو ان کی تناسل  
 پہلی سیڑھی اور شانی کی تناسل  
 غزہ کو پاک سے جس کے نخل  
 بوسہ کہ غزہ نے مراد ارمان نخل

۱۴۶  
 ہم کہہ دے مصیبت بھی تلخ بھی کین  
 ہر اکھوں سے بچاوت بھی تلخ بھی کین  
 فاقہ میں قناعت بھی تو تلخ بھی کین  
 سر سبزین چکیت بھی تو تلخ بھی کین  
 جبری کا سبب شوق حضور بھی کین  
 وقفہ کی بہت الفت شاہ شہید

۱۴۷  
 بادل کی طرح رہیں جو چھوٹے آؤں  
 بولا کہ تم کو تو مارنے ہوتے ہیں  
 انہوں نے تم کو نہیں لگا ہوتے ہیں  
 ہر گنہگار کو تو مارنے ہوتے ہیں  
 عجا کے نام کو تو موقوف کیا ہے  
 اس چاند کو تو کبھی لگا کر دیا ہے

چارہ فطرت اکبر کی خوشامد کا ہو مسلمان  
 زندہ کو مرنے جھڑتی ہو پوکش انسان  
 رات ہے مغل کا فنی اٹھا کوئی قمار  
 دل جو ہے پتہ سب چھپیں یاد کی پڑاؤ  
 پھر وہ پیہبان کی ہو گم پڑی ہے  
 چھوٹی بین کہیں سے اے گلے گلے ہے

پڑھیں یہ ماتم کی صفیں دیکھ کر  
 فانی ہے بوقتِ قہر سے تیرا نہ  
 سرخ بوجھتوں تو بھر سے تیرا نہ  
 جو بس نہ ہو سب تو کھاتے ہیں گیم  
 محال ہیں کہ نہ رہا یہ عالم ہوا  
 دن جو گلی گھر وادوں سے گلی فانی

منت کہ پیڑوں کی بیٹیوں نے شوق  
 ہم نے شہ پھل دیں کوئی دیکھ کر  
 یہ کہتے ہیں مخلوق کو اے کمال  
 مٹتا ہے غائب علی وفا ہم کھانا  
 ابھرتی ہوئے دیر سے وہ اے میلا

ان کی ہر اک بات پہ علم تیری ہوا  
 اے تھپہ کن دیو کہ خوش گھاتی ہوا  
 کچھ نہیں کہتے ہیں تو بھرتی ہوا  
 مر رہے ہیں ہورن کو تو موتی جا رہی ہوا  
 اک بہت کچھ یہ دھڑکیاں ہیں  
 اچھوں کو بھلائے ہوئے کی ہوا رہی ہوا



۵۲۱  
 اگر گئی گذارش ہے کہ گزشتہ سوار  
 اس کی ہے کہ کیوں نہ مقرر ہو گئی تھی

۵۲۲  
 یہ ہیں نہیں ہو کہ نہیں پائی تھی  
 قلم کا قلم ہم نہیں ہے پھر اس کی

۵۲۳  
 ہاں تھا اسی دن کے لئے کہ ہے جہاں  
 ہم کو کی نہ ہو کہ ہو نہ ہو کہ ہو نہ ہو

۵۲۴  
 وہی بھی ہو ہیں یوں یا تو تھیں  
 ہم کو کہ ہو نہ ہو کہ ہو نہ ہو کہ ہو نہ ہو

۵۲۷

رفت تو بجا لالگی چو افست ترا  
قدست کا کوئی بھل مری مال نہ نیکیا  
چو کس سے یہ خوش راوی میں تو لایا  
افسات کرو یہ کیا دودھ لایا  
بیشاید تو فحشیدہ اور نجیب ہو گیا  
بیچ میں اگر کسی اورں تجھ سے ہو گیا

۵۲۸

گل گل لکھتا ہے کوئی نہ مرے گل نام  
موس نہیں تو چھو نہیں پتا تو نام  
تو تو زلال چمن شاہ قوش انجام  
کیا ایک میں ہی اس نے نہایت ہی نام  
تو تو سر پہلنے کا اب آیا ہے بالوں  
قدست میں مری بھل ہے نہ سب سے بالوں

۵۲۹

پتی ہے نہ ان کے کو ہر سب نہ کیا ہے  
مے نہیں پانی کے کو تو تو نہ کیا ہے  
نہرا کا چمن باغیوں سے تو نہ کیا ہے  
یہ لوگ ہے میرا نہیں نہ کیا ہے  
کے کو تو تو لگی ہیں وہ میری تو نہ کیا ہے

۵۳۰

کافی ہے تو چاہے ہو کوئی نہ لگا  
دل باغ ہے کہ راغ ہو کوئی نہ لگا  
دھو تو ہو کوئی تو کیا کیجھے جانی نہ کیا کیجھے  
پیر احمد شانی ترا شانی نہ لگا  
افسات نہ تو ہوا تو ہم نہ لگا  
دیکھو کہ میں چھ سے کوئی نہ لگا

۱۲۵  
 کبریا کی عرف کہ فاقہ کا ادب کیا  
 جتنے بھی ہیں کتنے بھی ہیں لکھ لکھ بھی کیا  
 ہم تو ہیں پرانا نازل عیش و لہو کیا  
 فریاد دیتے ہیں تجھ پہلے ہیں سب کیا  
 کیا پہنچتا ہے کہ کھوسے نہیں کیا  
 بچا کہ کجی باغ پر اگر نہیں کیا

۱۲۶  
 غم بیدل اکبر الہی گھر میں ہے ہو ہو  
 بچا تو میں تو بچوں کی کس مقصود  
 دیکھتا ہوں مر ایاہ تو قوم حق ہو ہو  
 ہاتھ کی ضرور کم سے کم ہے افروز  
 یہ دو دو جہاں میں نہیں مٹا کر گیا  
 وہ بھول گیا کہ اور کس کہ پیسہ مریگا

۱۲۷  
 کچھ بابت میں کہ جواب اب کج نہ آیا  
 مٹھو کچھ کہ مرنے کو کج نہ بنا کھلایا  
 دروازہ پہ کھڑا کجی اکبر نہ مٹلایا  
 کہ وہ بجا لکے یہ اور کج نہ لایا  
 جو کس پر اور وہ کج نہ لایا  
 کہ یہ وہ کج نہ لکے کج نہ لایا

۱۲۸  
 وہ تو بھائی نہ تنگ دہشتہ واداری  
 پھر تنگ دہشتہ ہیں کچھ نہ تھاری  
 اس میں حضور کے ایک پیسہ پکاری  
 وہ کجی ہیں اس کی تو وہ کجی کجی  
 چھپ کر کجی ہیں اس کی تو وہ کجی کجی  
 سب کجی کہ کجی ہیں اس کی تو وہ کجی کجی

ہوا نہ لگا جان میں اگر کہ غم دار  
 جو چاہی یہ غم نہیں جو نہ غم دار  
 اے وقتِ حلال شرم دار کیسے تار  
 واری میں رقصا دیے سے کہ جاؤ گی لجا  
 میرا نیال لجا دیو کہ آکر دوری ہیں  
 خانگی سیر زنا نہیں غصہ میں بھی ہیں  
 اے کون نہ لگا کہتی غم دار  
 بے کلام کی پوچھو کہ جو نہ غم دار  
 اب قدر زانی پوچھو کہ جو نہ غم دار  
 یہ جان کے دور کی تھی تو چل گئی جا  
 بکھنے کی باتیں ہیں نہیں کہنی کا  
 سونہ نہ دار نہ دہنی زینب غم دار  
 ہمراہ نہ اگر کلام کی پوچھو کہ  
 کتنے تھے غم غم میں اور نہ غم دار  
 یہ قافہ ہم بے غم نہ لگے کہ چلی ہے  
 وہ جو کی کہ پوچھو کہ جو نہ غم دار  
 کہہ کی ہیں ان سے کہیں نہ چاہیں  
 مال کی بڑی دیر سے اور تیرے چاہیں  
 ہوا نہ لگا کہتے ہیں کہ تیرے پوچھو کہ  
 ہوا نہ لگا کہتے ہیں کہ تیرے پوچھو کہ

۲۵  
۱۳۳۳

وہابیہ کی تہذیب

پیشانی پر

الاستنباط کے لیے

مؤلفہ: سید ابوبکر محمد سعید

بہارِ کمالیہ

اسرارِ کبریا پر  
سخنِ خدمت

۱۰۰

وہابیہ کی اصلاح

ہیں نہ ابھی ہوئے

سید ان شاکر

محبوب خاں

ایک کھنڈ

مجلس

۱۹۷۹

۱۰۰

سہری طبعی الا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين

اللہ رب اس کی

پیشہ پرستی کی وجہ سے

۲۲

وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک بار

ان میں سے کچھ میں نے دیکھے ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

میں کیا چیزیں کہہ رہی تھی

کتابخانه ملی افغانستان

پیشانی را با دست چپ می‌پوشی

۱۲۱  
 جیتی ہیں بجا بھی وہ ہیں تھوڑا تھا  
 میں کا جب کہ مرنے کی فضا رتھاری  
 جاؤ نہ سواری تو بے تیار تھا  
 اٹھا رہ برس کی ایل پڑا تھا  
 کس سے کہوں کیا فوج پوچھتی ہو ہے  
 ہم بھاری پھر گئی اور جیتی ہو گئی

۱۲۲  
 زینت نہ بہت اگر اکبر ہے پھر آیا  
 اکبر نے انھیں منت و زاری سے منایا  
 کہ تو مجھے مطلب دل اپنا بنایا  
 زینت نے کہا وہی نہ کہ پھر آیا  
 میں بھی تھی ناشاد کو اب ناشاد گئی  
 چھپ چھپ علی اکبر تھی با کر دے

۱۲۳  
 میں نے سے کہنے یہ کلام کچھ کو گئی  
 بوکی نہیں کہتی وہ جلا دیہ کو گئی  
 اس بارغ پو باران بلا دیہ کو گئی  
 اس جاؤ سے کہنے کو دھلا دیہ کو گئی  
 اس نومرے پوچھتے تو تواری کی فہم  
 کہوں لال یہ نہ تھا پھر جانے فہم

۱۲۴  
 اکبر نے کہا آپ کی الفت کے ہیں قربان  
 اب جو قدم کچھ تخفیف پوچھی جان  
 کہ تم کو مرے تھیں دھلاؤ کا اس  
 پھر آپ تم دیں گی کہ مر جاؤ پرمان  
 فرمایا تم کو کہاں اسے ماہ جیس ہے  
 کہ تم کو نہیں رہتے عیاشیام تم کو ہے

ہوا علی اکبر نے قاتل ایک اٹھانی  
 کہ دن جو اوھر زنب نالان پھرنی  
 دیکھ کر اکبر پوسے پوسے پھرنی  
 یہاں سے علی اکبر کہ اندر دہانی  
 اس غم کے مرتے تیں قربان جی ہو  
 دیکھ کر اکبر نے پھرنی جان جی ہے

لکھ کر پیکر کے نور زان کو دیکھو  
 قاتل سے مرے باب کے قاتل کو دیکھو  
 تنہا بیاں روئے کے لئے اکبر کو دیکھو  
 دیران شہین کے جوتان کو دیکھو  
 جو دم سے نیست ہو پو پو پو پو  
 رو جا پو پو پو پو پو پو پو پو

پو پو پو پو پو پو پو پو پو پو  
 سید نو دھلا کو سنو رو رو رو رو  
 پو پو پو پو پو پو پو پو پو پو  
 پو پو پو پو پو پو پو پو پو پو  
 پو پو پو پو پو پو پو پو پو پو  
 پو پو پو پو پو پو پو پو پو پو

لکھ کر پیکر کے نور زان کو دیکھو  
 قاتل سے مرے قاتل کو پو پو پو پو  
 پو پو پو پو پو پو پو پو پو پو  
 پو پو پو پو پو پو پو پو پو پو  
 پو پو پو پو پو پو پو پو پو پو  
 پو پو پو پو پو پو پو پو پو پو

مرمر کی ہو تو ہمیشہ موزوں شہید بن جائی  
 دماغ کی بنا ہم مگر ان کی سلائی  
 گھڑی دل صبر چاک کی باؤں نہ اٹھائی  
 جی کہوں کہ ہر زلفت کی لٹا ہے نہ بٹائی  
 سہ کیے بلایا میں جو موم خوشی بٹائی  
 پہلو ملے بلجی روتے کی دان سے پٹائی

نکلا وہ مراد نہ چلا چلا تو نہ تارا ج  
 اسان چلا کہ نہ خاک میں جا کر  
 پھوٹا گئے در تک مگر ما جیہ کج  
 دوڑا عقب نیم سے کہیں کہ تار  
 حضرت نے بڑا چلا کہ غم ہوتے ہی پیر  
 قرینہ نہ مگر کہہ دیا یا کہ قہر پیر

گر دور کی طرف دیکھ کر شہید بنایا  
 بندہ کو گواہی دے گی کافی شہدایا  
 ایسا ہے اس اُست پر دینے نہ پایا  
 زنا کی زیارت بھی اب باقا اٹھایا  
 دی جان کہ تافقہ مدام کی فتنی  
 قویہ کی بلجی چھوڑی مگر کھڑی

میں کہ کوئی اس شکل کا پٹیا نہیں کہتا  
 بیوہ سے غم و رنج بھی پروا نہیں کہتا  
 نام کوئی تو خالق کی تائیں کہتا  
 جب کچھ عداوت سے تری کیا تھیں کہتا  
 گور دیاب و تلج بھی دیاب  
 الاک مہر ہو تو ہے کیا قیاس



سودا بر قفا تو با ساز ہیں تیرے  
 بھولا ہوں ہر اک پیلے کے یوں تیرے  
 ہجرانِ مجھ پر است اسلم ز میں تیرے  
 اب جلدِ حنین آگیا دربارِ میں تیرے  
 جبرائیل نے ہم کو بھیجیں نہ زیارتِ باغِ حنی  
 اب موت ہی بہت مستی ہے باغِ حنی

۵۲  
 پلہم کے آنے کی خبر نہ تیرے  
 اُن کی کھانا نام علی کو بھیج دے  
 رخصت کیا اور بھیجے حکم راہِ زین پر  
 دلِ چو کھلا گیا حالِ شہرِ زین پر  
 آئے ہوئے صلیبِ غیبِ علی اکرم  
 قود اللہی ارجل کس کے قلابِ علی اکرم

۵۳  
 شہزادے نے بوجہ کو کیا فائدہ ہے  
 کہ آوازہ کہ سازین نے تو زین پر  
 کہ بے قدم ناز سے رکھتا ہے زین پر  
 مہرِ عت سے کہ فرشتے پہلے عمرت پر  
 چلوں سے کیلی فوجی میں شہبازِ قفا کو  
 غلوں کے شہنشاہ کی یاد تیرے ہوا کو

۵۴  
 اکلم کو بوجہ کو فائدہ کیا  
 پلہم زین نے آوازہ کہ سازین پر  
 تو نے قدم ناز سے رکھتا ہے زین پر  
 عمرت سے کہ کیا عمرت پر  
 کہ شہنشاہ نے کہا عمرت پر  
 کہ شہنشاہ نے کہا عمرت پر  
 کہ شہنشاہ نے کہا عمرت پر  
 کہ شہنشاہ نے کہا عمرت پر

وہ رشتہ تھا یا ابقیام کا اقبال  
 جس کے لئے سے درست اور جلال  
 جہود و تقاضا کا کچھ یہ ایک بجز ہے جلال  
 قریب کے کچھ بڑی مہربانی جلال  
 وقت کی طبیعت تھی دجری کا جلال  
 لڑتے جہان میں کمال و شعل جلال  
 بلکہ جادو کی نری آگ کا فضا بھر سکے جلال

نکلیں غم دار یہ یک بجز آت  
 ہاں تو یہ کہ روش سے کفر آت  
 ہنسنا کہ سب کے ہر آت کہ آت  
 چلنے کا غم وہ کہ آت کہ آت  
 تھا وہ کہ غم فانی شیکس کا آت  
 گم تھا غم کا کمالی شکر دے جلال

غلام ادب بڑے کو دور سے کہ آت  
 طبیعت نے کہا غم دور سے کہ آت  
 کہ غم سے صوفی جان مہار کا کہ آت  
 ان فتنے سے بولالہ کمالی کہ آت  
 پہنچنے کا وقت بولالہ کہ آت  
 کہ غم سے کہ کمالی کہ آت

اک عالم حیرت تھا وہ لڑتے جلال  
 سب کو اس سے تائب تھا جلال  
 سب کو اس سے تائب تھا جلال  
 کہ غم سے تائب تھا جلال  
 کہ غم سے تائب تھا جلال  
 کہ غم سے تائب تھا جلال  
 کہ غم سے تائب تھا جلال

۵۶۱  
 بناو کے کانٹے سے نہیں ٹپکتی ہیں  
 پر غرقِ عشق ہو گیا وہ حق کا فراق  
 پر وہ مجرب آپس میں نہ کھاتی  
 ان قہقروں سے نیاں گپیں تھام کر  
 عذرا تو کی تیر کی رو سے بڑی حق  
 بنم کچھ کی فوری شد کے چھوڑ دی تھی

۵۶۲  
 تھکا کر عشق پا کر کیا اونچا  
 مومن سے کہے دور سے فتنہ نشا  
 عید کے کہ جب مجھ سے کچھ پوچھا  
 ہاں فنا فرما رہا ہے بڑا کافرا  
 اللہ کے بندے ہیں ہم اللہ بند ہیں  
 سینے کے اس طرح کے اللہ بند ہیں

۵۶۳  
 نہ پڑو جو دین نام نہیں رکھتے  
 ہم کر کے کتا دیتے ہیں ہم نہیں رکھتے  
 ہر دست لگا اور کہیں نہ نہیں رکھتے  
 چمک کر تم کو چاہتے ہیں ہم نہیں رکھتے  
 یہ ادنیٰ کھلا ہے کہ جو خافان ہیں  
 ہر بندے کے نام فرما دے خافان

۵۶۴  
 دلوں کو بھی پیدا کیا، ہم نے  
 دیو کا اس میں اپنا کیا ہم نے  
 عیب کی کو زمانے میں کیا ہم نے  
 کہ زور سے اللہ کے کیا کیا ہم نے  
 ہم وہ ہیں کہ ہستی کی سدا کر پینا  
 چھپیں گے ہم زور سے اللہ کی ہم پینا

۱۶۵  
 تھان نہ کوست کی سند پائی نہیں  
 ۱۶۶  
 احم نیر ادریں اور پتہ پورا  
 ۱۶۷  
 ہاں سے کوئی صاحب ادا نہیں ہوتا  
 ۱۶۸  
 غصہ میں اگر احم بھی تو کہیں ہیں  
 ۱۶۹  
 تھان نہ کوست کی سند پائی نہیں  
 ۱۷۰  
 احم نیر ادریں اور پتہ پورا  
 ۱۷۱  
 ہاں سے کوئی صاحب ادا نہیں ہوتا  
 ۱۷۲  
 غصہ میں اگر احم بھی تو کہیں ہیں  
 ۱۷۳  
 تھان نہ کوست کی سند پائی نہیں  
 ۱۷۴  
 احم نیر ادریں اور پتہ پورا  
 ۱۷۵  
 ہاں سے کوئی صاحب ادا نہیں ہوتا  
 ۱۷۶  
 غصہ میں اگر احم بھی تو کہیں ہیں  
 ۱۷۷  
 تھان نہ کوست کی سند پائی نہیں  
 ۱۷۸  
 احم نیر ادریں اور پتہ پورا  
 ۱۷۹  
 ہاں سے کوئی صاحب ادا نہیں ہوتا  
 ۱۸۰  
 غصہ میں اگر احم بھی تو کہیں ہیں

نسخہ بہت مجرہ کا فر سے جدا ہو نہیں جاتا۔

۵۱۱

کچھیں محبت اللہ سے ہر شے پہ ہر کام  
 کی مدنی قبلہ بنیں کہ جب ابراہ  
 کہ بات پہ حاکم اور اہمیت کا نزار  
 ہو کار زیاں کا رسیہ کا بغا کا  
 قابل نامت کہ تہ قائل ہیں کہ وہ  
 تو ان سے ایت سے صدیوں کو پہلے وہ

۵۱۲

نبیوں نے نہ بنایا ہو جسے کہیں وہ خدا  
 زاد فی خلقت ہی پیش عقلا ہے  
 ہوا کی لہر سے بے امام و سر ہے  
 ہو خلق کی جا بجا ہے وہ کھینچید  
 وہ ایت ناموں کی جو طاعت جاوے  
 بہت کچھ خدا تو نیچا قرار کر دے

۵۱۳

فانونی ہیں کہ علم غائب نہیں  
 بگوئیں تو بہت کچھ خاک سے نہیں  
 اس علم کو بڑھتا ہے حق نہیں  
 کہنے کی گویا کہ حق بدل دے نہیں  
 کہ کچھ حق نہیں کچھ بے غی ہے  
 کہ حق قیامت نہیں فدا نہیں ہے

۵۱۴

پہلے ہیں سب کرتے ہیں زیارت کو ہادی  
 قرآن مجھے ہیں وہ صورت کو ہادی  
 یاں قدر نہیں نانا کی امت کو ہادی  
 ہر میل ہو کی بھو شرافت کو ہادی  
 ہوا جاوے کہ جان حسین اور نہیں ہے  
 کہ ہر سب غیب الطریقین اور نہیں ہے

اتری جسے داد ادا کیلئے عرش سے شکر  
 نازل مری داد دی جاوے پانی چادر چکر  
 اور جسے انور نے سبب وہ ادا کریم  
 جس نے نچھالایا سبب عورت و قوت  
 جس نے سبب کی جو اقل کا شکر ہوں  
 زینب کا غلام ادریس باجو کا فخر  
 سنتے ہو۔ ادب تم بھی نہ زینب کا بھلانا  
 بوجھیں میں مرا غنیمت کی کونہ دکھانا  
 مگر جو تو زینب سے مری موت چھپانا  
 تار زینت خدیجہ دے گی وہ تم کو لاتا  
 جب دو تو کم کا رہے پھر کے غفلت کی  
 لیکن نہ روا بہت شہد شاہ نجف کی  
 ناگاہ یہ آواز ہوئی غیمہ سے پیرا  
 اس قدر بڑھانے پوند شکر نہ ہرا  
 بتلایا غلام کہ پتھر کا کوئی جیو  
 یوں کہ یوں نہ کہ عین دیکھو کہ  
 واری کی تم کو اس پتھر کے شرف پہ  
 سب کہتے کہ اقبال اور سب کہتے کہ  
 پیچھے کی داد کے نہ نہائی کرو داری  
 پیرا ہوئی تھی پاتے والی جو تھاری  
 نانا نے یہاں سے کہ تھائی باری  
 سر پہ پھر اٹھا اسے تکر ناری  
 زلموہ جو سبب خدا ہوئے کا پیو  
 کل پوچھتے ہیں کہ تم کہہ دو کہ کیا پیو  
 کہ پوچھتے ہیں کہ تم کہہ دو کہ کیا پیو

ناگہم ہوں نہ غلامی کی چکاڑا  
 خاموشی کہ اس شمع میں کتنی غمخوارا  
 چاکر ہو وہ جس کی حکومت ہو گوارا  
 وہ جو لائے دودھ تو گدوں کی پائیں تھارا  
 اس کو دیکھ کر پانی سے دے نہ غلامی  
 ابھر کیسے روحِ یسویاں نے دھواں

قلم لائے تیرے اندر میں تم شاہ  
 غریب کہ ملے یہ سب بڑھالائق کہ  
 تیرا نہ کہو نہیں حق تعالیٰ کا کہ  
 ہستی نہ کہ جی تجھے غارت کر دیا  
 تم لوگ سے رنگ سے غور کی جا رہا تھا  
 حالوں پہنچا کہ گرسنب پڑھا تھا

گوشت کے فانی میں بہت اُن غمخوارا  
 ہر لمحہ چہرے اُن کو ملی رہا صبر کی  
 پھر تیری بچ بچ تھی اُس سحر کی  
 بے فرتی میں اُن فطرت سے نہ تیرا فانی  
 پھر کان پہ تو قن کہ کھا تیرا ہلا کہ  
 پیلیس ہوئے تیرے کو پیکاراں سے ملا کہ

اس غم سے یہ علم کہ تیرا وہ کہ  
 بھلا ہو اس کے لیے پادشاہ کہ  
 تیرا وہ کھائے میں نے دل تھام کہ  
 یہ سب نہ تو اُن کا وہ کام کا تیرا کہ  
 سر کا تو دیکھ پاؤں کہ نہ اُن کی  
 دوتا تھا تنہاں رشتہ سے باہر نکلا کہ

فوزیر نہ پھر نیرہ کران کا نہ ہلا یا  
 بو بھوں فلک او چھلکے پھر پھر لگا یا  
 لاشہ ہم سر سیدیں دیکھتے یا  
 سب نے وہ نال چشتیں دیکھ لیا یا  
 دھالوں میں ہر اک کوئی نہ تھا لگا یا  
 از در درہ کوہ سے وہ بھانک رہا ہے

۵۶  
 گلہ بن طارق عرش پر کیا  
 پیچھے سے ملائے تھے میراں تم کیا  
 جرات و علم تیرا وہ سب کلمہ کیا  
 یاں توں کے ہاں ہیں ہلالِ فقر کیا  
 تیرا کجا ہوا زیب کیاں فلک کی پیس  
 روشن تھا کمال شمع بے طاق میری

۵۷  
 چھوٹا جو فزنگ افلاک چلائے کہ ہم  
 قربان نہ ہو توں نہ ہم توں نہ ہندہ  
 ۵۸  
 گوشت کی نہ انھوں نے نہ بخش نہ کیا  
 جب درج کا چھلکا کیا اس پر تھانہ  
 اُس وقت کی عمرت ملک الموت ہی تھا  
 تیرا ترقی تیرا کوہ دل یہ سب کیا  
 جہان ملک کی نہ رشتہ نہ تھا وہ کھل گیا  
 حسمت دل نہ پا کر کی جی چھوٹا کھل گیا  
 ۵۹  
 نسخہ اور روح کو تھوکی سے اس جلجلی چھوڑے بھلا



محبوبانِ دل نہ پہاڑ شیب کو اوار آیا  
 ہاتھ بٹھارت لٹکتا ہی تم سے نفرت آیا  
 گم گشت کی پریاں کی طرقت با تو پہلایا  
 گم گشت کی پریاں کی پریاں گم گشت پہلایا  
 پھیل جائیں روایتیں اگر کیا ہیست  
 اغیب فلک مہر ہو لہجہ اچھا ہے تیرے

چوڑی زینت اگنی دھواں گرو پہلایا  
 قہر کی گروتش نہ بدلتا تم کو درد لایا  
 اکبر جنت پیر میں کہنے پہلایا  
 جھل میں بیخود تر مہجرات نہ کھلایا  
 پیکر وہ گم گشت تھا ملنے ناپاک ہو اپر  
 پیکر وہ گم گشت تھا چاک ہو اپر

چوڑی شہر اک سبب بواؤں میں کو کھوٹا  
 گھوڑے کے لئے بات کاسیہ ہو کر اٹھوٹا  
 فن گل گیا ناری کا ہوا اگر ہو کھوٹا  
 ششدر ہوئے وہ لاکھوں اس وقت ہوٹا  
 بچان کے تین تین اس دل کے غمخیز  
 فی النار کیا ناریوں کو بچھوٹا

عبد اللہ مصطفیٰ سے کہ حق پہلایا  
 سر عجب بن غالب رویتیں بہن آیا  
 تھا اس کا فزنیات تیراں اگر گشت آیا  
 گم گشت بوالغیر کچھ بھی نہ بن آیا  
 خالی ہوا عرب غفلت شاہ زماں سے  
 مرقع سے رنج رنگ جو دل تاب پہلایا

پہاڑی نے نہایت کچھ تو کہا اور کوئی نہ پوچھا  
 اور خاک نے صرب سم آکر اور کوئی نہ پوچھا  
 پھر اگر نہ پوچھا تو شکر بار کوئی نہ پوچھا  
 کہ تو کوئی نہ کہہ دے کہ تو کوئی نہ پوچھا  
 چہاڑا کے غلام تو کچھ چاہا تو کچھ  
 کی فتح نہ تیرے دھوکے سے تو کچھ نہ پوچھا  
 مصر میں تو کچھ نہیں تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 کیا میں نہیں تو کچھ تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 بہت سے کہنا تو کچھ تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 جب میان کے مصر کے بڑے تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 بہت سے کہنا تو کچھ تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 دل فتح کا تازہ کیا اس فتح کو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 غلبت سے کیا رن میں ظہور آئے تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 کی آرزو نے غولہ زنی طائر جال نہ پوچھا  
 یہاں تو کچھ تو کچھ تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 وہ میان سے تو کچھ تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 دوزخ سے بھاگ کر تو کچھ تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 ہر بہت میں اس میں تو کچھ تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 اس ایک پر مصر کے وہ بننا تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 قامت جو اگر دوست میں مرد و دوزخ تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 ہر کہن کا طائر ورن بن ہو گیا تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 ہر کہن کے مصر کے تو کچھ تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا  
 ہر کہن کے مصر کے تو کچھ تو کچھ تو کچھ نہ پوچھا

[illegible]

گواہ بواقیہ دوسرے کی قسموں  
 اس بیچنے نے مع ہمزاد کیا چار  
 یہ حالت کے معنی ہیں اس کے تین تار  
 شکر کے بواقی کہ سن کر دیا کہا  
 دو حصے دن و رات کے ہاں ہو کے  
 جو تین برس کے تھا تو تین ہزار کے

تھوڑا ہوا توں ارشتم ہو میں تہذیب  
 رشتہ کی بیدار کے گلے کا ہوا توں تھا  
 ہار و پیر تمہیں کی سر اور اتھی توں  
 کہ دونوں میں بوجھتی تھی گلابی پیر  
 سرکار کی تیرا توں کیسے سے تھی  
 چوہا پیر احوال کے غصے میں تھی

چلی یہ جو ہیں میرا غم کی حالت  
 اعدا کی نذرہ اور کی غم کی حالت  
 ہر کی توں تھا کی یہ غم کی حالت  
 بہر صفت ظہار صفت ماں کی حالت  
 آرام سے فلک وہ مرد و دو حالت  
 آرام کے بھی قتل کے سب کوں جو

فردوں سے بھی تو مرنا کچھ چلی  
 پناہ کا حکم کر کے فلک چلی  
 افلاک سے اگر وہ فلک چلی  
 گہم بہتہ لگے نہ شہ و خفا کچھ چلی  
 حقیر نہ اور توں بھی کچھ چلی  
 چلی کے تھوڑا دیر میں چلی چلی

پھلانی پوتم درست یہ مصداق کی ہیں  
 رشتہ کی اگر نسبت یہ شام کی ہیں  
 میں نہ ہوں اگر شام کی ہیں  
 غنہ تھا کہ کس قدر اس شام کی ہیں  
 کہ نہیں بھری لگائی یہ شام کی ہیں  
 پوٹ نہ کی پوچھا رہتے ہیں شام کی

اُبیہ کو نہیں زخموں کے عالم بے وفائی  
 توار کے پانی پیا تو فی فانی  
 طوفان کا نہ ہو بھی بھرنے کا پانی  
 نہ دھوپ تلخی نہ بچھو نہ پانی  
 بھاری خط بہت کہ وہ بڑھ چکی ہے  
 بدمعاشی کی سرک میں کوا ہے

بے تعلق نہ مگر جلتے جلتے اٹھایا  
 دریا نے نہ پھر پیا نہ پیا اٹھایا  
 طوفان ہوا بے پردہ شعلہ پنا اٹھایا  
 بے منزل نہ مگر جس جا پنا اٹھایا  
 انکار نہیں میں پہنچنے کو توں کے  
 دیوہلا ہوئی تمام ایک پنا تھا  
 کہ نہیں تھی کیا اب بھی کیا دھاری کی  
 کیا سن تھی کیا اب بھی کیا دھاری کی  
 کہ نہیں تھی کیا اب بھی کیا دھاری کی  
 کہ نہیں تھی کیا اب بھی کیا دھاری کی  
 کہ نہیں تھی کیا اب بھی کیا دھاری کی  
 کہ نہیں تھی کیا اب بھی کیا دھاری کی

Pio

سب ناریوں نے اک پودہ پایا میں اگر آیا  
اس تیغ نے طوفان قیامت کا اٹھایا  
گر ادب میں قالب کب جہانوں کو پھنسیا  
روحوں کو کوہِ استرودن کا تیا  
موتی درخشاں نہشتا جفت  
میر و امینیاں میں چھپا کر موت

Pr

نہ ہے بلکہ وہ کہ اگر تھوڑی سی  
 فودوں سے بہانہ بنیو تو  
 طاعت کو نہ تھوڑی سی تہمت بھی  
 یہ کہ یہ معافی بھی کہ عبادت  
 دین سے اٹھ کر عبادت  
 دین سے تھوڑی سی تہمت بھی

১৫

ہر ایک پر ایک کلمہ گنہگار  
جہنم میں جہنم کی آگ  
میں کہ وہ کہو جو یہی سے فقرا  
نہ کہ کسی عالم نے دل پر مارا  
اشارہ کیا کیوں ہی احسان کا صلا تھا  
ہر بندہ مہی کا جھادہ گل نہ کھلا تھا

Р. 1.

مہنگوں سے بچا کر لو کہ تہ بھلا  
سے بیکہ حاجات میں تو رہا نہ تھا  
فرما دےم رنج کہیں اگر کا نہ  
چلائے رسم دیں کہ بلجی یہ باتیں  
سے جان پیر یہ تو کم کمال ہے  
اک کی یہ تڑا عین کچھ نہیں ہے

[illegible]

۱۲۱  
 باو تعجب پڑھ کر کہی کہ تھی تازی  
 یہ دیکھتی ہی اک نیم کہ بچہ نہ  
 لڑھکاپ نہ دے اور نہ پیکر کی  
 یہ دیکھ کر کہ نہ کوئی میں صدیق واری  
 ۱۲۲  
 ناگاہ اٹھاپڑوہ در آں عجب کا  
 یقین میں تو او را غم نہ شاہ سدا کا  
 جب نہ شہید و مہم کل تھا عجب فدا کا  
 اس دم وہی تیر ہوا اس ماہ قلا کا  
 ۱۲۳  
 انہر نہ اشارہ کیا آں نہ نہ بہاؤ  
 اندر کو اب یاد کرو ہم کو بھلاؤ  
 اماں کو یاد و مری اماں کو بلاؤ  
 زینب نے کہا بھابی کہ مہر نہ اور ہم  
 ۱۲۴  
 آواز دی باؤ نے میں اس یاد تیرا  
 پھر پوچھتی زاریوں سے پوچھو نشان  
 کہ کچھوں سے کچھ نظر آتا نہیں ان  
 کہ زردگی اگر نظر تو کام کا ہے دھیان  
 ۱۲۵  
 انہیں میں معلوم کہ حالت مری کیا ہی  
 نہیں ہے پاؤں میں جو مرہ ہے  
 ۱۲۶



سید انبیاء سے آپیں رواداد کیا اور اٹھاکہ  
معاذ اللہ! اتفاقاً سے ایک اور شخص چلے  
آئے ہیں کہ غارت سے آپیں لائے  
پھلکان میں بیٹے کے کہلا بلوئی وہ شہزاد  
سے آپیں کہ میدان سے باقی میں لگ گیا  
مستحقان ہاں کہ کلام غلام را

جلالہ کی پوچھیں یہ کہ وہ جھیل نہ بن جاوے  
کہ ابھی طرح ڈھانپ پڑو تو سارے ہوا  
اک ان کے مہمان ہیں غصہ نہ دلاؤ  
زخمی بہ جگہ پر نہ رہے تم دن دکھلاؤ  
بعد ان کے خبر کو ان جلالہ کی جیٹکا  
پوچھیں وہ داما کی اور کوئی چٹکا

بنات کرنا کے لئے اور آپ اوروں کو  
 جو چھوڑ دیا ہے وہ صاحب زعم و جاہ کو  
 اب اس کے متنبہ کر دے وہ جاننے والا  
 علم طلب ہے وہ بویں نکل جانے والا  
 غصہ کی آگ بجھیں یہ دنیا کا نہیں  
 چلو آگے اور وہ مرد دلدار کی مجلس

چمک نہ تو اٹھائی پھر نہ ختم جلال  
 دم تو نہ نادیدہ کھل چکی تو اس شکر کا  
 بزمِ مودتِ ابرہہ کی یہ ہے بزمِ شکر کا  
 ابتلا کی دم بزمِ شکر کی یہ ہے بزمِ شکر کا  
 بہتے ہیں کہ یوں میں کہیں کی لال کا  
 اس کی آگ کی یہ ہے کہیں کی یہ ہے کہیں کی

۱۲۱  
 لم یکن زانے کہ کج بند و باغی  
 منکرم بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 و منکرم بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 سب قوتیں کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی

۱۲۲  
 نہ دیکھتا تھا جب میرت کو متنا  
 عزت کی قسم کہ وہ فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی

۱۲۳  
 قلموں سے چھوڑوں کی ہمتا کی ہو بہم  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی

۱۲۴  
 شہین کی اکبر فانی نے تیرے  
 اور تیرے غم سے ہوا غم و غم  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی

۱۲۵  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی  
 کج بنیاد و فلک کج بند و باغی

۱۲۷  
کہیں ہو گل سالانہ گڑوں بیانہ کہو نہیں  
بال پہنچے پریشان گڑوں بیانہ کہو نہیں  
سہ پہر تین کا عمر بیان گڑوں بیانہ کہو نہیں  
پھر اگر کوئی ایمان گڑوں بیانہ کہو نہیں  
میں اچھی کج چھیاں ہوں تھی بہ چو نہیں  
خدا نے نہ مان کہو چھیاں تو تھی ہمو نہیں

جلالت ہے کی ہیں قرب علی اکرم  
 رخصت نہ ہے بڑے بچاں علی اکرم  
 اٹھارہ برس کے ہے ہاں علی اکرم  
 دنیا سے اٹھ چہ ہمارا علی اکرم  
 جی کہوں کہ اب وہیں ہو گیا علی اکرم  
 دیکھاؤں کہیں اس سے تھاری نہ تھاج

یوں مریکے ساتھ چلے گئے ہیں کیا  
 چلوں کو خزانوں کے بند ہیں کیا  
 اس سے ملے کہ پڑے ہیں کیا  
 یوں رفیقوں کو بل لے گئے ہیں کیا  
 خانہ گشت میں کیا سب بولے ہیں کیا  
 وہ کہلاتے ہیں بے خوف جان ہیں کیا

ہمارے ہمارے غمزدگان و غریب کو بیکار  
 کیا کہ ہنسنا چاہتا ہے لال تھا  
 دیکھو مری خاطر سے بھلا بیوقوف و بار  
 کہ ہمہ رکھو اس سے تنہا کے غمزا  
 بہتی کیسے کہ تم تو کہم کہ تو بار  
 ہمارے ہمارے غمزدگان و غریب کو بیکار

پہلے سے ہمارا گرج بولائی کی توجہ پاتی  
 واری نہیں بچپن ہی میں طمانینی  
 تھی تھی مٹھن دھو پڑھنے کی لاتی  
 یوں روح سے لال کی ناشادہ جاتی  
 ناکاموں کے بن بیابانوں کے سلطان  
 بالکل جسے کہتے ہیں پران تہذیب  
 پیارا کہ مومہ کہتے ہیں بھری  
 بواؤں میں سے کہ بواؤں کو تیس واری  
 بوجیوں کے کا ڈھیر میرت ہو تھاری  
 لمبے چلوں اس گتے کی تھی ہوتی تھی  
 جس محنت گذر لاش کا ہو تو گم نہ جائے  
 دو چار قدم چلے یہ دانی تری ہو جائے  
 میر کا فن ہونے کا کب کا چھوٹا  
 یہی پوزار کہ چکا ہو یا لب دریا  
 واری میں جا دو بونوں یا دم نہ دیا  
 جھلڑو تر سے کہ قہر پکینے کے کہ  
 آئی یہ زار کو ہم جا کہ تو مر گئی  
 یہاں فاقہ کی روح یہ بھلا کام کی  
 سنت دیکر اب تو مٹھن سے تہ اعجاز  
 ہمارے موزوں در کھنٹے ہو متناز  
 اور کئی جہ نظم اور کہیں کھان  
 اب میر یہ حضرت عباسؑ کو قناز  
 پیہ میں ترے موز بے لگ کر کہ ام کا  
 بچاں عید سے یہ عید عید کا  
 ختم شد

١٠٠

انہم بہم لکھا کہ تم سے پتہ  
بجائے حیات اور بے حیات  
پتہ ہو چھوڑے لوگ سے پتہ

مجلس

الذی دعوۃ ان کا شمار ازل بلقی ہے  
مرفی بہ یقت علی کا کہ یہ مولد  
یہ یکتا خدا کا مہر و شافی ہے

۱۰

اے نبیؐ جو ابی امامِ عالم و اربابِ علم  
اے نبیؐ جو ابی علم و دنیا میں راج  
اے نبیؐ جو ابی علم و دنیا میں راج

五

۲۲۶  
سعدن ایمل کا اس گم سے پیرا  
پہلے تو قلعی سے خدا کا گم  
پھر ہم نے خدا کا ان گم سے پیرا

کرم کا ادراک کی کمی نہ ہو  
 یکم خد کے بعد وہ عالم میں کوئی  
 دن کو صحت اعظم میں کوئی  
 ہر گھر کا چاند ماہ عمر میں کوئی  
 جس کی خزان بہار ہے پہلے کوئی  
 جس کی دیت خفا ہے وہ مقبول کوئی

ہر ایک موت نام برابر کا ہے  
 اگر کسی جو ہے بہت دیر کا ہے  
 یہ ہے حق کی فانی کا ہے  
 گنجیم قوم کا ہے اسے ہے  
 باز دست دین میں ہے  
 جس سے نیک عمر ہے وہ دنیا ہے

بحم الشہادۃ محمد سے انکار نہ ہو  
 انجام کا کیا کہ وہ عاقل اور نہ ہو  
 جس کو دل احسن کی طرف نہ ہو  
 طلب سے کام لے گا یہاں تو بہادر نہ ہو  
 میں حاصل پون دین میں رفیع نہ ہو  
 جس سے جہاد حسین میں ہے جہاد نہ ہو

مرنے میں شریبہ کی جیبت  
 ہر کار کے کار گزار اور کار بند  
 عاشق مہر فدیہ صحت کا بند  
 رافضی اور فانیہ جو شہادت کا بند  
 سب بھلائے عز و جل کے حسین ہیں  
 حکم اب کے اور انزل کے حسین ہیں



ع  
 بوالا و فوج پرست اور بھگت مست  
 بہاں سے غور زوہ کا کون کوئی نہیں  
 فریاد پیر کے دل کا کیا ہے جن  
 کہتے ہیں کہ بڑے گندے کتے دن  
 بولا غور زوہ اسکیاں اور حال کیا  
 لبان جانتے ہو میں تو سال کیا

ت  
 یہ کون کونسا ابن بو تراب  
 آیا مقلد نے کہل دیو بھلا  
 بھلا بھلا کہ کوئی یہ بھلا  
 رہا تو بابت بھلا بھلا  
 کھلا بھلا بھلا بھلا بھلا  
 پھیر کے طور اور یہ پھیر کے

ل  
 بیتیں سرائی کی تھیں غمناک  
 پھیلانے دستوں کی تھیں غمناک  
 کھان سے اپنے پیچھے انہماک  
 پور فلک بھلا کہ غمناک  
 الہام تھا کہ در افتال دہان کہ  
 ہم اٹھائے حسین بیاں حسن کہ

ل  
 گویا غور زوہ میکل و بزم  
 لبان نشور غور زوہ بزم  
 قنات حق کی مگر تیریں  
 پیر کے چاہت ہزار دم حسین  
 اتنا ہی اک سے ایک میں ہا تم غمناک  
 ہوا ہم سے اور ان سے کہ تم غمناک





پہونچا جو اس مقام پہ نہ را کا کہین  
 بلکہ ان کے ہفتہ چارہ کی کھانہ یقین  
 جس میں خوش اسرار ہے عجیب نہایت  
 روشن باہیم جیتے با قہال نہایت  
 ملک یس میں غیب کی کھانہ یقین  
 احسن کہ ہاں ہوئے ایسے بہت ہیں

کہ دن شینان شینان شینان  
 جہت جہاں گاہی میں ہے سلام  
 نیکی کی طرح اس وقت ہے نینام  
 ناگاہ جانب در زائران کیا نام  
 چلیا غم کو وقت غایت ہے کیا نام  
 ماضی الیہ و ارجائیت ہے کیا نام  
 گویا گوش ز جویاں شینان  
 گویا برادر دین دافن و صاف نام  
 صحبت پیکار کی شکر کی حاجت ہے نام  
 نازاں ادھر نظر ادا ہو زائران عظیم نام  
 غم میں ہے پیر و سر کے کہ حق کے نام  
 ادا خواہ ہے کوئی قید کی حق نام

مولیٰ مولیٰ شینان شینان  
 دینی پہ جو ہو پیر و سر کے نام  
 کہ کہ نہ میری کہ نہ کی پیش رفت  
 پیر ایک کو تیر سے خفا نہ آواں  
 پیوستے ہیں آپ نام کے خوب چاہے  
 اب تخصیصی غلام کی ہے ہاتھ آپ کے  
 میں سب کی چاہی ہے کہ نہ کی پیش رفت  
 کہ کہ نہ میری کہ نہ کی پیش رفت  
 پیر ایک کو تیر سے خفا نہ آواں  
 پیوستے ہیں آپ نام کے خوب چاہے  
 اب تخصیصی غلام کی ہے ہاتھ آپ کے



[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 فرمایا چلا کھڑے گھر کے اندر میں خوش  
 ہو سو گھر کا دل کا دیو کہ اندر میں خوش  
 فرمایا چھین چلا گیا چارہ کہ اندر میں خوش  
 ذرت جب کہ چارہ سر پر تھیں چھین سے  
 امنت خدا کی دی امانی بنو پیر پیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 فرمایا یہ تو خواب بنی کہ اندر میں خوش  
 فرمایا یہ وہی خوش جان کہ اندر میں خوش  
 فرمایا کھڑے چلا پانی کہ اندر میں خوش  
 ہو چلا کھڑے خوش ہو پانی کہ اندر میں خوش  
 فرمایا مست ہو دغا دغا چلا چلا ہے  
 کہ اندر میں ہے تو تو اندر میں چلا ہے

احمد دوست چلا ہے خوش  
 ازبک کیا ہے فکر کو درم ازبک کو  
 ہم یہی ہے کہ یہی ہے جو کہ کو  
 واہ کھڑے کہ نہیں اسن سے کو  
 شادی سے راہ چو کہ کو  
 ق سین سے کہ کو کہ

اسم اللہ الرحمن الرحیم  
 ہم یہی ہے کہ کو کہ کو کہ کو  
 یکہ کو کہ کو کہ کو کہ کو  
 ہم کی کہ کو کہ کو کہ کو  
 خد کو کہ کو کہ کو کہ کو  
 دعوہ کہ کو کہ کو کہ کو

بابا غفرے پاک کی رحمت کا واسطہ  
 نانانی کے خفق و ردت کا واسطہ  
 میرا انسا کی عصمت و عفت کا واسطہ  
 تم کو یہ توبہ تیار اس الفت کا واسطہ  
 تم سے قبول شفاعت یحییٰ کی  
 کہ یہ تھوڑی عزت و شرف میری

بابائی کی شرم کا پتھر بین فراق  
 حق از گم گئی چو نہیں صدف فراق  
 مجھ کو جس گم تپتہ سے ہمیں کیا واسطہ  
 قندید اور غم کے خوشامیڈیں واسطہ  
 گھر و گھر کے کچے چار کی لہر واسطہ  
 اور یوں جو پتھر کے پتھر جو واسطہ

زنا بے سیر و پیر کے ازاد ہے تو  
 زنا تو حق پر ہے یہ تیرا پیر ہے تو  
 زنا بوجھ کا ہے تیرا پیر ہے تو  
 زنا بوجھ کا ہے تیرا پیر ہے تو  
 زنا بوجھ کا ہے تیرا پیر ہے تو  
 زنا بوجھ کا ہے تیرا پیر ہے تو

شمع غم و زور کی چاہاں خفا کا واسطہ  
 میسر خوشی سے فقا کہ میرا واسطہ  
 اور جو میرا کہ میرا کہ میرا واسطہ  
 بندہ میں کہ میرا کہ میرا واسطہ  
 میرا غم کہ میرا کہ میرا واسطہ  
 دل کہ میرا کہ میرا کہ میرا واسطہ

۱۱۱  
میں وہ صوفیوں کی قوت نہ ہوں

پھر تو نہ بھولوں سے حق حجب یہ افشا

سے احقرین حکم کشیں مصطفیٰ

۱۱۲  
وہ تباہوں میں تھیں تم رحمت خدا

کیا ہے تو صلیبی کی دل کو تیریں

مناں میں میرا نہ تھا کچھ تیریں

۱۱۳  
میں یہ میرا نہ تھا کچھ تیریں

۱۱۴  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۱۵  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۱۶  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۱۷  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۱۸  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۱۹  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۲۰  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۲۱  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۲۲  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۲۳  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۲۴  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۲۵  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۲۶  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۲۷  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۲۸  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۲۹  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۳۰  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۳۱  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۳۲  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۳۳  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۳۴  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں

۱۳۵  
وہ کاش کہ چارہ و حق تیریں







آواز دی کہ تم تاملہارا السلام  
 کہ نہ لے پیتے جاؤ پیارا سلام  
 باؤ نہ خستہ کیجئے کی فختار سلام  
 بوسہ دے کہ اسے شہ ابرار سلام  
 سب نے سنبھالا لیلین پاش پاش سلام  
 جیسے پائیاں تیریں زنجی کی لاش

شغل غبارہ ہاتھ نہ لگ کر زمین کے  
 بڑ بڑا جاتا پھرتا کہ زمین کے  
 ہمت نہ آہ سرد بھری اور کیا کہانے  
 اس باب کے گل کو کہاں کو چھین لائے  
 جی بڑی شیریں نہ چلی میں پونیا  
 فلا تمام چھوڑے یہ کس روئے کا

جائیں گے ان کے پاس ہیں وہ ہیں گے  
 بوجھان کھوئے پھروں کو اپنے پیروں گے  
 پہنچا کہ صنف بچا اب کہ ٹائیں گے  
 پھر اپنی دوٹیوں کو کہ نہ چھوڑیں گے  
 کوئی نہ دادرس نہ کوئی پردہ دہائے  
 اب وارنی پاپ کی داد و مدار ہے

نہ ہو سیں غریبوں کی یا تم اہم  
 بندہ کی وارثی کوئی بندہ کہ چلا گیا  
 وارث مر لگا اور تھا را لگا ہے خدا  
 جبکہ زوال ہے نہ تم نہ ہے فنا  
 جہنم زوال منہ کنی حلقہ تیریں  
 اپنے ہر کے دفع کی قدر تیریں ہیں



۱۶۱

پیش کا بلن موت میں نوشِ خلیلا  
ظلمات میں شمر کا وہی دنیا رہا  
پیش کا چاہ میں وہی حاجت دار رہا  
کشی در کلا بھی وہی ناخدا رہا  
نازا کو کون غارت میں تکیں دے گیا  
جی کو کون دار سے گردِ پیلا

۱۶۲

۱۶۲

بختِ زده مقامِ عرشِ شاہ و گداوی  
خلاقِ جسم و روح و فنا و بقاوی  
ویشِ سال کے پیش میں کہ بختِ بوی  
ہمار کی دوا ہے وہی اور شفاوی  
ان دو دنِ سکنت میں نہ جاتا دھوا  
جلا غم ہے ماحولِ چرخِ غمناک ہے

۱۶۳

جس دم کہ اُدھم پہنچا ہم سب اہیں  
فرمایا جس نے تم کو شکر اور اہیں  
تو کہ جسے بد کہ چکا تھا اس کو اہیں  
تو کہ کہ اگر تھی نہ سے بعد اہیں  
اگر بھولیں تو ت میں ہاں تم چاہے  
کہ نہ یاد رکھا میں تم اہر شہ چاہے

۱۶۴

انصارِ تجھ جنابِ رسالت کی نہیں  
وہ کہ تجھ سے شاہ و لائے کیا نہیں  
تم تو تو نہیں تھے تھوڑے کر نہیں  
تم حقیق ہیں اب کی شفقت کے کیا نہیں  
کوئی بوجہ اور کوئی نیکی توں کی  
ہم سب انا نہیں ہیں خدا و رسول کی

۱۶۰

گوئی یہ عرف کہ تو تھا فاقہ شاد را بہ  
خودی را کجاب تھا کہ کجا اسرار را بہ  
دانی شایب جانب بہ در و کار را بہ  
جاؤ تو پرب رہی ہیں بی ہمتا را بہ  
میاں کی ہر زبانی کہ فرشتے عزت را بہ  
ہم اکو مہاویں سے بیاباں میں غنم را بہ

۱۶۱

کہ امیہ میں نہ تو نہت پیم کہ در فشاں  
اک کلام تو فید فک سے پورا فشاں  
اور یوں ہوا تو شکر شہادت فشاں  
بلد و اندہ جیسے شے کہ لوگوں پر فشاں  
جب درست روشہ دریں شے کلام را  
منقار سے کجاب نہیں اسے تھا ام را

۱۶۲

نکاح ہم سے رفتہ رفتہ شاہ میں پہ  
دیو کا کہ نہ وہ بجائے ایک لاکھ پہ  
دیوان اس تہ نہ بجائے کس لاکھ پہ  
مقتبہ کی نگاہ تو دانی پہ کی نگاہ  
کہ دن بھلا نہ رہتا تھا کہ زمین کا  
منہ دھتھی تھی دیاں سے پڑ زمین کا

۱۶۳

شہر و مہم تہ کی امانت ہو میں امیں  
حافظ میں کہ ایک تھا اور بیکر جانی  
مخبر مہم نہیں کہ ہے عابد کمزین  
قوافد ان مہم کلمہ نہیں کلمہ  
پہاڑے پہر نہ فاقہ کے نور عین کو  
موازدن فاقہ تو نکاح تو نہ عین کو

یہ تمام قدیم جناب امام  
 غیاث و نور علی شاہ امام  
 بہر ان کے شاہ جگہ تشریف  
 بہر تشریف علی علیہ السلام  
 تشریف لے کر کہ وہ نور علی  
 مرزا کے دربار میں شریف ہو گئے

کچھ ہفت روزہ دورے کے تشریف  
 ہوئے ہیں پھر سوسے نامور  
 کیا دیکھتے ہیں یہاں غیب شاہ پوچھ  
 سرائے پور بہر علی علیہ السلام  
 پھر وہاں پہنچے تشریف  
 اچھے بہر تشریف علی علیہ السلام

یہی ہے کہ میں قرآن مجید  
 ہر اک صدمہ ہر کوئی ان مجید  
 بنیں کمال کمال بیابان  
 لا بہر تشریف علی علیہ السلام  
 حاجت یہی ہے کہ میں ان  
 ناباکی ہو سکا کہ وہ نور علی

وہاں پہنچے ایک کچھ پھر پھر  
 غم اس کے گریں ہو گیا  
 پہنچے ہوا کی زینت ہو گیا  
 کہ کہ بہر تشریف علی علیہ السلام  
 زینت کا یہ تم قریب ہوا  
 ہو سکا کہ میں تشریف علی علیہ السلام

۲۷

القصید کی بھائی بہن پھر ہاروئے  
کرتیں یہ گھر وہ راہی درشت بلا ہونے  
نیچے سے کچھ پوچھو شاہ بد ہونے  
بہن غم و غم کے سال سال پوچھوئے  
غم کی پوچھوئے نہ سماعت کے سبب نہیں  
پوچھوئے سے صدرا ضعیف آئی کانیں

۲۸

عزت مہربان سے تفتا کا پتہ  
پیدا ہو کر اپنے تہ تہا زین پتہ  
پتہ کی کو اس تہ میں تہ کی پتہ  
جہ شمس کے آئی تہ تہ انہیں نظر  
صدور سے چلی ریت کا آں جب پاک پر  
س آئی ہے وہ رگڑ گئی اور پائی خاک پر

۲۹

پتی کی بھابی سے ڈوبی جا رہی ہے  
لو کی زبان بونہ ہا ویر خیال بند  
بابا کی تہ صدقہ دار کے ہند  
تہ کی پوچھو کی کہ لہر سے لہر چاند  
تہ کی تہ سے سبب نہیں نہ پاتھیں  
واجبت اور اخرا نے ہا را کیا تھیں

۳۰

گدن پھول کے ہار نہ پڑے نہ کیا قرار  
گدن پڑی آئی تہ تہ پتہ زار زار  
گدن کی ویاں سے بوجہ کہ پتہ تہ  
گدن کی ویاں سے لہجہ اب نا امید ہے  
گدن کو تو نے پتہ پیری کیا امید ہے  
گدن کو تو نے پتہ پیری کیا امید ہے

نسخہ بعد خدا جہاں میں سما کر کوئی نہیں  
با: ہوا تھکائے ہوا کر کوئی نہیں



کس عرف و صاحب کس حق تعالیٰ  
 چنانی آزار کو چکا حق کر گئے  
 اگر کسیہ کی حق تو تفرق  
 ہم بھی ایسے لگا کر گئے  
 اب سب وہ دروہی کا کون عیان ہے  
 قادر حق و جبر ہے یہ وہ اعتیان ہے  
 شمس کہادہ کیا ہے بتاؤ نشانی  
 کس عرف کو ہے اسرار و نشانیں  
 زانہ پر اپنے چکا بجاؤ نشانیں  
 منقش ہے ہاتھ ہم پر ان نشانیں  
 چٹا چکر گئے ہیں قربان ہو گئے  
 بھٹک اب اور کیا ہے بربان ہو گئے  
 قابو میں شاہ کے نہ بادل باجا  
 پہنچے اور تے زین سے جتنی پیر  
 بھلا کیا پتہ کہ زانو تے سر  
 تیر سر نکل رہے خود چکر چکر  
 عالم عجیب پتہ نہ پتہ کا ہوا  
 قصور سے متقا نہ تصور کا ہوا  
 الفت سے ہاتھ سر پر چکرایا اور کس  
 خنجر کس کس کھایا اور کس  
 کس کس کس دم بھریں کیا اور کس  
 پیچہ پشت دل کو لٹایا اور کس  
 اس پیر کو فرشتوں سے دعا کی تو  
 بیوقوفی و غیبتیں شاہ لاک ہو گئے

پوچھا کہ میں سوار ہوں یا نہیں کی بات  
اس پوچھنے پہ پھوٹ کر روئی وہ دم تھا  
پوچھی کہ کیا دیکھنے کی یہ دور شمس  
مفتی خدا کی خوب ہم فقر ہا رہی کیا  
مہلت نہیں جس میں میں دم نہیں  
اتنا بھی پیار کیا چکا اس وقت کم نہیں

بہترین قسم سے تیار رہتا رہا جا  
پوچھتا میں بھی ہوتی ہے جس باب چھوٹا  
بہلا کر کہ دویتیں تھیں تو کیا  
میرے عزیز ہیں اس وقت میں مبتلا  
حکم وہ ہیں جو پانی نہیں دیتے پیالے کو  
شہ نہ کہ خدا ہے تھا سے دلا سے کو

نہ پہلا ان کے اس شاہ دین پناہ  
کیا ہو گی جلالت بہت پیہ رام  
فردا دیکھ کر ایک بوباتی نہیں کیا  
پوشے ایسا پوش حسرت ہوا کہ اہ  
بھلا دیکھ کر کہتے کو جیتی زین پر  
پیرا ختم سوار ہوئے کہ پڑ پھوٹا

فہم میں نہ ابرار سلطان دیں حق  
پہلے زارے پہنیں رکن کی زین حق  
پہلے کی فوج مقابلہ نہیں حق  
تو بھوکے ساتھ کہتے خلد بریں حق  
پہن قدم سے اوج زین یاب تک ہوا  
پہلے ملحق زین کا دسواں فلک ہوا



نادانی زبان پاد ہر لاف ادا  
وال واہ واہ ہوتی جب علی دہر  
مشتاق القیامیں آدم ہر ادھی ادا  
روح انہیں پیں آدم کب سہ ادا  
کس دم دشمن نہیں منہم تو بھی  
مشتاقی ہے آج گری باز ادا ہو بھی

لاکھوں اور کروڑوں میں کیا ہو بھی  
نازل خلیجہ چھپو وہ بتر یہ ہو بھی  
اُست کے ہر فرق کا سہ جانی ہو بھی  
کیتا خلیجہ پاک جب بیا ہو بھی  
سب جانی میں کیسی ہو بھی  
موت کی ہاتھ توں ہی ہر جانی

میں روز ہے چار غلام کی شہر  
جو تک روال ہے چار دم کیم کیا  
چاروں کتب اب وہ ہیں ایسے جو اجداد  
میں نہ تھے تو ہیں گے ان چاروں  
نہر اسی مال پر ایشہ ہو گیا  
بنا جیب میں سا نوا سہین

حکایت اس میں پست ہے ادب  
میں ہیں ذوالجلال کے پیر ہو بھی  
ایسا ہیں وہم پر ہو کچھ ہو بھی  
میں شک وہ ہے سب کو کتا ہو بھی  
کو کو نہیں دھک تم تو تے میں  
میں ہمیں دہم نہ کو تے میں

صابر سخی علیم امام ایسا چاہئے سب کا شیخ روز قیام ایسا چاہئے چاند ایسا ہو پرست ہر روچین سا  
مسند نشین خیر نام ایسا چاہئے پشت ویناہ خاص عوام ایسا چاہئے ناناہو مصطفیٰ سارا نوا سہین سا

۱۹۱  
گھوڑوں کا سامہ وقت کا چٹا پتہ چٹا  
بہر سہلہ و دیباخانہ علم و شہرت چٹا  
بیختہ نام علم و شہرت صدر چٹا  
بیچہ بہاؤ شہرت پرورش اللہ چٹا  
ترانہ علی و فرامان غمزدہ چٹا  
کرتی بہاؤ شہرت کرتی حضرت چٹا

۱۹۲  
مضمون ذوق و انجاء نیابند ہستی ہم  
کج اپنی شاعری کی آواز ہستی ہم  
کھلتا نہیں یہ عقدہ کہ کیا ہستی ہم  
پہلے قلم ہے یا ہے صبا ہستی ہم  
یہ الہی طوفان کو دم ہے نہ حال ہیں  
بھونکتے اس آواز میں مضامین غالی ہیں

۱۹۳  
نور و سبب و روش طراقم دار ہے  
کھیت ادا کھیت قدرت پروردگار ہے  
یہ شہر نور دار ہے ابو بہار ہے  
غم ادا یقیل و نہار ہے  
بالک سہ ماہ نور ہے نور خندانہ  
چلے فلک پوزال اگر ہے ہمندا

۱۹۴  
کہ تو تون بہر کہ اس سہار شہرت  
جو تون تار چوین شہرت شہرت  
شہرت نیم اس تون پوزال میں شہرت  
اس پوزال کو رخ ہے جو ہے شہرت  
مل جو قصہ کہ یہ فرغہ ہے شہرت  
نور ہے شہرت کہ ہے شہرت شہرت

لاکھوں کمال اسمیں ہیں کھنکھاتے  
 کہ جب کا کے علم جو ہوا سماں تار  
 پہنچے پہلے نہ دستِ حقِ غور غافل  
 ہو کر آئے غرض میں لاء المجلد تار  
 لم غورب و شرق سے آگے روانہ ہے  
 تارِ شعاع مرا سے تارِ پائے ہے  
 بختِ بد میں کہ بالِ آبِ بختِ بد  
 کھنچیں نہیں ہم کہ غفلت  
 انوارِ شمعوں کا جو کرباں ہے  
 آؤ نہیں اس چوب کی جا بختِ بد  
 مہینے میں بھی بات بچاؤ کہ کھنکھاتے  
 گوشِ سحر کی دور میں و بزمِ بزم  
 مروتِ بکر تار تار  
 سر میں کہ چو شربتِ تازہ ہے  
 نامِ الحاکم اس وقت سے کہ سحر ہو  
 قوتِ شاعر دل سے بجا ہو  
 مکانِ مروتِ آئیں نہ میرِ بیان ہیں  
 کھنکھاتی اور پڑھتی کی ابجودِ بد  
 بعبودِ کوششِ فرد میں کہ ہیں  
 ہم الحاکم بختِ سب کا خرم ہے ہوا  
 ترکیبِ نیر سے نیرِ بدست ہے ہوا  
 جگہ آؤ بختِ نیر و معانی کے تم ہیں  
 سحر آؤ کے نہیں ہیں لفظِ شمع ہیں

۱۰۱  
 ہرگز نہ فناؤں سے کہتا ہو شایا ہو  
 ہاں قاتلان ال عجبا ہو شایا ہو  
 کائناتیں کہ ہم ہاں ہی ہر صفی ہو شایا ہو  
 زو کیا ہے حق اب خدا ہو شایا ہو  
 ہم خدائے خدا وہ ہے حسین ہیں  
 اک نشہ و طلال یہ ہے حسین ہیں

۱۰۲  
 شہرست حق پرست کو رکھ جائے  
 بیدار ہیں جو کہ گم ہوئے ان کو  
 تم کہتے لا سے غریبی کے تمام  
 نبی قون دن دہاڑے پر فانی ہو  
 رہا ہوں کے ہوش کی جانب ہو گیا  
 کسی ہوا تو اے کہ فرستے بھی ہو گئے

۱۰۳  
 قاتل نیم الحامیہ وہ نہ ہے  
 بیہوش اس کا جو صفیہ نہ تھوچے  
 بے پروا نہ اس کا تو شمع ہے  
 بیدار کی صفات نہ تھوچے  
 ہوا کی شمع بے ذوق کی شمع ہے  
 شمع قدر امان ہے تو سہا پہا ہے

۱۰۴  
 بدبوی کی طرح صاحب تاج اس کی پیٹنی  
 غوغا ہو رہی پوچھ کر دین لگے پیٹنی  
 ہر دو دین کا اس کا ملازم جہان پیر  
 ہنست اس پر فلک بھی اس کی جہا پیر  
 بیٹنی لگے کہ وہی تو یوں کو وقت  
 دو گھوڑا اس پر لپیٹنی تو وقتوں

متوجہ جانوں اور سڑوں کی پین پین کا  
 ایک نور نسبت نہیں کا پتی سماں گاہ  
 مظلوم کھجی ہیں ایک نور روشن خوں جہاں گاہ  
 مستقیم ہے اپنی بند ہے اب روشن گوارہ  
 جاری ہے کیا زباناں پو کی یہ سماں  
 ال تیرے کہ مری ماں کا مری ہے

میں چاہتا ہوں کہ نام کا علم حاصل فرماتے ہیں  
 علم خدا کا علم ہے علم عالموں کے ہیں  
 جو علم عالموں کے نہیں ظالموں کے ہیں  
 دنیا خراب ایسوں کی عقوبت بڑی ہے  
 حق ہو کر بھی میرا حق ہے

ان حاکمین کو سات اسم بلاؤ تو  
 تو بہلے تیری پہ کھڑے بناؤ تو  
 تمہیں سیاہ کار و نجی پر کھڑے بناؤ تو  
 تم کو اسے ان کی مہر نیت ملناؤ تو  
 جسم ازاد سے مہر نیت خدائی ہے  
 یہی وہ پرست فانی ہے کہ درباری ہے

ہم نے یہ علم خدا کا علم ہے علم خدائیں ہم  
ہم میں یہ دلائل خدا کی دلائیں ہم  
آئے ہیں جا بجا ضعف انبیاء ہیں ہم  
ترانے ہیں امام جب قرآن امام ہیں  
جب طرح لام الفتن لطف جیو ہیں



اے گم غم میں جا کر بیان ہاں  
 اور بکھرنے پر یہاں جسے آقا  
 پہنچیں اور حق نہ دے کے عطا  
 پہنچے اپنے ہاتھ سے تھکے تھکے  
 ہاتھ نہ دے کہیں نہیں  
 تو وہ وہی ہے اور گرفتیں ہم نہیں  
 ہوتی ہے اسماں کے مقابل کہیں نہیں  
 وہ تخت کا کہیں ہے تو عمر شمس کی  
 مگر بن زور و زور سے یہ کہہ دو  
 جس کو خدا کا راز وہ فدا ساقی کا  
 فنا کے پس بھی ہے بے خوف و کماں  
 صاحب علم نزاروں پہ عباس کماں  
 جیسے بہت پر گم گلوں قبا کماں  
 لاکھوں میں لکھتا بنی تم اور کماں  
 جہانی نیر کا کوئی شمع بھی ہے  
 زیب ہی عابدہ کوئی انکی پہنچ ہے  
 ہاتھ لگ کر دیکھا اور اپنے گلوں کو  
 جو میں فرمے ہاتھ لگ کر نہ کو  
 پہنچیں بھی اسکا یاد ہے ابنا نہ کو  
 رسول القدس کہ اسے میں بھی جھلکا  
 زائیں زمین سے کھاسماں میں  
 انکی میں مہر قائم ہے ہمیں  
 نسخہ بھی ہے

۱۱۱۱

میں اس کا جو بڑا ٹپک چکا ہو مگر اس کا

سلطان دین وہ باقی شکر ائمہ ہدایت کا

دینا اگر ادرہ کی ادرہ ہوا تو نہ ہو گا

ہو یہ غلط فہمی ہے میں نے جو پید کے

وہی خدا کی ہے گھڑی پر تیرے

۵۷۱

۱۱۱۱

جو ہیں کھانوں ائمہ سے مستقیم

جس علم کا دوسرا قسم ہے

اک غفل کا پورا غفل سے مقیم

بقیہ کو قیوم کو تم سے تعلیم

پھر کیا تمھارے وقتہ کی بات ہے

۵۷۲

۱۱۱۱

میں قامت و ازاں میں جو حق تعالیٰ

اول میں ہر نماز کے سرور عین حق

کہ خیریں السلام علیک یا ابا عبد

نا تا پہ پہلک نہ درود و سلام

ہماری کی ناز نہ کوئی تمام ہو

۵۷۳

۱۱۱۱

اگر بھول پہ غیب کا جنت کو دیا

عمر پہ نول کا عیاں کہتے کو دیا

تو وہ جین کا جو کہ سیمہ کو دیا

حسرت سے اس کا جنت کو دیا

خفت سے دانستیں کہ جو ہماری دیا

۵۷۴

منہج  
کیونکہ کونوں ثواب و عطا کو نہ سمجھے ہو  
سب کھاتے سمجھا اور خدا کو نہ سمجھے ہو

۱۱۱

میرزا کاو اور نجف کو مکتب شاہ دین پناہ  
جہ پور کو حکم عدویہ کی گواہ  
پہلے مرگھٹ کے عالم بالا پیر کی گواہ

۱۱۲

آئی اندر گواہ تر از در ارجال ہے  
تو بے عدیل صبر تو ابے مثال ہے  
روشن ہے وہ بھی دل میں جو ہم نیک  
ہل تھ خیر کی کو تو ارب قال ہے  
بحم الشکر از ما و غیر تو تو تو تو تو  
نور علی دیکھو غدا تو تو تو تو تو تو

۱۱۳

وال تو تو تو تو تو تو تو تو تو تو  
یاں تین تین تو تو تو تو تو تو تو تو  
نہت کی جیسے حکم الہی زبان سے  
ہنرت کی درست بویں تو تو تو تو تو تو  
سید بڑھانوا یہ ادب سے کی ہوئی  
بھجے بھجے تو تو تو تو تو تو تو تو

۱۱۴

فانی نیام سب ز نوادہ الفقار سے  
یہ غریب سدرہ اوطار شفا سے  
یاں برون کو تو تو تو تو تو تو تو تو  
یہ شہسوار تو تو تو تو تو تو تو تو  
منو تو تو تو تو تو تو تو تو تو تو  
میں تو تو تو تو تو تو تو تو تو تو

دیتا ہوا اندازہ قریب ادیب ہوا  
 جگہ نمونہ ہوا کہ خدا کا غضب ہوا  
 کرنا مینام سے فزان رب ہوا  
 پیا سب سے موت کے درخت چب ہوا  
 پھیلنے کے اب بڑیں کے ہوتے چاہا ہوا  
 چمکاتے جان الگوں کی انگوٹھا ہوا  
 ہمراہ عقل تیرے ہر وقت  
 پیکر تو دے قدرت پیر درگاہ  
 بدیشان اور کچھ فردن کی ہزار  
 روشن عجب دیر بیدار الفت  
 دل قاب میں تیرے کلمے چھپا  
 احباب کہتے فارسیہ نام تلخ پاپ  
 ادیب قریب کہتی تھی مولانا ذوق  
 حیات سے یوں کہ اہل کی بی بیلا  
 کمر سے کمر شان خائف تھی اشک  
 فتح سے قریب رہی وقت کا زار  
 بوجھنے سے لگا بوجھ کر دست پائی تھی  
 قبیل خفاقت سے تاق آتی تھی  
 دل پہ صوفی لونی دریا نہ گال  
 کمر ہلکے رہا کی تھیں علم  
 جگہ رہے بگے ہر سو دزدی بول  
 اکبر کی ہر ایک حرکت دھم دھم تھی  
 یونہی تھی بھونکی لوں سے نیام تھی

وال چار سو قافوں کے گونز تو تھا  
 یل دہنہ پائیں حسن پنجو ستا تو تھا  
 پہلیجڑ بھائیوں سے وہ عدل تو تھا  
 ادل ہوا بوا کوشہ ہاں وہ عدل تو تھا  
 ہمت کے مرتبہ کی کوئی کفر نہ تھی  
 دوزخ ہوں تھیں تین تھیں دھم تھی

تین قبہ سو کھڑی ہوئی شمشیر  
 کھڑے عدل کے کئی جینے زباں  
 چور دوزخ بھلا دے جبریتیں زباں  
 باز دہ خاک کے بڑھی بڑھیں  
 ہر شہر کے یوں پلان سپاہ دخی  
 گریہ کی خاک کے تھیں کب لگ

چکی خنجر سے لگا دین زیاد  
 جیسے زول تم خدافوں جاوید  
 دھیں وہاں تو میں تم تھیں جاوید  
 لوگ تھیں جاوید کے باد مایہ  
 سب کی قلمت دوزخ کا تو فال لایا  
 کہ تیرا کہ تین سر سے گزرا

ہو کہ کھڑے تھیں ہی تھیں کھڑے  
 کہوں یہ جواب تین کہوں ہر پہلے  
 کہوں کہ تین کے تھیں میں کہوں  
 اُدھلے نہ دوی کہوں تھیں تو تھیں  
 غلالت میں یہ تھیں تھیں تھیں  
 پوٹن کو جیسے جان میں تھیں تھیں

نثر تباہ و ساشے اس کے نال تھی  
 ناز نے فی بونک کی کو زبان تھی  
 دکھائی تیرے پورا کی تو جال تھی  
 چمکھنڈا لگی ہوا اس سے کال تھی  
 کی تو سری بوقود بنیتا دہم تھی  
 پشت پناہ کیا تو کہ پشت بزم تھی

بچوں اور بڑوں وہاں کے نال تھی  
 کہ بڑوں پر گربوں گردن تھی  
 گرا گرا لگ لگ ہوئی جین تھی  
 کہ مایاں بعد اپنی بویہ بونک تھی  
 تیرے چم زخم بدون کو دکھا تھی  
 میں ظہیرین کو لگی اور کھا تھی

اس لکھی بڑھئی کھی پیچھا کھی پڑی  
 کہ بڑھکھائی و تشارف بے گڑی  
 جو بڑھینوں نے کی وہ مگر پڑی  
 اقتدار ان سے پوچھے تیرے کہ لڑی  
 اٹھ گری بیتہ بڑھائی پشت تھی  
 چینی کے سیکشوں کا موست تھی  
 اس لکھی بڑھئی کھی پیچھا کھی پڑی  
 کہ بڑھکھائی و تشارف بے گڑی  
 جو بڑھینوں نے کی وہ مگر پڑی  
 اقتدار ان سے پوچھے تیرے کہ لڑی  
 اٹھ گری بیتہ بڑھائی پشت تھی  
 چینی کے سیکشوں کا موست تھی

بھائی پوکر شادیوں کے ارادت ہو گئی  
 رن کی زمین پر وہ غفلت ہو گئی  
 برسر وہ تھک سروس کا کہ برسات ہو گئی  
 بحرِ مانی اس کے لئے بات ہو گئی  
 تو مزارِ جبیل کے شکار ہو گئی  
 پہاڑی دھوپ اتار دے کھاتے  
 پہاڑ پتھر اتار دے کھاتے

منہ جلاؤ نہ ذوق منہ کا اب ملے  
نہ اس سر کے تیرے میں پھر کا نہ ملے  
پیشہ چل دو اگر وقت تو کیا ہے  
زور تو نہ لگا بل بھی ام کا نہ ملے  
کو کہو نہ وہ وہ سب نہ ملے  
پانی سے پتھر کے پتھر نہ ملے

جلالہ بولہ شمس اترتو اللہ کا رخ لگی  
 جلالہ سمندر رخ تو پیکار نہ لگی  
 جیتی تھی جیتی فوج و جی ہار نہ لگی  
 گر بوز غم و ہار سے یہ دھار نہ لگی  
 اوصاف لا جواب سے وقت زانہ تھا  
 نیم نازن ذوالفقار کے پلم یہ کہ یہ تم تھا

۱۔ شکرانہ  
 ۲۔ شکر  
 ۳۔ شکر  
 ۴۔ شکر  
 ۵۔ شکر  
 ۶۔ شکر  
 ۷۔ شکر  
 ۸۔ شکر  
 ۹۔ شکر  
 ۱۰۔ شکر

۱۳۱۰ دل کی جان و نوج برباں بھی لگی  
 مین کے شامیں دندل بھی لگی  
 کھٹکھٹا نام کے گریبان بھی لگی  
 اعدا کے بڑوں کے تیرے بڑاں بھی لگی  
 بھروسے پی صفت لگا کھدائی  
 جتن سے بہت بہتر پیدا ہوئی

۱۳۱۱ جیوایہ قوت کد مری  
 باؤ کو بندہ رش ملا کد مری  
 پھپکڑیں میں تڑپتے کد مری  
 پوچھیں گے روزِ شرف کد مری  
 حلاوتِ شریف بہت پس رہی ایک لڑکی  
 تنہیں دو دھانی چینی و التفاد کی

۱۳۱۲ واہ چیتے پھیر کی راہ میں مسام  
 مجھ جال خالق کجاں ہو مسام  
 حاصل ہوا خور و دہ تو بکا مقام  
 کیا عباد ہو گئے سب اس تمام  
 باقی قوم کی فکر نہ یاد پس مری  
 نہ راہ کی نہ راہ زلف کی خبر مری

۱۳۱۳ چن چن پائیں یاد نہ ہو لکی ہو یاد  
 باؤ کے تین یاد نہ اگر کی ہو یاد  
 تھی قمر یاد نہ اختر کی ہو یاد  
 یازدہ طوٹنا نہ برادر کی ہو یاد  
 بڑ عمر اپنے تئیں غفر کی یاد تھی  
 حضرت کو سب سے افسانہ یاد تھی



۱۲۱

مولا نے ذوالفقار کو زیب بنایا کیا  
 ہونے کی وجہ سے یہ بیضاتناں کیا  
 لاکھوں سے قصدر میں شکیان کیا  
 انبوعہ عالم گرد امام زماں کیا  
 تختیوں پر تیری تھی عمرتوں کی  
 تربت زربہ تھیں وہی دیوڑ کی

۱۲۲

کتے تھے پیروں سے سوار و قحطین  
 اور ان سے پیروں کی قلمار و قحطین  
 پوچھتے تھے ہزار اور قحطین  
 چاروں طرف تھی رن میں پکار و قحطین  
 تیرا بہشتا ہیں نہ بغاوت کیا  
 تیرا یہ سید پیروں پہ موقوف کیا

۱۲۳

سے صاف نرینہ غم بادشاہیں  
 کتی ہیں تم سے قلمیں و نرین  
 تم میرے پس کے گلے جو بائیں  
 میں لگتی شہید ہوا میرا تارین  
 بوسا دو وفا ظلم کوئی کے نرس کا  
 مظلوم کا عزیز کا ایک کاپیت کا

۱۲۴

ہم گشت کے روئیوں نے بنایا یہ کمال  
 ہوا کے قتل کا جو مفضل نہیں کیا  
 زخم ہیں کمال سے کافی پھول  
 اراہو الخوق نے اک تیرا گال  
 ہمت کے بلو کے پست کے بیوڑا کیا  
 لم پوچھتے کمر سے وہ ناک گذر گیا

کس کی تھیں رو کے لم لوٹا دے بار بار  
 میں دل میں درد بوتا کیوں جی بویا  
 دی تھیں وہ جو اب ہیں جی بہ نظر  
 ہم کیا نام اس کہ نہیں ہیں اشکبار  
 دس زینہ تھی وہ مظلوم امویہ ہیں  
 میاں شہر کی شہادت ہے رو تھیں

کس کا ہے وہ تو غلط ہیں غم وہ تھیں  
 جب سے اقرار میں شاہ کا نزل  
 بڑھتا تھا روز و رات دھم دھم  
 کہیں ہم مادی سے نہ زرا ہوں  
 زخمیں ظالموں کے جو اب بولوں تو  
 زخمیں ظالموں کے جو اب بولوں تو

نہیں زیادہ سب سے گہم تھیں  
 کھانسی وہ تو غلط ہیں غم وہ تھیں  
 جب سے اقرار میں شاہ کا نزل  
 بڑھتا تھا روز و رات دھم دھم  
 کہیں ہم مادی سے نہ زرا ہوں  
 زخمیں ظالموں کے جو اب بولوں تو

اب راویان و فتنہ گر تہ ہیں  
 وہ سب فوں میں بھر کے ہوا غم و دل  
 جانا تھا غم میں کہ قیامتوں میں  
 سب لو ہیں نہیں ہیں اس کے گم گم  
 پانی باری کی نروں کا سب لالہ کیا  
 تھیں یہ حال دیکھ کے بھالہ کیا

اب راویان و فتنہ گر تہ ہیں  
 وہ سب فوں میں بھر کے ہوا غم و دل  
 جانا تھا غم میں کہ قیامتوں میں  
 سب لو ہیں نہیں ہیں اس کے گم گم  
 پانی باری کی نروں کا سب لالہ کیا  
 تھیں یہ حال دیکھ کے بھالہ کیا

اب راویان و فتنہ گر تہ ہیں  
 وہ سب فوں میں بھر کے ہوا غم و دل  
 جانا تھا غم میں کہ قیامتوں میں  
 سب لو ہیں نہیں ہیں اس کے گم گم  
 پانی باری کی نروں کا سب لالہ کیا  
 تھیں یہ حال دیکھ کے بھالہ کیا

اب راویان و فتنہ گر تہ ہیں  
 وہ سب فوں میں بھر کے ہوا غم و دل  
 جانا تھا غم میں کہ قیامتوں میں  
 سب لو ہیں نہیں ہیں اس کے گم گم  
 پانی باری کی نروں کا سب لالہ کیا  
 تھیں یہ حال دیکھ کے بھالہ کیا

۱۶۹

فون تک تو فاطمہ چہ چہ ہوا ہوا  
 عاشق کو خیال میں تلامس ہوا ہوا  
 وقت زوال عشق تازہ سہا ہوا  
 اور مرخ رنگ ہر دور دیوار کا ہوا  
 نہ تیرا دم غلج کی بے سار گئی  
 شایخ حبیبی کا حب کب کے ہو گیا

۱۷۰

تسبیح خال خیال میں ہو طائر تھکا ہوا  
 عاشق کی سحر ستودہ ساکت تھکے کسب  
 پیاسے تھے اور نہ پیتے تھے پانی وہ شرب  
 کہ اپنا زخم کجا حب وقت بے غیب  
 ماتم زدوں کی طرح سب باجم گھا  
 منتقل ہیں رکھنے بازو میں دھنکا

۱۷۱

گہرے گہریں درختوں سے طائر اکیلا  
 اُس وقت کہ شہرے پہلا در تھا سوار  
 بھڑکنے فاطمہ کو کہی تاب نہ نہا  
 غریبوں کو یوں تیرپے کیا دھوا  
 اب تو کہی طرح قفق کی ہر گھٹ  
 در نہ نکلا ہوا گئی میں منت ہم گھٹ

۱۷۲

اب عاملان عشق سے پوچھو غم کمال  
 یہاں لان لوج و قح کے کدو کمال  
 قہریں گئیں اور کہے پکاریں قہر کمال  
 سب بی بی وال کو چاہتا ہے عشق کمال  
 یہ پیدائش عشق کی پھر کون متیں  
 منجھپے ہیں منجھتے کہ جوتے تیں

جہاں میں فاطمہؑ سر پہ بکری کو بلاؤ  
 جہاں کو بٹوں بڑی بی بی عبدلہ  
 سب قیدیوں سے تھوڑے قریب لگائے  
 قواروں سے پہلوں کے کنارے لگائے  
 پھر سے قریب لگائے  
 پھر سے قریب لگائے  
 دنیا سے پیسے دے کر بکری کے تیل  
 جہاں وہ لہاؤں سے پھر طرح لایا نہیں

دُعا کی

چو چاہیں میرا ارادہ ادا کر دیں

مگر کس نے گھر علی کا برباد کر دیں

مجاہدوں کو تیغ سے تلخ کیا کر دیں

دُعا کی

بے دوست سے بے زینت نہ رہیہ

مجاہدین کو شہادت کی علامت نہ رہیہ

موقوف ہے دیر و فراخ ان خوش گزیر

دُعا کی

پھر پچھتاؤ کمال کو دھن سے نکالو

قلم ہو گئے سب نبی اعداں سے نکالو

تکسیر کمال کی غریبی سے دیکھو

دُعا کی

جہاں بہتر کا عیب ہو تو تباہ

بد احوال ہر اک بغض کن کو تباہ

جب نقص نہ رہو دیکھو کہ کرتا کیوں

مرنے کا غناوت حق ہے مرنے کا شرم  
 پروردگار کی ذات پر جو عین ہیں  
 اور خدا کے یہ بخیر ازبیرین ہیں  
 روح بسبب چو فنا ہے کہ غرض ہیں  
 علم ببارک فعلی غرض حق مرقا  
 یہ جامہ قطع شیشہ پر کیمیا ہوا  
 جو ستم کی فکر ہے عجب یہ ہے  
 است کہ پلہ وہ پوشیدہ ہیں  
 لاریب جان قالب تیرا اور یہ ہیں  
 دل بند خاص کھنکھاتا ہے ہیں  
 عصیاں چھپاتے ہیں یہ صغائر کیا  
 بزرگ ہیں چشم ابرست پروردگار کے  
 اب رشتہ دار و فزون اور یہ ہے  
 میت ہے نذر آل عبا ہم رقم  
 تاوارک برس ہو یہ ایسے شام  
 سے طے دی خدا قریب ہم رقم  
 بہجوں جی بڑے حسین و حسن متقا  
 جز نور و اجال کی تیری تہ متقا  
 یہ طبعی انقلاب جلال میں نہیں ہوا  
 یہ بول فخر شہ سو نہیں ہوا  
 گمراہ فزا دوزخ کے ہر نافرمان  
 حمان جو پیوں کے یہ کمرن دیں ہوا  
 عسکت کا تھا یہ حال کہ بویہ سگ  
 دیکھ جو حال پیوں کا ان کھڑا تھا

گلہ قتلِ جی زبوں کے اس پاس  
 سال کیا میروں نہ بھیب قیاس  
 بگاڑاں کے پوں نہ ہر گاہیں  
 تھیب میرا دھین و چین و چن و چن  
 بیک باں سے تو یہ تو ناامید غ  
 بیک بیک دھیک کہ ترخت یقید غ  
 کب سب پناہ تے یقیدری ہے پناہ  
 بیک لاک دیتے تھے پناہ ہے پناہ  
 مندی سے دست دیا کوئی پناہ  
 اک کھیتا تھا نہ نہ تخت ہے پناہ  
 پیوں کے لے سے دل زبوں دھیک  
 ہم ہر ایک لال کا فاقہ سے زرقا  
 بوہ غ زبوں دھیک دھیک دھیک  
 ان میں بندہ پوں کے بندہ کی قفس  
 کہتا تھا اک میں پوں بست داں کا ڈالا  
 غیب ہی با جان کی میری دھیک  
 اک پوچھتا تھا ایک سے نام پوچھتا  
 کل شبنم کی ہے وہ کہتا تھا پوچھتا  
 اک اس سے کہتا تھا میں میری پوچھتا  
 پوچھتی بندہ کے واسطے سوغات اداں کا  
 کہتا تھا کوئی لطف نہ تھا اٹھاں کا  
 لی میری گاہ فر کے تر کے میں جا دھیک  
 نازاں کوئی کہ تھیب ترخت ہر نام  
 دھیک کے تر کے میں شبنم کی ہے

عمر بہ بانی اور یہ مہم سنا  
 زبانِ جادوں۔ عید سے قائم کو کیا  
 بال دل کے واسطے ہے محمد کا مزا  
 اس کی عید ہے تو شرفِ خدا  
 زمر اکو چاند عید کا پیر کی عید ہے  
 جب تم گلے سے لٹائیں سچے ام عید

اب بولیں تم تو وہ ذرا بڑا جان ہیں  
 انا چلاؤ تم مجھے دواں کرتے ہیں  
 حیدر کے پیچہ زخم سے آواز کھلتے ہیں  
 سب سے چھپا کر لگا لگاتے ہیں  
 فصاحت کے خلاف مہ پوٹا لگاتے ہیں  
 شہنشاہِ مہ مری آنکھوں میں لگاتے ہیں

توڑ میں لکچر چلا موت عید کی تم  
 اس ہنر فاقہ مہم بھیجنا تم  
 بیٹ لکھ میں ڈالو میں چھوٹا لکھ  
 کہ پیٹنے سے پر لکچر عید کی بھیجنا تم  
 بولا برا میں یہ بہت مہم بان ہیں  
 چھوٹا چکا ارواہ مری اماں جان ہیں

یاں افق ہے ابراہیم تو ہے غائب  
 تنہا کہہ رہے ہیں عید کے لکچر  
 درجن تھا فاقہ والے میں مینا لکچر  
 مونی یہ تھے وہ اب والے تھا لکچر  
 تار شعلہ ذرا تھا لکچر کے تار لکچر  
 زمر کے چاند پیتے تھے فاقہ شاد لکچر



میں نے فتنہ کی کہ بجائے فتنہ  
 ہم خدا سے یہ آگے شقیت ہے بجا  
 یہ کہ یہاں سے میر کو تو لگا بہت عجیب  
 اب تو یہاں سے جازو تیار کر دینا  
 دوسری میں فزونیوں کو تھکاتے ہوئے  
 بیگ اسی گھڑی سے کہ کھٹ کھٹ کہہ

موت لگا کر شتر و دیگر ہیں تھوڑے  
 بہت جبار سے تھوڑے ہیں تھوڑے  
 قضا کا رونا تھوڑے ہیں تھوڑے  
 حاجت دریا تھوڑے ہیں تھوڑے  
 کہوں ایک سے ظالم بہت صلابت کریں  
 ہمارے عید تو انہیں دھو تو اب کریں

والہاں عید تار و الہی الہی  
 یہاں تو الہی الہی الہی الہی  
 یہاں تو الہی الہی الہی الہی  
 یہاں تو الہی الہی الہی الہی  
 یہاں تو الہی الہی الہی الہی  
 یہاں تو الہی الہی الہی الہی

دہلی میں سے دہلی میں سے  
 دہلی میں سے دہلی میں سے  
 دہلی میں سے دہلی میں سے  
 دہلی میں سے دہلی میں سے  
 دہلی میں سے دہلی میں سے  
 دہلی میں سے دہلی میں سے

اس عجیب جان میں نے نہیں دیکھا  
 کہ میں ولولہ تھا اسے میں دیکھتا ہوں  
 بیوقوفوں اور کشتہ جہازوں  
 رہتے تو یہ ہیں اور میرے بہن ہیں ہم  
 اب اس پہاڑ کی مہلت نہ دیتا ہوں  
 خوش تھا کہ آپ بے پوشاک بیٹا ہوں

ہم نے بہت حق پر کیا اس ادب کیا  
 کہ اس کے کہ اٹھائے ہم پر اللہ کیا  
 کہ میں نے اپنے پاؤں پر اس کا ریتا  
 بہر تو آئیں گے اس نے اب کیا  
 کچھ بھی جھلکا تھا غلاموں کے پاس  
 میں لا جاؤں اسے ہم پر انا بے اس

لی غیب کی ناز کو سب کو اس میں گئے  
 جمعی میں نا نا جان میں بھی بلایا گئے  
 مریاں پر میں بھی بلایا گئے  
 میرا ہی اختیار تھا تو بارے غیب میں گئے  
 نا نا تو مومنوں سے بچا تو میں گئے  
 ہم دو فوجوں میں گئے کیا ہو گئے

میں اس شہر ہنسا کو دیکھتا ہوں جو ہول  
 لگاؤ تھا اسے دست و گریباں ہوئے ہول  
 کہنے کی یہ مصلحت تھی تو میں ہول  
 مجھوں میں جھگڑا تھا تو میں ہول  
 میں دو بچی تو آئے تو میں ہول  
 خیال اس کے پاس وہ اب سی کے اس کا

غیر شام عید ہو انا کہاں بجال  
 لایا وہ نذر اس کو جو ہوا شفق کالال  
 گھنٹہ کی کیا جانتا ہے گم کیاں کی جا بجال  
 زریزہ کشتاں کا کمر بند بے مثال  
 ہزار کے پیسے کے تھے ہوئے کہاں کی پاس سے  
 کہیں مال جان کی کہہ جائے بابا سے

۵۲۲  
 مریا فاطمہ نے بھلا میرا کب تصور  
 خیاط لائیگا تو میں پہننا دن کی تمور  
 نزدیک کیا ہے کہ کوئی شے نہیں جا دور  
 پہننے پہننے کر پور شے خور کے نور  
 جو جس کے خیال میں تو پیدہ ہو گئے  
 جب گنجیب غروب کے غمی ہو گئے

۵۲۳  
 ہمدرد کو تو غروب تھا نہ چین زینہ دار  
 اتر سے لباس سے تجھیں تختہ قرار  
 اگر کچھ چلیا یا زینہ مقلد باکسار  
 تازہ کیا وہ تو کوئی اکھوٹا صاحب بار  
 تیغ نیم بار بار گاہ جناب الہ کی  
 دل سے دعا زباں سے خیال بجا آہ کی

۵۲۴  
 گویا قوی ہو نہ تر نہیں زینہ دار  
 سہم سب چوڑی شوق خداوند زور دار  
 تو یہ کیا ہے ادا کو بند و کجاویں  
 یکن آس جین و حسن ہیں برترین  
 کہی یہ عید آئی کہ رخ و الم ہوا  
 قافو کے دکھ میں یہ مرے پیار کو غم ہوا

کہ کس کا دل میں ان کو پود دینی دہم  
 ننگے رہے ہوں گے بوس دن کے ہم  
 قہار شہید ہوں نہ خیانت ہوں  
 باطل تری کینہ کو ہے ہر وقت ہوں  
 بہلا دیا ہے میں نے کہتے نہ توں کوں  
 بے باؤں نیال دہم وہ فانی جو چوں  
 صبر قہ نام اچھلے توفت ہوں  
 جھوٹا نہ چھوٹے صدمہ دہم دل کا  
 متاں بوسوں نہ تو تری قہر اٹھائیں  
 یا کبریا عمل میں کس کھڑا رہا نہیں  
 قاتل توں میں تو میں کہاں نہ تھیں  
 ثابت تو کی کینہ کے سر بار دہم  
 ستم دار کی پیچی کا صحبت روا ہے تو  
 ہنگام کی زد جو کا شکار ہے تو  
 اویں کی خبر تو قہر میں لیک  
 بوسہ کو تو زچا ہے میں روزی و لیک  
 بابا تو میرے جان کس دنیا کی  
 تو کہ کو پیش اس صفت ادھیا کی  
 اسے دہم ہوں تہ دعا سچا بہا  
 حق میں نہاد توں سے نہ جھوٹا بہا

صفحہ ۷۵۔ حقیر تحریر

۵ اصل مثنوی ڈیمین زن میں کو میرے سچ پر نہیں ہے لیکن دفتر نام میں اس سے چھپا ہے۔ اس سے مراد تعلق سے ہے۔ ہرگز نہ جھوٹا  
 "۳۱ اسکے ۳۱ اولیٰ" مجاوردہ ہے حضرت نظم طمانی فرماتے ہیں۔ سچ ہوں وہی اسکے بوس دان نہ مجھ پر بار پڑے۔ بلکہ یہ سچ ہے

۲۲۰

حسب لباس فاقہ بینیں جسے جابجا  
 تو انکو جو بخت کس عمر میں بدین پھرا  
 مرنے کو فریبوں کو یا جان کر عطا  
 رونق پری زریں کے تیرے میں فاقہ کو  
 ہاک کے فضل سے یہ موزوں کو تیری  
 تیرے کھنڈرات ہیں بزم اگر کوں ہیں

۲۲۱

کچھ یقین تھا نہ انہیں تو رولان کا  
 تیرے ہیں اور زنجیر نہ عمر میں پھراں کا  
 دوسریں فاقہ کس کے تو فرق لائے گا  
 ہاک کو رحم کنے کو کہیں پائے گا  
 اب فاقہ کی شرم و عیا تیرے ہاتھ  
 وعدہ کیا ہے میں نے وفا تیرے ہاتھ

۲۲۲

منقول نہیں نہ جانیں ابھی اشرف النساء  
 دیکھو ہر بلا کے کی بن جو دی صدا  
 نہ آجیادیں کون کہ بے بندہ خدا  
 غمروں غلام خادم ادا دمر چنی  
 غلاموں تھوڑے کم از رعین کا  
 بیچا ہے لباس حسن اور حسین کا

۲۲۳

میراث کا زو جو سدا کو جو دیا کیا  
 دواں کہ بندہ جانو اسے انھیں دیا  
 کھولا کو میں ہیں گئی نہ گشت و فیا  
 بکھرے وہ تھوڑے تھے کہ امر اکبریا  
 میراثنا علی صرف و عطا دے دیا میں  
 نازل ہوئی علی نعمت حق ان کی میں

*P. J.*

دوستانہ و اسلامی تعلیمات

دودک

۲۹۷

فازنیکس

بہرگز نہ دو بچہ نہیں ملے گا اور نہ دو بچہ ملے

۲۲

وہی ہے جو کہ

وہی جو کہ ہم نے دیکھا تھا

زیریں ہوتے ہیں کہ

طاعتیں اور ایک سالہ عبادتیں

تاریخ و جغرافیہ

پی

دستار کی طرف سے

مجلس اول

عن حماد بن عمار عن ابن عباس

پیشانی

۲۱

مستحقه العار والابواب

بنیادی

مجلس اول

میں نے کہا کہ

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۲۳  
 چھوڑ کر جاتی کہہاں ذرا سوہاں  
 ان تم پر مہرباں ہے خدا اور میراں  
 ہرگز اسے چھوڑنا اب کیا ہے میراں  
 نہ حال نہ تباہی و گمراہی کم میراں  
 ہرگز ویرانی نہ بلایا وہ کون تھا  
 کہ شہر سے ہیں کہاں کہ جگہ لایا وہ کون تھا

۱۲۴  
 کہ فرقہ فاطمہ نے نہ چھوڑا نہ میر  
 چھوڑا کیا تھا جی جی ہو میری کہ گم  
 فرمایا غلطی سے کہ اسے چھوڑ کر  
 افسوس میرا میں خدا کو کس قدر  
 خواہاں ہوں کہ اب ایسے کہاں ہے میر  
 رہا ہزارن خراب تھا یہ حقے خراب میر

۱۲۵  
 بیٹوں سے تم نے نام جو خراب کا لیا  
 خالق نے ہر کلام میں صداقت ہی لیا  
 تو ایساں غلط کار خدا کا جو دیا  
 نہ جانتے تھے کیا تو تمہیں کہ جو دیا  
 چھوڑنا غلط ہے کیا کہ سوچا ہے غلط ہے میر  
 کہ جس طرح میری قوم کو فرما ہے حق ہے میر

۱۲۶  
 گاہ کہ ذرا سوئے نہ ناما لے لٹاں  
 کہ میں جو دیکھتا ہوں کہ پوچھتا ہوں  
 اور یہ نہیں کہی تو فرمادے کہ اب اس  
 چھوڑ کر اور کھڑے رہا تو نہ لٹاں  
 تو اس کی کہی کہ تو نے نہ لٹاں  
 تو اس کی کہی کہ تو نے نہ لٹاں  
 تو اس کی کہی کہ تو نے نہ لٹاں  
 تو اس کی کہی کہ تو نے نہ لٹاں

۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰





اے عید کو تو تم بوقت پہ تھے قدم  
 اُس عید کو کہ بدن ہوا بال قدم  
 اُس عید کو گلے سے لٹا فراقِ اعم  
 اُس عید کو گلے سے ملا خجرتِ جسم  
 اُس عید کو انکا تھا رُمولِ نامِ نعم  
 اُس عید کو کہ ہوتے ہر اہل شامِ نعم

اے عید کو سہیل کی دیوں بہا کی تیر  
 اے عید کو تلخ چیمیں کہ پیہ سے ملے شہید  
 بہنیا تھا ببول نہ نیاں جابہرہ فہرید  
 افواہاں بہن کہ ہاتھ سے لٹا تھا خرتِ عید  
 دن کے ہو بلو بہا تو کہ س اتات تے  
 بالکل اپنا لباس پہن کہ سرھلے تے

پتا ہو چکا خازنِ باغِ خیال ہوا  
 بہت ہے یہ ظلم کہ ذمہ میان جہاں ہوا  
 پلہ نہ ہے جو سچ کہ نشانِ کتال ہوا  
 رات میں ہو حسین کا آبِ دال ہوا  
 تیروں سے چاک چاک سچ کہ کفِ کبیا  
 سحران کہ حسین کا عیاں بدن کیا

ان بولوں پر ٹٹا کے مونی ظلم کریں  
 ہوں تارک الباس عدالت اگر کریں  
 سہا ہے اب وہ وقت کہ عریان کریں  
 جسم سہا کہ نہا ریشہ زربہا کریں  
 سر پہا ہو تو رب کے ماتم کی خاک ہے  
 سر نہا چیں بول کہ نہ چاک چاک ہے

وہ عید کیا تھا قافہ میہ بخت <sup>۱۲</sup>  
 عاتق توئی نابیب خیر کادن  
 بپہدری ال رنوں زدن کادن  
 اندوہ پیشان سین دمن کادن  
 قہر یخچین کی زبانت اٹھائی  
 ہار عید فاکہ کے گمان سے اٹھائی

قافہ میہ بخت <sup>۱۳</sup>  
 اور خیر شہر ہفتائے گلے  
 اصغر علی جبکہ تیر ہفتائے گلے  
 جاکر سین ال بوجہ کے گلے  
 دیکھا کہ اندوہ توئی زبانت اٹھائی  
 جیسے کہ زبانت بہ شہر ہفتائے گلے

زدن کا وقت سے کوئی مال ہی ترزن <sup>۱۴</sup>  
 بھائی کے غم میں کرتی تھی ذوق کوئی لین  
 بابا کو دور بہا تھا کوئی اٹھل خشتین  
 ہنسبہ وہ خطاب وہ موٹھ کھٹو لین  
 شہزادہ ایک ایک سے ہونے لگے سین  
 مخمور طرف سے ہونے لگے سین

آتہ قریب رنہ میہ بخت <sup>۱۵</sup>  
 سوچا کہ کھڑے ہونے چکا تھا کہ بلا  
 امرا و ارا سر سے علامہ رنوں کا  
 پتہ ما اور اسکو تکیہ پہ سونے کے دھوپا  
 کھولا کہ سے جگہ کم رنہ عرق  
 دیو اکم کو مقام کے خزانہ عرق

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

لگاتار جن کو کم شکر بلا ہوا  
 زینب لباس لاؤ پرانا چھٹا ہوا  
 دیکھو تیرا کت میں ہو گا دھرا ہوا  
 وہ بولتی باسے بجائی یہ ارشاد کیا ہوا  
 ہاں چھٹا لباس شہر نشاۃ نہیں گے  
 نہ کہ کراہیے نہ والدہ نہیں گے

منتظر رہا کہ تیرا کفن ہو کفن  
 بدویم جبر ذبح نہ یں میرا کفن  
 ہاں شرم کی جاویم جو برہمنہ ہوا کفن  
 مطلب تو یہ ہے کہ مقتدر بہن ما  
 کوئی چھٹا لباس کہیں دوست نہیں  
 پیر میں ہوں ان کے جس میں کہ چھٹا نہیں

وہ تو ہم خوش کھڑے تھے جالیں  
 یاں سبیاں کوختے ہی ڈٹے تو قیام  
 بھرا کہ بال بھرنے کے ختم کہ انیس  
 کہتے تھے لو اور اتھا اسو اسے لباس  
 پھر کہیں پہننے پان کے کھانے نہیں گے

بہرہ کی نہ زاد دیاریوں کو  
 کوئی حزن کو کوئی پھاری بول کو  
 غنہ کیا حق سے کسی دل بول کو  
 اک سو جتنی تھی پیار سے نہ کھو بول کو  
 اب کہ نام ایک کوئی خاک ادا تھی  
 عباد کو غارت سے کوئی بلاتی تھی

تم ہین لائے کم یہ وقت اتنا ہے

پچھنے یہ کون بلالیں اس کو ہے

ہنسے یہ جانتے ہیں غائب اس کو ہے

مردن ابھیت رہیں قریب اس کو ہے

مولائے بیکار کی امیری کو دیکھو

اور ترقی میں اس جیسے فتنہ کو دیکھو

پہنچے تھے زبور جہنم نیا شاہ بے وطن

بھک بھک کے پرانے کپڑے کیا کو فتن

بھائی کی شان کو کچھ کے رونے لگی ہیں

مگر تھے بقیہ پیکاری وہ ختم تھیں

ہم سب مزید مردہ مزار بن چکے

لو مال بھائی جان کتنے جی ہیں بچے

ننگا لائی رشتہ کن بہت کم تھا

بھائی کو دس کے تھپتھپایا کو شرم و

استادہ قید رہے لوٹ بظلم کہ بیا

دیکھا تو پیر ہن وہ زیادہ چھٹا تھا

صنعت نے اور چاک دہ رشتہ کن کیا

بھگیدو شوق مرگ میں زیب بن گیا

بھلائی تھی کوئی کہ احسان کی

جینجلی پڑی سی بھائی اسان کی

بدواؤں کی وارثی اسان کی

ہم سب کو اپنے لال پہ زبان کی

مردہ رشتوں میں کس سے کس علم میں

مظالم کو کوئی بلالے ہم میں

بھلائی تھی کوئی کہ احسان کی

۱۱۷

شہنشاہ کو خوش مراد کیا بہ کس بہن  
 بہت بچوں سے مرشد میں بہن بہن  
 تم میں پڑی ہو وہ پیکر کے رشتہ کس بہن  
 میں تو وہ بول جس سے نہ لگا کہ بہن  
 میں کہن کا نہ کہ بہن نہ لگا کہ بہن  
 نہ سو رہا ہے بچوں میں نہ لگا کہ بہن

۱۱۸

بویا وہ کہ بہن کہ بہن بہن بہن  
 بہن بہن کہ بہن بہن بہن بہن  
 شہنشاہ کو خوش مراد کیا بہن  
 تم میں پڑی ہو وہ پیکر کے رشتہ کس بہن  
 میں تو وہ بول جس سے نہ لگا کہ بہن  
 میں کہن کا نہ کہ بہن نہ لگا کہ بہن

۱۱۹

یہ چلی علی کا اس سے اٹھا یا با شکستہ  
 اور بار بار سے لگی کہ شہنشاہ  
 ناگاہ یوں گری کہ بہن بہن بہن  
 چلی بہن بہن کہ بہن بہن بہن  
 پہنچو بول کہ بہن بہن بہن بہن  
 کہ بہن بہن بہن بہن بہن بہن

۱۲۰

بہن بہن بہن بہن بہن بہن بہن  
 بہن بہن بہن بہن بہن بہن بہن  
 بہن بہن بہن بہن بہن بہن بہن  
 بہن بہن بہن بہن بہن بہن بہن  
 بہن بہن بہن بہن بہن بہن بہن  
 بہن بہن بہن بہن بہن بہن بہن

دیکھا تو بوائے کشتہ بزدل  
 دامن پر کیا کہ یہ کیا بھٹس کر چلا  
 ہما جب کہ ہم اچھے مر سوا کی گئے  
 غزبت میں سب کو پھوڑے کرنا لگے  
 ناچار نام ادا دلوں دوتیں ہے  
 اگر کہ پاس آپ چلے باکوہیں ہے  
 بلو دلا شہ نہ بارو گریا  
 اور صدر میں کوئی تیرت برن تم کی  
 گویا زبان حق سے زبانیں گزریا  
 بچنے کے دل میں اس اہم بہتوں کا کیا  
 زب صاف تو ہی تم یہاں بنو دھق  
 پیہر اسم اعظم رب و روز تقیہ  
 اگر جو میں فاک ہر خطا تو تراب  
 پیچھے والی حق ارتقا تو فاق تراب  
 دینا کو دوستوں کے لشکر تراب  
 بائیں کو دشمنوں کے لشکر تراب  
 نظر دینت کا پیرہا قریب و غریب  
 دیکھتے ہیں آپ اس غضب تو دھوا  
 منتر کمر کیا عقل کی راہ کو  
 مہر سے فریغ دیا وہ سرہ لگا کو  
 پتہ پر تاق پہنچا پھر سپاہ کو  
 ہادی سندھی صدر اسلم سپاہ کو  
 بالکل تیرے جی سے تو یہ کدو لگا  
 بلو کچھ تو لگا تب سریال کا کمر لگا



کہیں زنگ لگتا ہے میں خدا کا فیصلہ  
 باطل کی تو نسبت میں حق کی تائید  
 بیہوش پر پروردگار پر ایمان  
 جسے ادب ہے زینت علم و عین  
 دنیا اگر چہ قیمہ ہاں دلوں میں ہے  
 جسے کج بندوبست ہمارے عمل میں ہے

پیشانیوں پر ہوں غم غم کی آغوش  
 ہمسایہ کی ہوں سانس بے تاب  
 راہ غم کی ہوں بجز ارہ غم کی  
 گز گز عیشی عالمی وقار ہوں  
 حکم کی دو باتوں حکمت پر دو کار ہوں

چاہیں کہ شاہ ہیں اس شمس کے سوا  
 اور اک سے اک میں فرق ہوا  
 کہ باد ان کے چہرے پر ہے خج کمر  
 بینکوں سے ملتی ہیں نہ آدم کے کمر  
 ایسے ربوں و قہر سے وہ مجرب ہوں  
 بیٹھی ہر نیند سے کہ تجھ کو کب ہوں

جو لاکھ گوشت ہیں کیا ختم ہیں  
 ہنر کو حسیں جو ہے بہت غلام ہیں  
 ہم ان کے قتل ہیں ہم ان کے دام ہیں  
 گم و گول قیام علم و شام ہیں  
 جسے فنا ہے خدا کی ناز ہے  
 احرار سے احرار ہے ہم سے نیاز ہے



۵۵۰  
 آرم کا خم بول کہ میں عالمی قاتلوں  
 عالمی قاتلوں کہ میں تیری پوزیشن  
 قہر نشا بول کہ میں طاعت گزاروں  
 طاعت گزار بول کہ میں الفت عشقوں  
 الفت عشق بول کہ میں عشق طبعیوں  
 طبعی عشق بول کہ میں دل مصطفیٰ بولوں

۵۵۱  
 دل مصطفیٰ کا بول کہ میں نور اللہ بولوں  
 نور اللہ بول کہ میں نور اکا بولوں  
 نور اکا بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں

۵۵۲  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں

۵۵۳  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں  
 شہنشاہ بول کہ میں شہنشاہ بولوں

پیشاوار  
 پشاور  
 پشاور  
 پشاور  
 پشاور  
 پشاور



۱۹۲  
 ستر کلام میر محبوب کلام  
 ستر صفت و ازل گیل شام  
 دیکھو کم نہ قریب بچا افسانہ کلام  
 تو کہ کیا کہ تحریر ہے کلام  
 ان کے فصیح ہر حرف میں ہے کلام  
 دولت و غیر قاتر ہے چین چین

۱۹۳  
 بچا بچا کلام کہ وہ بچہ بچا  
 بانہی کہ کمر خفا ہے دل شاہ تو کہ  
 نہیں کہ کمری بانیوں رنج افسانہ کلام  
 اگر اڑیاں کہ کلاں نہیں ہا ہوتو کہ  
 غل تھا قبول اب نہیں کہی نہ بچا  
 ہر نہ خفا نہ بچا چین چین

۱۹۴  
 ستر گیل نام میں بے بد و افسانہ  
 پہلے پڑھو درود ادب بچا کلام  
 پہلے پڑھو کلام کی یہ سبیل بچا افسانہ  
 تو ہم جانتی کیا اگر ابرار کے  
 تھیں زبان کے ان کو نہ جو ہم دیکھیں  
 اب تو ہم سہم ادب کلام دیکھیں

۱۹۵  
 قبول یہ گزارش تیر دہ کلام  
 ہر دست چاہے بچہ بچہ کلام  
 پہلے پڑھو کلام تیر دہ کلام  
 تو ہم جانتی کیا اگر ابرار کے  
 تھیں زبان کے ان کو نہ جو ہم دیکھیں  
 اب تو ہم سہم ادب کلام دیکھیں

زبانِ دو اوجھل چل پڑا روزِ دو اوجھل  
 پیچھے تھے روزوں میں مرقی ہو کر چل پڑا  
 تاکہ میر کی سرخس نے نہ بنا بجا رہا  
 ہاں قافلو نظر کر دے میر سے وقار پڑا  
 ہوا رہ نہ سوار برقِ خباں ہوں میں  
 جہدوں کے لیے میر ان امامِ زمانِ پختا  
 ہواں نامِ دین کا جو ہوا ہوا ہوا  
 گردش سے گردش گدگد و دراز ہوا  
 ہر کہاں کا دائرہ پر کار ہوا  
 ثابت ہوا کہ قطب بھی یہاں ہوا  
 ہم گلا گیا جب ہر شاہِ ابرار ہوا  
 افلاک میں نہیں علاجِ امرا ہوا  
 ہزار کی کو تازیانہ ہر اک تار گ ہوا  
 سایہ سلام کر کے ادب سے الگ ہوا  
 پیر کی غلجی تم تاز و تلک ہوا  
 انکسری غلجی کا تو ریشہ رنگ ہوا  
 یک دفعہ توڑیں جہتیں یحییٰ و عیسیٰ ہوا  
 پھر قدر و کیفیت کو بھی محو م ہوا  
 جہتِ دوزخ و شہدائے نہایتی ہوا  
 دینا یہ بھی اہم ستیاں نخلِ پارس  
 جہتِ پارس پھلتا ہے شہدائے ہوا  
 تہذیب و ثقافت و شہدائے ہوا  
 جہتوں کے یونیورسٹی گیارن ہوا  
 دنیا یہ بھی اہم ستیاں نخلِ پارس  
 جہتِ پارس پھلتا ہے شہدائے ہوا  
 جہتِ دوزخ و شہدائے نہایتی ہوا

تمام پیران تفت پہلوں پر ہوں  
 اس گھٹا جان پیر کے کھڑے ہوں  
 فحشت کے بدوں کے چھوٹے ہو چھوٹے ہوں  
 جو سے عورتیں کے تہنم جاؤں  
 سرگرم ہیں فنا چسب شرم گاہوں  
 اور اس ملک کو ہفت سو گمراہوں

ان کا جلا جلا تفت سے نئی آج  
 پتی تفت رہے تہہ کھٹا کر  
 کھپو تم نہ بازو بے بس نہ نور  
 رکھتے ہا تفت چسب تہ تمام کی کم  
 قہم کہ تو اب بھی تہ تمام کی کم  
 در نہ جان لوں تفت سے جان

جیسے بڑا ہا فرس نہ رہا رہا  
 کوئی زبان بیان کیا نہ واقعات  
 بیجا ہوں سے بچو رو گارن  
 جو ہر دھکے میں شہ دل دور  
 کہ ہر کے کو میں بویں غن تہ تہ  
 اس فاقہ کش چین کی ان چھوٹے تہ  
 جیسے بڑا ہا فرس نہ رہا رہا  
 کوئی زبان بیان کیا نہ واقعات  
 بیجا ہوں سے بچو رو گارن  
 جو ہر دھکے میں شہ دل دور  
 کہ ہر کے کو میں بویں غن تہ تہ  
 اس فاقہ کش چین کی ان چھوٹے تہ

طرے مر غرض عقاب قضاوار  
 سے نہایت تھنہ دوسرے ملاوار  
 کہ بیکار احوال پر تب نہ اوار  
 رہن بکریا یہ رنگ رخ اختیار  
 اگر آئے تھیں سوسے ہم دھنکے  
 ہاتھ سے تھیں میں پروردگار

عقاب بوقت زارہ جو بدن پر علی  
 یوں پہلے جبال کو چھل گیا  
 چارے اپنے توستے دو کو تل گیا  
 پھر تل کے تل پر مثال د گیا  
 اسی بوجھ بگاڑے سر کے بگاڑ پر  
 غل عقاب پر علی وہ ناز و خج کی پہاڑ

دو رخ بر بادہ شعلہ تم تر جہا  
 ہوا ار کے جوستے تل کی ایک جہا  
 خود دوسرے دل دے دو سر پہا جہا  
 سب تل کے قلم پہاڑ پہا جہا  
 میدان سے دور فوج کے ناز کی جہا  
 تھوں سے تل کو پہاڑ ہمارا جہا

سب بہشت رفاق اسلام کی جہا  
 اما میں تہ متکلمہ تار کی جہا  
 بیکی جو یہ پہاڑ ہوا تل کی جہا  
 یوں کی جھلے دم دے کی تل کی جہا  
 نہ دینی تھیں دے پہاڑ تل کی جہا  
 تل کی تل کی تل کی تل کی جہا



اک وار میں ہزاروں کی صفت سے پہنچی  
 شعلیں پیدا دئے کہ ہوا ہوا  
 گہریوں میں دھن دھن دھن دھن  
 ہزاروں دھن دھن دھن دھن  
 تیرا لڑنے کا نام ہے تیرا لڑنے کا نام  
 چار دیواریں تیرے لئے تیرے لئے  
 کھڑی ہے تیرے لئے تیرے لئے  
 کھڑی ہے تیرے لئے تیرے لئے

برائے ملحق اس میں کیا برسات ہے غور  
 یوں ملحق غور شام کی رگت لگا تھا غ  
 یوں شام میں گرتی تھی اب پلنگہ میں  
 یہ خیمہ پلنگہ تھا قصر دل زبوں  
 بس بس کے غور، ارب غور غلایا  
 ابھیلا جو تو جاک گئے غلایا

اک وار میں ہزاروں کی صفت سے پہنچی  
 گسٹہ پڑی دس لاکھ دین و سہارے  
 جہر اٹھایا پھر نہایت غلغلے کی  
 گون سے سر کیا کچھ جی تو الجھم دیا  
 شعلیں پیدا دئے لمبہ ہوا رتھی  
 ہزار لگ بھگ پڑ گئی بوجھ نہ چاٹھی  
 مین جین کی طرف میں غلغلے کی  
 نہ آیا تو تیرے دو دم نہ دیا دیا  
 اے  
 اے

414

۱۱۶  
 اشرار سے ہم تنہا کوہ کا امام نہ  
 اور دستِ بزمِ یک اہلِ ایراس نہ  
 دین سے باغِ اٹھایا نہ تشہِ ظلم نہ  
 پھر مہلک سے کھر لیا فوقِ شام نہ  
 تیر نکلا دل بچو تم حجازِ نمود کی بغیر  
 جیسے غارتِ آہِ پہلے پیر غارتِ پیر

۱۱۷  
 ناگاہ غلِ اٹھا کم دہا نہ بیجا چین  
 تھا تھا گھر میں خزانِ بیجا چین  
 قرضہ زور زانی ہمایہ چین  
 کہ جو جالِ بھڑ بھڑ چین  
 دکھلا پکے جلال - رنجی دکھائے  
 اب کبر کی شان کرئی دکھائے

۱۱۸  
 شعلِ عجب تیرے درستی  
 ہر تیرے گھٹ کے بارے حق ہوئی  
 انگشتِ مری کا حلقہ لال ہم کرنی  
 خراب تیرا سیاہ سمٹ کر کہ توئی  
 جس اٹھائی تیرے گمراہ زین پیر  
 بس تھرا یہ جسم کی صورتِ زین پیر

۱۱۹  
 ہر تیرے ارموسہ شعلی اٹھا  
 جس اٹھائی تیرے ہر مرنے قبل ہوا  
 کہ یوں سے یوں لگوں کی طرح ہو گیا  
 پیچہ زور پہ زخمِ کباب کو لگا ہوا  
 لگی لگی گلے کو جس کو جس کی شادابی  
 دن کی زین سے قہیب ہو گئی

نالہ آہ پارسا سے خوشی ہے میر  
 جو اگلاں میں تیرا سر پہلو پہنچا  
 بالکل بچا تھا نہ تیرا یہ دہ نادک بچا  
 پھٹنے والی وہ جگہ لگا واسیتیت  
 ہاں پہلو بچا شہ علی خصال کا  
 اور رنگ بزم کو گئی تیرا لال کا

کھنکھناتے ہوئے کھلتے تھے  
 زین کھڑی تھی دیو تھی یہاں تیا  
 جلائی ہاں کیا تھی نخل کی پیاہ  
 بہت ترپیت ہیں اہم فلک پناہ  
 جو ان کو تھکتے کم اکبر بھال  
 کوئی جگہ تیرا سر پہلو خصال ہے

ناگہ نام اک اگر فنا کیا  
 پہنچا تو یہ اپنے سے پہاڑوں پہ  
 چھوڑا کھلا ہوئے خورشید کھلا کم  
 جب پہلو کھلا ہوئے تو کی دیکھ کر  
 فردوس میں توں گویا تیرا جان

تیرے بزم پر ہوا شہ  
 پہلو تھا پہاڑوں میں تھوڑا پہلو  
 دہشت بھائیوں نے اڑان و شہ پار  
 اسے ادب کی جا ہے کروں کی دیکھ کر  
 نہ صرف ہوئے تیرا یہ کہ جسے پہلو  
 موت کہاں تھوڑے گئے بچاں پہلو

نام زیب کچھ اس نہ تیا پیا پیا نہیں  
 جہم غم نہ میرا دکھایا پیا پیا نہیں  
 خلق حسین میں پیا پیا پیا نہیں  
 شہر مومن جم میں پیا پیا پیا نہیں  
 سہا اگر نہیں تو یہ کی کا نام ہے  
 قس نام توں رسول نام ہے

سب سے بڑا گناہ ہے یہ گناہ ہے  
 فراق کو برا بھلا تو کہو اہ باب  
 مونس کے پیچھے گنج عوالم الہ باب  
 بزم بھیاں رکھو باب مری دیو مہ باب  
 قہر تو ہے قہر وہ کہتے پیا پیا نہیں  
 کہ یوں باب واپار یوں ہی نہاں کلا پیا نہیں

چو بس مصطفیٰ کا کہ لڑ پیا نہیں لڑ  
 سو یہ غلام کہ تہا پیا کیا کہ جان کہ  
 دیو افق کہ لڑا ورس سے قہر تو پیا نہیں  
 ہستی ہے کہ کہ نزدیک کا تو کا تو باب  
 ہاں ہاں یہ میری فاقہ کا تو پیا نہیں  
 ہم حسین ہے اس سے ہم حسین ہے

دن نام ان مرقوموں کی تو زیبا ہے  
 مہر تو شمع ہی وہ پیر سے سہا ہے  
 رہ رہ کہ ہم اچھا تا وہ تو بھیاں ہے  
 لڑنے مصطفیٰ انکل اس بھلا ہے  
 پیہر کے گلے سے تو ہم برا ہیست گئی  
 بچا ہے کہ سال کہ نہیں اب اور گئی

۱۲۶  
 تہ توئی کہ نہیں تہیم کپیارا ہے  
 حق کی کائناتیں یہ اک شہ ہے  
 است کہ جس کی کسے کو ہے  
 اس کو نہ حق کہ تہ تو اس بار ہے  
 دیتے ہیں اپنی زرعیں زمین پر ہے  
 ہمیں تہ تو سیتہ زعی پر ہے

۱۲۷  
 پہلی تہ قبا تہیم کہ کیا تہیں  
 کہ نہ جلاقم کہ ہم دیم بو ہے  
 کہی نہ کہ نہ نہ تہار ہی ہو تو ہیں  
 پہلے پہل کہ نہ تہار کا دل ہو  
 بزم ہوا دل تہو بیاباں زر ہے  
 جہت سے دست تہ کی میاں از ہے

۱۲۸  
 ہو گئی گل کی تہ پیرا ہوئی  
 تہ زینت بہ بعد م کہ نہ تہا  
 تہ عباد کہ نہ تہی پہلا باب دوا  
 تہا تہ کہ نہ پہلے تہی تو ب روا  
 تہیف تہ کی تہیم جہت بہ کہ نہ تہیم  
 تہی تہ تہ پائیں نہ تہ تہ تہیم

۱۲۹  
 بزم کائنات تہ کل تہیم  
 تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ  
 تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ  
 تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ  
 تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ  
 تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ

وہ ویسے جو بڑے دھڑکے فوج و تان میں  
ہائے کی زمین سے یہ کہاں آؤں  
گر زمین پیٹنے کے چہیلیاں میں  
زہید پلار کی مثل نہ کیلیاں میں  
وارثیتیں کوئی برباد نہ کیلیاں میں  
اسباب اب سے گلارو کی لاش کا

کیا کہ وہ افکارِ شفا کے ہوتے چلتی تھی ہمیشہ کام اپنا ہے  
 چاندی کی تانیں کہیں سے ہوتے گو مریم قلوبِ فحلم کرتی تھی  
 خاموش خلافتِ بندگی سے ہم دیکھ کر وہ دلوں کو سلام اپنا ہے  
 بندوں سے کہوں حالِ فراقِ تیرے

ہر سو سے گھسٹتے ہر کام اپنا ہے  
 لا ریبِ خلافتِ ایشیاء امام اپنا ہے  
 جو بندے کے بندہ قطع کر دیتے ہیں  
 ان مریم گو یوں کہ سلام اپنا ہے

ہر سو سے گھسٹتے ہر کام اپنا ہے  
 لا ریبِ خلافتِ ایشیاء امام اپنا ہے  
 جو بندے کے بندہ قطع کر دیتے ہیں  
 ان مریم گو یوں کہ سلام اپنا ہے

ہر سو سے گھسٹتے ہر کام اپنا ہے  
 لا ریبِ خلافتِ ایشیاء امام اپنا ہے  
 جو بندے کے بندہ قطع کر دیتے ہیں  
 ان مریم گو یوں کہ سلام اپنا ہے

یارب بخش قرین مژدہ ہستی  
 تصور زنگار تنی زینب دین دھوا  
 اوجہ ہم تخم فوج جلال و زین دھوا  
 لعل شہزادہ روح اللہ دھوا  
 مٹی مری عزیز گزشتہ دھوا  
 پھر خدیجی بلائے قندہ یعنی کس  
 یارب کج جان میں وہ درجہ کی کیا  
 مجھ سے کس سے پیو یہ لعل پاک  
 طالع قرار سے وہاں سے خدیج  
 بہل خضر فضل حق در مولاد کھینکا  
 ابراہیم جی میں گد پھول اس دھوا  
 دسم کب امادہ منہ ہم بواتی کے  
 یارب پیل پور افغان کی دل کی دوا  
 کس تیب فلم پڑے وہ چلا پڑے  
 تیرا تخت پڑا کی دھوا کب یہ ہو  
 دم سب اب بویں نم زعم گم زد  
 دیکھوں مزار شہید ملک دھوا  
 رخصتیں دوشنبہ میں کولہ دھوا  
 جہان زونہ تو رسم متاعی ستارے  
 ہاں غل رحمت شعلی ستارے  
 جہان زونہ نظر سے تصور میں گرم زد  
 یارب بخش قرین مژدہ ہستی  
 تصور زنگار تنی زینب دین دھوا  
 اوجہ ہم تخم فوج جلال و زین دھوا  
 لعل شہزادہ روح اللہ دھوا  
 مٹی مری عزیز گزشتہ دھوا  
 پھر خدیجی بلائے قندہ یعنی کس  
 یارب کج جان میں وہ درجہ کی کیا  
 مجھ سے کس سے پیو یہ لعل پاک  
 طالع قرار سے وہاں سے خدیج  
 بہل خضر فضل حق در مولاد کھینکا  
 ابراہیم جی میں گد پھول اس دھوا  
 دسم کب امادہ منہ ہم بواتی کے  
 یارب پیل پور افغان کی دل کی دوا  
 کس تیب فلم پڑے وہ چلا پڑے  
 تیرا تخت پڑا کی دھوا کب یہ ہو  
 دم سب اب بویں نم زعم گم زد  
 دیکھوں مزار شہید ملک دھوا  
 رخصتیں دوشنبہ میں کولہ دھوا  
 جہان زونہ تو رسم متاعی ستارے  
 ہاں غل رحمت شعلی ستارے  
 جہان زونہ نظر سے تصور میں گرم زد

ت - جنت بھی پھر ملائے تو بندہ نہیں کرے

ایوان بارگاہ سلیمان دین دھوا

منظر - آتش شورش کا یاد گار گجرات دھوا

ت - یہ داندہ نظر سے تصور میں گرم زد



اک جان اور ہزار تنہا ہے کہ تم  
 اوستہ کو شوق منہب اعلیٰ ہے کہ تم  
 پو تیری بارگاہ کی کیا ہے کہ تم  
 بنہرے کی آرزو یہ ہر پاس ہے کہ تم  
 قابِ نجف میں روحِ واقع میں ہیں  
 ہم کچھیں افسانے رفتہ میں دل کا پیش

پس اک طرف حیات بھی قطع ہے  
 میری گوئی جمعیتِ اعلیٰ پاس ہے  
 ہم زلالِ لقاقتِ خوش و غم پاس ہے  
 لا قلم کا تر ز قلم اس پاس ہے  
 اب تم کہ بلا ہے عجیب کیم کہ  
 اپنے عینِ پیار کا حشر نہ دیکھ

عجب کیا ہیں رنگِ راقمِ انکسار  
 تم میں شبِ ہر تو پر ہیں رنگ  
 اوجا ہے ہر صبح اور اقبال کی جو رنگ  
 ہر رنگ سے ہو رنگ اس زور و رنگ  
 مہتابوں اس نیتِ پل نہ کہ رنگ  
 جیتا ہوں کہ بلا ہے معنی میں رنگ

دل ام کہ تیرے قدر کی بات ہے  
 اکھوں پہا شکر ہیں و نہا ہے  
 جہاں میں کہ تجھ پہ غائب نشا ہے  
 زیادہ اغیثات کہ اب غفلت ہے  
 انور فخر و شاد بر جو اپنے دل کو بچھے  
 میں درد و پھیلتا ہوں تو مٹی کو بچھے

ان طائروں کا جلد نہ بچاؤ تو میں  
 بچاؤ یہ کہ اب غم کو اب بجا نصیب  
 دیکھا وہ فقیر اور درویش تو میں  
 کہوں کہ میں تو بچاؤ سے غم نصیب  
 دیکھا وہ فقیر اور درویش تو میں  
 کہوں کہ میں تو بچاؤ سے غم نصیب  
 دیکھا وہ فقیر اور درویش تو میں  
 کہوں کہ میں تو بچاؤ سے غم نصیب

اس عالم المرقی کی دو تیر بہشت  
 غم نہ فلاح دور درخت تیر بہشت  
 یہی بہشت کی شرم و حیا تیر بہشت  
 حکم ہے سہ ماہ عطا تیر بہشت  
 خاک در حرمین جو یہ کم نصیب ہو  
 ذرا کو ان میرا غم نصیب ہو

میری نسبت انا شرم اختیار کیا  
 نہ دیکھتا یہ رہ گیا گنج گریا  
 زور بدن قرار جو زور تو گریا  
 شاہد ہے بدی کہ سزا کا حکم لیا  
 جب ایک فقیر جاہل نام لیا  
 ہر ہے وہی نام لیا

پہاؤں بہت فکیر ہو اس سر نہیں چلتا  
 وہ کھڑا کر شہ پڑا پو در شاہ چلتا  
 تھیں وہ اس کے ہوتے تھے تھیں پیتا  
 حسین لا کھل کی پیر کی پیتا  
 بہ کھل فکیر کی پیر کی پیتا  
 گشت سے اقبال کی پیر کی پیتا

روح القدس کو مبارک درخشاں  
 ان کے برون در کو صوفی گل پوستان  
 جو غیب شاہ تھیں گل پوستان  
 پہاڑ پر جس نے غمش علا اس کے پوستان  
 جس کے ہوتے تھے غمش علا اس کے پوستان

بہاؤ شاہ کو وہ در و در فکیر  
 رہے نہا نہا رہے رہے نہا نہا  
 کہوں کہ بلا تھے گل پوستان  
 جھلکے تو بہت تھے تھے تھے تھے  
 صاحب سے اپنے کہ نہ بلالیں غلام  
 اس نے نہ دی بیان تو بلالیں غلام

سب سے نوزاد کی لک الفدا  
 یہ بیٹا کہ کہ تھے بیٹا تھے بیٹا  
 لک لک لک لک لک لک لک لک  
 سے مارے یہ کہ وہ لک لک لک لک  
 وہ تر لک لک لک لک لک لک  
 کہ میر فک چلان رہی کہ تو لک

دوبخت بخت سے بجا اب میرا آن  
شاہوں کے شاہ شاہ کی جہاں  
وہ مجمع کو اس سے رب قہر میں  
سب بختی زور سے تیرے دیوار  
مگر جو کیا پیش کش و انگار  
بل تیرے غم کے گریب بہا کروں

اب زہر لگی ہے شوق سرور باغی مرد  
حلاوت ہے دل کی طاق سرور باغی مرد  
دشوار ہے فراق سرور باغی مرد  
سب بختی اشتیاق سرور باغی مرد  
شہو اس رقیب کی رجوت کا حال  
زہر کی اس زین پر طرب کیا حال

میر سے سخی بچنے کے لئے  
نہر سے لالہ شمس کو درہلا  
دوخت ہے زہر شوق کو دیتا میں قہر  
دوخت ہے زہر شوق کو دیتا میں قہر  
مگر کج گاہ مگر کج گاہ شیدا  
زہر دہر دہر دہر دہر دہر  
میر سے لالہ شمس کو درہلا  
نیل کی سرس نامہ اپنا رستہ دیکھ  
اب ہم زہر شوق کو درہلا  
پہل سے صفت بختی تلے ہا حین  
دوخت ہے زہر شوق کو دیتا میں قہر  
دوخت ہے زہر شوق کو دیتا میں قہر  
مگر کج گاہ مگر کج گاہ شیدا  
زہر دہر دہر دہر دہر دہر

کہ درخت میٹیں اسی میں خجرات ہے  
 دیکھ بے بیانات کا ان سے شہادت ہے  
 یہ غیر حق کی ذات ہے یا ان کی ذات ہے  
 حکم اچھا اور کا حکم اچھا یہ کیا بات ہے  
 کہ نثر نثر کیا ہے شکستہ میں ہیں  
 جو تک خوار کا کلبہ ہوا کہ حقیقت ہیں  
 کہ درخت میٹیں اگر کڑی ہے موم پڑی  
 کہی ہے یہ فک ہے صفائی میں زریں  
 ہاں انہی حکم الہیوں میں باد و وزیں  
 یہ یہ منہ کی دین یہ انجام شادیں  
 پوچھا تو نام ابوی یہ غفلت ہے یا حیا  
 اب یہ خبریں ہوں وہ دم تھا حیا  
 کہی ہے یہ فک ہے صفائی میں زریں  
 ہاں انہی حکم الہیوں میں باد و وزیں  
 یہ یہ منہ کی دین یہ انجام شادیں  
 پوچھا تو نام ابوی یہ غفلت ہے یا حیا  
 اب یہ خبریں ہوں وہ دم تھا حیا  
 کہی ہے یہ فک ہے صفائی میں زریں  
 ہاں انہی حکم الہیوں میں باد و وزیں  
 یہ یہ منہ کی دین یہ انجام شادیں  
 پوچھا تو نام ابوی یہ غفلت ہے یا حیا  
 اب یہ خبریں ہوں وہ دم تھا حیا



اے دوست حسن عشق کہ عشق خدایک  
 برباب چشم ہم آید بخت یک  
 نعت و دل کی زبان نہ فرمایا  
 تریاں نہ کر شگفتگی کہ بلایا  
 بارگراں عشق کے حال میں ہیں  
 شاد و غم ہے عاشق کامل حسین ہیں  
 واپس نہیں ازل سے فدا ہیں حسین ہیں  
 چشم بین صاحب بین حسین ہیں  
 گلزار حسن کے گل انجلیں حسین ہیں  
 یوں کہے باغ عشق کے گلچیں حسین ہیں  
 کی حالت خند و غم کے فدا میں نے  
 جو مان کی خلقی خدائی خدائی نے  
 دل تو بھول کر عشق خدایہ جمال  
 پلا تھان عشق کی یاد اشتہ جمال  
 وہ کیا بچاؤں مجھ کو غم و ملال  
 شمع مراد گل گل اسیر پائال  
 یہ بار قایل شہدائی تبار محبت  
 تو گل نہ بھرتا ایسا کہی بد و بداعت  
 وہ باب کیا تھا بخت پر فدا  
 نور شعلوں کی دلیں و آہ و گداز  
 اگر کوئی عشق تم غم بھرا دے  
 بھائی کو دل نہ تنگ ہیں رگ پر کلان  
 یہ دے غم کہ نبی نے سے کیوں نہ  
 غم پہ پادشاہان نے ہمارے بھولان

عاشق شاد و غم و فدا ہے عاشق کامل حسین ہیں

وہ بار یکا تھا دہروری الہاں پستی کی

بہوار فی وجہ پوری الہاں پستی کی

پتوں کی موت۔ فوج گوری الہاں پستی کی

دہرادیوں میں برہمن سوری الہاں پستی کی

گیاں کیستہ شاہ دہنیہ کے واسطے

تسکین کو مل پتہ کیستہ کے واسطے

پتہ کیستہ کے واسطے

مست کی حین نہ است کے واسطے

سہرہ کیستہ بار شفاعت کے واسطے

بہرہ کرم کو حقیقت شہادت کے واسطے

سب کچھ کیا جنوں کی راحت کے واسطے

غزبت میں نفع پوں سے اکھلا کے

است کو حقیقت دی تو اختیار کے

پتہ کیستہ کے واسطے

یہ بار جب پندرت کر لیا، تو

ارشا و دوا جلال کا یہ بر ملا، تو

است اس حین بہت تو شغلا

پتہ کیستہ کی دین میں کچھ عطا ہوا

ہر شے پہ اختیار ہمیشہ رہا تو

تو نہ خدا ہے خدا توں پہ تو

پتہ کیستہ کے واسطے

پتہ کیستہ کے واسطے

پتہ کیستہ کے واسطے

پتہ کیستہ کے واسطے

پتہ کیستہ کے واسطے

پتہ کیستہ کے واسطے

پتہ کیستہ کے واسطے

پتہ کیستہ کے واسطے

علا خطہ لوح حدیث قدسی مذکور بالا۔ حق تعالیٰ



اب فرغ عین سب کو خیال حسین ہے  
 دن میں عجیب صورت حال حسین ہے  
 دن و رات چلے وقت و حال حسین ہے  
 ہنسنے کی پیاسی سب کو حسین ہے  
 پیچھے پاتن فانی پیدار کرب ہے  
 صورت ہی نجات کی اور عذاب ہے

ناکھ کی خجائیں برابر اٹھائی  
 اور ایک دل پہ درج بکر اٹھائی  
 اکبر کی لاش صدمہ اٹھائی  
 دنیا سے ہاتھ سب بچھڑا اٹھائی  
 کہیں نہ بکھرنے دے دغا اٹھائی  
 کمر سے نکلتے ہیں صدمہ و کمر

دنیا کہا کو راز راست تباہی  
 زینب کو بنا عصب بکمر تباہی  
 بوقت ہم جی شہداء بکمر تباہی  
 پیچھے موت کا ملک الموت تباہی  
 زمر کی قبر بستی پوئی کتب تباہی  
 چھپے ہر سال کی مٹی بکمر تباہی

جب دیکھتے ہیں ان کا کلمہ کلمہ تباہی  
 کہیں کہیں وہی دیتے ہیں پوئی تباہی  
 دکھ لاکھ حال ہیں کوئے تباہی  
 اس کے شہداء و شہداء کوئے تباہی  
 زبیر قمر جی کی کس سے کلمہ تباہی  
 یہ تھک ہوئے دیکھنے کو پیر تباہی

سہویم نہیں حضور نہ بہلا دیا ہے  
 وہاں نہیں کہ ایک نہ بھلا دیا ہے  
 امان نہیں کہ گھوٹے میں بھلا دیا ہے  
 زینب نہیں کہ ہم کو فرما دیا ہے  
 گھر ہوا کی جلاں عداوت شاہ مرہٹوں  
 سہویم نہیں کہ ہم کو کر کے دیا ہے

بدلتے سے نکال دے کہ وہ گمراہ ہے۔ اب ان کو گھر سے آجکھاؤ، حال ہے

یہ بولکہ کہ نہیں نہ ابرا بھول کا دم  
 کہ نہ غور کی شہ دے ہے کچھ نہ  
 علاقہ سے غور کی پہاڑی کیا کم  
 خاشاک سے حضور کیجا کیجا کم  
 کیا دواروں کو کھلی جا رہے ہیں  
 اب ان کو جانیگا وہ معلوم ہو گیا  
 زینب کو اب دیکھو کہ کیا ہے تیرا  
 جیٹا کچھ دیکھو کہ کیا ہے تیرا  
 دیکھو وہ تم کو کہ نہیں شاہ کیا  
 کہ نہیں ایک ہے یہ بڑی قوت خواہ  
 جگر دے دے کہ نہ کھلا دے ہیں  
 جان اپنی دے دے کہ کیا ہے تیرا  
 زینب کو اب دیکھو کہ کیا ہے تیرا  
 جیٹا کچھ دیکھو کہ کیا ہے تیرا  
 دیکھو وہ تم کو کہ نہیں شاہ کیا  
 کہ نہیں ایک ہے یہ بڑی قوت خواہ  
 جگر دے دے کہ نہ کھلا دے ہیں  
 جان اپنی دے دے کہ کیا ہے تیرا

۵۶

مگر سے تو اب ان سے صفات و صفات  
مگر دن سے بھی بایں کائنات و جانیں ہم  
ہم بقول سے کچھ پھر اوروں جانیں ہم  
کہنا کیتیم جان کائنات و جانیں ہم  
روہیں تو پھر تھوڑا نہیں ہم  
پچھانی فتنہ کی ہیں کوہیں پھر وہی ہیں

۵۷

ایسی ہائیں ہیں کی ہیں غم سے تری ہیں  
ااں کو بوجھاتی ہیں پھر کبھی ہیں  
ہند کی سی ہم غم نہیں پھر ہم کھاتی ہیں  
اس سے ہے جہاں کو بھینچنا جاتی ہیں  
جو اور ناخدا تھے وہ متزل ہیں  
اب غرق ہوئے سب کہ جہاں ہیں

۵۸

شر ہو لے بہ جہاں کے چار انہیں ہیں  
اب رو دو پھر وہیں تھا انہیں ہیں  
اللہ کے کتاب کا یا انہیں ہیں  
کوئی غم کے ساتھ نہیں انہیں ہیں  
غرض خدا کا روز ازل ہم جہاں ہیں  
دنیا میں کہ کدو وعدہ ظلمتیں

۵۹

ہم تو اپنا پھر کیتیم سے پھر کھیا  
ناواں پہ شکر شکر شکر اسم ار کیا  
بہر ختم کچھ سے جہاں باغوں کو کیا  
مستحق خدائیں سب سے خدایا پھر کیا  
مستحق ہم کو کچھ کہ پادہ ہو گی  
تجربہ کو با تہو جوڑے استادہ ہو گی

چلائی گاہک پلک کے دہوے ہوئے چشم شاہ  
 سہ خالق جیل تو رہی مرا گاہ  
 تیری رہنمائی کے واسطے ہوئی ہوا میں پہ  
 بچپن میں دپھرتی ہوئی ہوا میں پہ  
 تیرے بچوں پر احسان کرتا ہوں  
 بیاہتی تیری راہ میں قربان کرتا ہوں

کئی ناکہ بچوں سے میرا کلمہ  
 بیک لے لیکہ یہ رہنما تیرے علم بھوں  
 رہائی حق سے قیامت اہل کفر بھوں  
 ہاتھ دھو کر جگہ میں اہل تم بھوں  
 چھوڑا نام ظالموں نے کی باتیں  
 چھوڑے کہاں سے تیرا پیروں ہوں

دوبارہ ہو گئی فانی حسیں  
 بہر نخل کے درختوں میں زینت ہے  
 چھوٹی لکیر فاقہ کے نور ہے  
 وحی امیر سب کی شہر نشین ہے  
 سوئی ہے جرفا تم سے شہر نشین ہے  
 پیٹے سے دے فاقہ سب سے ہوا گئی

ابیاں وہ درون کا وایت کرتی ہیں  
 لو جگہ گزرتی ہوئی فوں فوں  
 ہونے لگی تھیں فاقہ سب خد کو بوں  
 زینت سے کی تھی ایک دھیمتیاں فوں  
 رن میں علی ہوئے کو درختوں کی  
 اس وقت کے لئے تھی دھیمتیاں بوں کی

۱۱۷  
 کہ پڑھوں عین کی اس دھوم دھکم  
 بجے اڑیں جو نور کے نرم اہم سے  
 میدان جنگ ہو تو بالاکلام سے  
 عصیاں کو دودھ باشت کوں غلام سے  
 کچھیں کہیں تم سب کی جو رک  
 دیکھی اس زمین میں سواری حضور کی  
 نسخہ  
 دیرین ملک سلام کو دار السلام سے

۱۱۸  
 آیا جویں سلطنت شر کا علم  
 دیکھنا حضور کا آوازہ کرم  
 کہ کیا کہم غریبوں کے دین کا شرم  
 کہین کا جلال ہے دین کا شرم  
 پاتا نہیں جو کم حضور کی صفوں سے  
 ہر طرح ذوالجلال میں پون سے

۱۱۹  
 اندر سے جلال و تجل حضور کا  
 علم ہے جو حسن امام غیر کا  
 کہ ہے پر غوا دی ایمن میں کلام  
 پختہ ہے بال بال سے فراز نور کا  
 ہند کی ہے پورغ کی فتیلتابی  
 قح کی ہے کہیں سے آفتاب کی

۱۲۰  
 الہیب نور ہے جو کہیں چاندن نور  
 ہے چاندن نور ہے جو کہیں نور  
 رُخ ہے وہ عین نور ہے جو کہیں نور  
 گہر ہے وہ نور ہے جو کہیں نور  
 کہ ہے وہ نور ہے جو کہیں نور  
 کہ ہے وہ نور ہے جو کہیں نور  
 کہ ہے وہ نور ہے جو کہیں نور  
 کہ ہے وہ نور ہے جو کہیں نور

فتح جوئے عالم میم و فتح و اس قلاب  
 بہا بہار ویا سحر و اس قلاب  
 زہا بہار ویا سحر و اس قلاب  
 اس قلاب بہار و اس قلاب  
 اس قلاب بہار و اس قلاب  
 اس قلاب بہار و اس قلاب  
 اس قلاب بہار و اس قلاب

تم بزرگی و حکومت و راز  
 نسبت صحیح شام کو یہ امتیاز  
 ہم ناز کو کہ تم میں جو راز ہے  
 بہر حال مجھے شام کی پوری بات  
 فقط فقہان و شاعر و حکماء کے  
 دو قلم ایسے دستِ نفیست ادا کے

مہماری فہم نشانی  
ہفت ایک ہم نہ کی پشت پانی  
میکل و ہمیں میں ہمارا ہم  
وہ فریب میں ہوں اور ہمیں ہم  
ہم لوگ کی کسی نہ کہ ہمیں ہم  
اب تو ہم ہمارے ہمارے ہمیں

اے میرے بھائیوں میں سے جو تمہاری اہمیت پر  
 نصف النہار نماز نہ کرے وہ میرے برابر  
 ہر گز عزیز نہیں کہ میرے برابر اقبال  
 سے خوشی کو روکنا کہ میرے برابر  
 رونق و شادمانہ نہ کہ میرے برابر  
 کہ میرے برابر اُمیدیں ہیں ہیں ہیں  
 کہ میرے برابر اُمیدیں ہیں ہیں ہیں

کرب ایک پاؤں ابھی باں کا ہیں  
 رن میں غماں نہیں ہے کھینچو تھیں  
 رن زوے میں رن کی زینتیں ہیں  
 کہ تہ گھٹ کے دم میں پراگش ہیں  
 وہ ہم میں دیوں پر کہ قرار غلب  
 دست کم میں شے کے بودہ کمال ہے

یہ تو ان کے شے کے قدر و قدر  
 کہ یہ سہ قیاس کے شے کی ہمارا  
 یہ تو یہ پہا ہے سوجان سے تہا  
 غلب تہا ہر وہ بودہ کمال ہے  
 یہ کلام تہیں اور یہ تہیں  
 جو ہم اپنے نام کی خدمت میں جاتیں

ہزار امید و اگر وہ ہیں  
 جہات پیشہ اگر وہ ہیں  
 لٹکی کی تہا اگر وہ ہیں  
 قریب و قریب اگر وہ ہیں  
 دین میں کیا سہ کے تہا ہیں  
 بیوئی کی کمال اور یہ ہیں

بچہ بہنے ہا تھا وہ دین تہا  
 ہم کلب کلب کلب کلب کلب  
 وہ بڑھ کر تہا کلب کلب  
 وہ تہا کلب کلب کلب کلب  
 وہ تہا کلب کلب کلب کلب  
 وہ تہا کلب کلب کلب کلب

گوہ ہستی کہ بلکہ بے کراہی لکھتے  
 اکھنوں میں لکھ کر کیا ہو گئے وہی لکھتے  
 منہ خستہ دل بڑا کراہتے بڑی لکھتے  
 اس حال دعا بڑا کیا جس جا بڑی لکھتے  
 جو رسم غائب تھم گئی دیں اسکی لکھتے  
 درمیاں ہے وہ حال کہ سیاہ لکھتے

مکرمین کا ہر مہر کو تو میں  
 جو احوال بلال رکاب سے اختیار  
 افتخار تھی ہر مہر افتخار میں تھیں  
 مستانیں یہاں ہیں کسی کو اختیار  
 چاروں محلوں کے نقش پڑھو کر کم  
 اڑا کر عتاب ہو گا وہ کب سے ہا تھو

اگر اوزار اشرافانہ بخش عطاں  
 بیکار یہ رہتے ہر کسب و کار  
 دن جب قورمہ جو ہر قصہ و مثال  
 و بیکار وہ بیان کے تو کشتی و مال  
 میوں جب کہ لکھتے ہر اک جا بجا  
 رکھتے دیا نہ پاؤں زین پر لکھتے

وہ منہ بیکار نہ ہو کم کیسے ہوتا  
 ہوا بیکاروں سے بالک تو اگر جو ہر ہوتا  
 ہر اچان سماں کی لکھتے میں ہوا ہوتا  
 اسوار عتق رہ گیا چھلکاتا ہوتا  
 اُڑتے ہو سہیہ مہر کے کہ ہاں غوث  
 سے آؤں در و درخت کے ہر غوث



دینا میں بھی تیرا زور کی بجائے	دو پاؤں کا وہ اہل حق نہیں ہے	ختم چار پاؤں کا یہ راہوار ہے	بسم اللہ اس سے بھر پختا ہے	دور اوج اس سے حق دور ہوا ہے	ایک سے یہ ہاں میں وہ کہہ گا ہے
مرد و سب لالہ فروش اخلاص کی تلاش	جانی تم کو شورش میں آواز لگیاں	اس میں بھی دو دنیا کا کافور جلتا ہے	والہ کی یہی ہاں اداں میں حق ہوا ہے	پہلو پہ اداں نہ عمر شمع کی کاغذیں	مہر شمع گزرتے پہلے کہے ہاں میں
مواہجی بددین سے دُکھل سوار کی	چھتیاں مزار اس فرس نامدار کی	صنعت ہے کلکتہ قدرت پیر و گلار کی	کچھ بھی بہ شعل عیشیں باد بہار کی	عیشیں کے ساتھ صورت عیش و حال ہے	یہ فاصل کلکتہ قدرت حق کا حال ہے
بے نیاز و تاب کی یہ کہ جلتے آئے	ہاں نہ لگاؤ کو نہ کہیں میں حق لگاؤ	اور غیب جبار ہو تو کمال سے لائے	لاے تو ہم کی انگوٹھیں وہ کہہ لائے	سپاہ بنا جو پیر کا تو شمع ہی	قاری کی کہوت ہو تو ہی حق دہائی

میں نے تم سے برفہ میں مولیٰ کی جان پائی  
ہم افرا۔ تو رقص کی گویا زبان ہے  
بالیدہ بلوکے رن کی زیریں بان ہے  
مفلح و فاشی سے شکم میں ہوا جان ہے  
کہوں وہ بھیڈی زرد و لعل و انیس  
ہنسے میں نہیں ہے وراثت پر جان ہے

۲۷۲  
میل در اسلام عدوان از اصرار و  
یا با بگنایان با خود و مکر و زنجار  
چون نو چلیان است آخرت و خیرات  
یا ملک و شرف و کبریا و خیرات  
خود و دیگران و کبریا و خیرات  
و کبریا و خیرات و کبریا و خیرات  
و کبریا و خیرات و کبریا و خیرات

کسی زین زور پادشاهان و ملوک  
 ان کی بکوفت و بخت و بخت  
 دارالامارہ میں بن مرید ہو گیا  
 اہل مال میں مرید ہو گیا  
 کھیل کے تحت اور ہو گیا  
 نہ دولت و نہ زور کی زور کی  
 دن کے جیسے شاموں کو ان کی

[illegible]



وارث ہیں ہم بنابر شرف و الوفاق

کامیاب ہیں جن سے ہر کارزار کے

حکم و احکام سے ہر کامیاب کے

آپ کو ہر کام میں کامیاب کے

یکساں تھا عہد و حکم اپنے ہر کام میں

ہر کام میں خدائی ہر شرف کی ہر کام میں

ہر شرف کی ہر کام میں

عالمی نسب ہم سا کوئی زمانہ

نابا پوچھو سر بی نامی آنست

انبار تائیں شاہ رسل نے نہیں گنا

پہلے ہوں دوزخ و جہنم کا گنا

بوجہ غیبت انبیاء میں ان کی گنا

جس نے جب تھا حق تعالیٰ میں گنا

مستحق تھی تیرا پچا اس کا گنا ہوں

بھلا کر خود و بھائی کی تم نہیں پوچھو

تم کو حق کرتے ہو نام حق کم تم نہیں پوچھو

کیا کہتے ہوں کہ غلط میں تم کو نام نہیں پوچھو

جان کر کہ تم تھارو ایسا تم نہیں پوچھو

کیسی طرح ہم آپ کی جیتے نہیں پوچھو

اب کہ صحت ہو اب بھی دیتے نہیں پوچھو

بھلا کر خود و بھائی کی تم نہیں پوچھو

ہم کلم قبا و غنائیں خدا کے بید

غنائیں ہم اب وہ بوائیں خدا کے بید

بغیر غنائیں وہ اب خطا ہیں خدا کے بید

ماجست روئے خلق خدا ہیں خدا کے بید

بے اذن اسباب بوائیں خدا کے بید

بہ علم کہ غنائیں ہم اب خطا ہیں خدا کے بید

بہ علم کہ غنائیں ہم اب خطا ہیں خدا کے بید

۱۹۶ علم نہیں پڑھتا نہ لکھتا نہ قلم کی مرمت  
 نماں اٹھایا جاوے کوہِ گل نیام سے  
 مقصود تھا زخاقت شاہِ اناام سے  
 سب تو غلطی طعنے لگا کر اناام سے  
 ہو، اختیار کچھ بڑبڑا نصرت کے کاتھی  
 جس کیلئے اسے نشان میں برائی کی کاتھی

۱۹۷ اہل اللہ اس پر بریں بھی تھی یا پناہ  
 بڑستانِ شام ابرصہ ہو کے شکار  
 گزروں میں علی لکھتے پھاؤں میں علی کا  
 گزروں سے تو کمر بپاؤں انہی میں علی کا  
 یہ قریب و بجا نہ تھے عزت کا جو شہنا  
 پہلے بھول سے تھے بڑوہ بڑوہ شہنا

۱۹۸ تو زہرِ آبِ فاطمہ کے ذریعہ میں  
 یک پہلوؤں نش قاتل بڑوہ میں  
 شہادت چاندنی بہم دے کر میں  
 وہ بہت چار میں بھی انہیں تو نہیں  
 بولگی کی رنگ لگے کا تو زہرِ آب کا  
 یہ سب بھی ان اسرارِ آب کا

۱۹۹ یہ بدیہ کہ یہ سیاح کو شہرِ تہم  
 یہ صفت کچھ سیاح ہو چم بندہ تہم  
 اہم سے ہو رہیں کہ سے چم بندہ تہم  
 نادان ہو تم فشاں مرام تہم  
 ہاشاکھی بولے اور اس اہم میں  
 قاتل سے لکے کے ہوئے قہم میں



۱۰۱  
 جس پر ایک پیکر کے بیوہ شاد  
 قیاد آیتے کو چلا تو اس کو گھٹائی  
 پہونچو زور سے جس نے اٹھائی قحطی اس کی  
 کہتا تھا غائبان اجل غلب بڑی  
 میں تیرے زور پہ نہیں رہیں گے تیرے  
 مہار دس چاہتے ہو صد دس پائے تیرے

۱۰۲  
 یہ صفت کی صفت قلم وہ پیر کا قلم  
 قلم و بجات و مینہ اور سیر قلم  
 کہ سر نہ گرنے پایا کہ تھا وہ سر قلم  
 مر نہ ہوا کہ نہ تھا وہ سر قلم  
 کہ سے ملا صدہ کہ ہو سے سر قلم  
 کہ سے ملا صدہ کہ ہو سے سر قلم

۱۰۳  
 ناگاہ اک جوان قوی القوت  
 از در نفس مرید بزم ابی مقرب  
 اس کہ سر نہ گرنے پایا کہ تھا وہ سر قلم  
 کہ سے ملا صدہ کہ ہو سے سر قلم  
 کہ سے ملا صدہ کہ ہو سے سر قلم  
 کہ سے ملا صدہ کہ ہو سے سر قلم

۱۰۴  
 پہنچائی ملے یار سے علی سینہ قلم  
 پہونچائی تیرے نہ پہونچائی قلم  
 جو کہ سر نہ گرنے پایا کہ تھا وہ سر قلم  
 کہ سے ملا صدہ کہ ہو سے سر قلم  
 کہ سے ملا صدہ کہ ہو سے سر قلم  
 کہ سے ملا صدہ کہ ہو سے سر قلم

شوقِ قہارِ بدین یوں شاہِ شہلاہ  
بہم تھکا کہ ہلکتا تھا قہرِ سہم  
موقوف ہے کہ تہذیبِ سلطانِ قہر نام  
ایا تھا حیدر گاہ میں با جاہ و اختتام  
روزِ ازل سے عاشقِ زینبِ علیا تھا  
بجوں قہرِ سہم تھی شہرِ بی کا تھا

بہ کر و تھا جمع ہوا کی کردیں  
نئی غلام جیسے کہ کھول میں تیں  
اور نہ پوچھی کہ اب میں ہندی ام لیں  
روٹی گروہِ شہزادوں کو بویں زینل  
گھوڑوں کی کہ چلا نہ تھی دھول  
بجوں کے پاس میں یہ مجھ پہا میں

بہ کر و ان ہر سہر کی قہار  
بہین طرفِ گلشنِ شکاری و فاشا  
شاہین و بڑے کہ تھے نیمہ زار  
زین کہ میں کا کشتال سے لگی اموار  
موقوفِ قہرِ سہم تھی شہرِ سہم  
جملوں کو توکل کا فکر بہت پر پو

ناگاہ کہ وہ ان ہوا محرام سے اشکار  
تازی کو تیرا کہ بڑھا قہرِ نامدار  
اک پو کہ میں میں خوں سے نواہ پار  
بیچلی میں اپنی فوج سے چھوڑا دھمکار  
محرام سے وہ بان در کہ وہ میں گیا  
عالم سے قہرِ سہم اندر وہ میں گیا



فصل

چو بواند وار دل سے کہتا تھا وہ جبر  
کہ ہو تھا کیا بھیس میں آج کے تھی پری  
خوش تھی خوش چچا ہر اک عضو میں بھری  
رشتہ ر وہ وہ جس سے علی محمد ساری  
گم ہوئے شکار کے سر در کشتہ  
آہوں کے غم میں غم فرمایا ہو بے ہمتا

فصل

نازل بابت تازہ ہوئی سر پہ نالہاں  
پیشے ایک شیر قوی قن او اویاں  
مورت مہیب تم خدا افت بھلاں  
دیکھو دیکھو کہ جسے شیر کمال  
مٹھ کو بدم علم کے قصہ شکار  
پیکار کا رتا ہوا اس تابدار پر

فصل

و لا الہ الا انت سبحانک انی اعوذ بک  
رو کہ مراد برکت اہم الام کہ پتہ  
کہ اوار دی امام علیہ السلام کہ  
دیکھو حسینؑ تم صیغہ غلام کہ  
پیشے میں موت کے تہ بہ تہا توں پر  
شیر خوار کے تہ کا پکا بھوکشہ سے

نسخہ دو در دو

فصل

ہم کہتے کو غنیاں تو میں کہتا ہوں  
یا کہتے غنور کے شے بھی میں نام  
و متابو ملک و مال کا پوچھ غم بویا نام  
بہتے پہلا بھلاں سے دوسری غلام  
اک اشتیاق دے رشتہ دیکھ پناہ کا  
ارمان دوسرا علی اکبر کے میہ کا

۱۳۱  
 بیت حق کا دھارے کا خالق وہ درخیز  
 کہ چھوڑو غلام اگر کٹر شریبیں بہ طلب  
 منتہا نول میں دینے کا قابل نہیں  
 سہم نہ دیکھا امدادی کا سہ نصیب  
 وہ داغ نیچے کہ کدو میں بھی نہیں لگا  
 سب بونٹ ان کے پیادہ میں اک ہر پتہ لگا

۱۳۲  
 اب اس قسم کا کوہ امر آخری سلام  
 ہم تھیں کھڑے کوہ امر آخری سلام  
 عجب بے باوقار کوہ امر آخری سلام  
 فرزند بخت کوہ امر آخری سلام  
 ہم کھڑے کوہ بچا دو رو دست پورے  
 اس کا غلام اب تو ہے اس وقت تھوڑے

۱۳۳  
 یوں خاک میں فیض کی کاوانت  
 اس بچی کی موت کی کہ خانہ نشین  
 تھی جسے نر نہ دے اس شانہ نشین  
 مرہ در نہ دے کھائیں کوئی خانہ نشین  
 سہل پہل پکارتے تھے پرور و محبت کو  
 میں تھا حسین کا ہو بھلا حسین کو

۱۳۴  
 کیا کیا عاقبتی نہیں اس ختم کن کو  
 جو اب تمہیں ختم کن کے ہیں  
 ذمہ دار لالہ خرمین و زین کے  
 قافلہ جلال جاہ میں زانیوں کے  
 جیسے حسین شاہ دلاہت کے واسطے  
 بھیو کیا میری حمایت کے واسطے

۱۱۱  
 بیوں درد دل عین سے کہتا تھا تو پورا  
 جو ایک روئے شہی ہوئی پہ پہ اس رخسار  
 اس نور سے صدمے میں تپتی تپتی بار  
 سے تیرے شایاں ہم آہو پیچ اور شایاں  
 ہم کو رب بندوں کو اس نچو کنڈ  
 میں تیرا جلاؤ اللہ نیتاں کو چو کنڈ

۱۱۲  
 طراک تیرے نہ فصاحت کیا کلام  
 ہم کو وحی سے نام کہ تو اب میں میں  
 جو نکلے تو میں تیرا حق میں غلام  
 گوشت نکلا پورست انکا درد دل ہے غلام  
 واللہ جو ہے تیرے حق میں پائے ہیں  
 نہ نکلتا میں کہ نہ کلام کیا کہ نہ کلام

۱۱۳  
 گھر انہیں غلام نے بھی آکر بہت برب  
 یہ دونوں شکار کا ہے کہ ہم کو غضب  
 وہیں لہروں پہ ہے غم غم ان کا حال  
 میں ٹھہریں کہ ان کو ہم کی غم میں  
 ہم تو ہم سب جو کجا تیرے  
 ہم خود کی تم کو پڑا ہے کہ جانتے ہیں

۱۱۴  
 کیوں کیوں نہ دشت چلا تیرا نور  
 کیا دیکھتا ہے آہیں حق میں نور  
 اس آفتاب ہے شفق قوں میں نور  
 اک باغ ہے کھلا ہوا از نور خاتم نور  
 اک تا جوار ہے علم و حب پہ ہے  
 اک شہر ہے کہ علم و تم سے تباہ ہے

۱۲۱  
 لم یجربک سے تاج بڑھائیں تاجدار  
 گلزار کے گل پہ کجاوہ پھرا  
 بھٹکا بھٹکا نہیں آیا بے اشترا  
 عیاں ہیں غیب کے قائم ہیں نشا  
 اگر مرے ام کے فرزند آج ہیں  
 یا تو حریق میں مرے فرزند آج ہیں

۱۲۲  
 جو کہے کجاوہ تھا تو دم مارا  
 جی بھر کے دیکھ کے پوچھتا ہے  
 اب تم سے دادرس کو نہیں لگایا  
 کہ دنگا غریب شہزاد کو میرا  
 عشق مسرور مل جائیں غریب  
 جس کو بلا یا تھا وہی کسی حسین ہوں

۱۲۳  
 غم پر ملا پہنچا رہا کہ بولادہ قورق  
 بہت ہیں ایسے وقت بولالہ بیاں  
 مشغول تھے ہمدیں ہفت کہ کمال  
 جلاوچہ لاکھ تھوڑا کہ یہ خیال  
 یہ وہ صبیحیں نہ حیات کے پتے ہیں  
 ناختموں میں چھوڑ کے یارب کو ہیں

۱۲۴  
 اے نازبان کو کشت بہ کشت  
 فرمایا ہیں کہ بے پتہ ہو میرا ہم  
 پوچھا میں صد تم جہاں میں ہو کہ ہم  
 مریا قتل ہو گئے عباس نامور  
 پوچھا جاگت اٹھتی ہے کو کجاوہ غم  
 شہ نے کہا اسے علی اکبر کو غم ہے

جو تیرے غم پر تیرے گھنٹے ہیں  
 اے عاشق میدان میں ہی تو میدانوں

اُس نے کہا علان نہ اس داغ کا کیا  
 بوسے کوئی علان نہیں موت کے سوا  
 اُس نے کہا لکچائے زخموں پہ چودہ وا  
 فرمایا لکچیں یوں کہ ہیں ہم شفا  
 جتن اُس نے غیب میں ہم میں پہنچا  
 پہنچے زخم انتہائی موقر میں پہنچا

یہ کہتے تھے کہ زخم پہ پُرسش بہا  
 چلایا قیس تم کو سب میں ترس بہا  
 فرمایا یہیں جا تا ہوں حافظ ترا خدا  
 اس وقت اسی کان میں زب کی ہو  
 بچھڑے قسب کھنور بھی بڑا کی گئی  
 جھٹا حشر میں چھوڑے ہم کو کہہ مار گئی

وہیں کھجی ہیں غم کو اس ان الغنائت  
 لاشوں کے روز نہ کا سہارا ان الغنائت  
 یہ زبیاں ہیں تخت پر شان الغنائت  
 قمر بہر تزل جائیدان الغنائت  
 اگر کوئی پاک سیمیں کی غنائت  
 اچھڑ کی غنائت کو حیدر کی غنائت

فرما یہ فرستے نہاں ہو گئے انا م  
 بچکے نہ تھی پاک کم پھر کے انا م  
 دیکھا کہ وہ غموں نے کیا کئے غنائت  
 غارت گری کے قصہ پہ پڑا وہاں م  
 بدعت کے در پہلے ہیں وہ چاہے غنائت  
 راز و دلیں تو رہاں حسد پہ غنائت

آواز دی حسینؑ نہ مضطر نہ ناخوار  
 بیک جا بل بو کوئی اچھا لکھتا تھا  
 جھلگے تیس دن مگر تم ٹھہر تھو  
 بیٹو بے دریغ ہم پتھر لہجے  
 کھان میں بی بیوں کے بوشہ کی ہوگی  
 دم کیٹوں میں ساگے جان پتی کی

۵۵

وہ دل نہ رہا تیرا وہ نام نہ رہا  
 بسبب وار بھی نام نہ رہا  
 کہ بازدارہ عدم کا کیا خیال  
 جب کہ نہ زندگی میں در نام نہ رہا

سہرت پاک دم تر بھرتے ہیں  
 کشتہ کی سیر کیوں کرتے ہیں  
 کل جاتا ہے عشق ہم کے انشا اللہ  
 سہراک شعلہ بھی یہ ہم کرتے ہیں

خار ملک بوستان و عمارتیں  
 ترنگ و مزہ دوز کے کیا دیئے  
 اب جو حسینؑ ہیں تو کوئی کھو گیا  
 دیہ کی اور اہل دیہ دیئے

گداز تو نہ پورا ہے جیتے جیتے

بویہ نہ پھولیں چھپ چھپتے

چلتا ہے تو چیل چلے نہ یار ت کو کیم

کے بجائے نہ موت راہ چلتے چلتے

عصیان کا فرمان مسافری نہ ملا

کی عمر تلف وقت تلافی نہ ملا

کس سے کیا گناہ کے دریاں کھل گئیں

جو خاک شرفا جو اب نشانی نہ ملا

بور و ہنر شاہ کو بلا تک پہنچا

سراج ہنوی علم شمس عکاس پہنچا

کیا قریب ہے اندر کا اندر احمد

پہنچا جو حسین حسن خدایک پہنچا

کروں ہے دیکر لاکھ راز فانی

حسرت ہے کہ بڑوں شاہ کے باقی

سرخ نقش تن سے بولوں ملا

ہو گداز چلے جو رخ پر وہاں





کے گھر میں آج نہ کچھ کچھ ہو گا صابو  
کے کچھ بچے زعفرانی فٹا ہو گا صابو  
کے کچھ بچے ریت پر مٹا ہو گا صابو  
جب دودھ پیرا ہو گا صابو  
نہ بچائی کی بہو نہ بچے کا شوہر ہو گا صابو  
پچھلے پہل سے قاتل ہو گا صابو

علی  
 کہ کبلا کہاں یہ صفۃ اقلیہ کہاں  
 نور اوان اکبر عالموں قبا کہاں  
 کہ صبح یہ موفون فوج خدا کہاں  
 مغرب کے وقت لوٹے اور غیاث  
 ابن ظلم و حکم بہتر تمام ہیں

نالہاں ہوا کی درد و رنج بہ ناز کی  
 صفائی تھی کہ غریب شعور کی  
 غریب کا حال میں نہ تھا یہ شعور کی  
 اب سبب و دواعیہ امور کی  
 چھپ چھپ میں چھپ چھپ کے پیر کی  
 جو اس نامور لکھی ہیں پہلوں شاہین

ننگہ داغیہ ایفین شاہ  
برادرہ اٹھالوئی ننگہ شاہ  
پیش ننگہ فنی اور دشن ننگہ  
پر سر قادی سلام کے غم تھا کہ  
جو عمر میں بیچارے کو ماتم  
مرحمتی اور زبان پیجاری سلام

[illegible]

۱۲۱  
 میرے دل کی خانم کو زیب علی داس  
 اور پیچھے چھوڑی سیکھتی ہوئی  
 چلائی خانی بہادر بن شاہ دین پارس  
 ہانکا لباس شہنشاہی وہ تھی مناس  
 حاضر تیار کمر بند زین کلم شاہی  
 ہندو کہہ کرے کہیں کسے تیرے زار ہیں

۱۲۲  
 وہ بولتی کیا رواجی لگا تاریں لگا  
 فرمایاں بہن تری چادر اور تاریں لگا  
 توں لگا لگا کر لگا کر اور تاریں لگا  
 اٹھ کر تھی لاش کا علم اور تاریں لگا  
 منہ بکے وقت دیکھو جو علم اور تاریں لگا  
 سب باتوں کے چو اس باتوں کو تاریں لگا

۱۲۳  
 اور کہہ گئیں یہ منہ تو علم اور تاریں  
 جلا کر بھائی اہم سا بویہ بار بویہ  
 ہزار ہا ایک غزل کہن کے اسے بہن  
 بھائی تو بہنوں کو نہیں بہن تاریں لگا  
 اکی تو ہے اسید تھیں سے بہن تاریں  
 دھن دار دہریوں تو نہ دینا کہن تاریں

۱۲۴  
 بھائی عین کہ نہیں تو بہن کہاں  
 لاتی باتوں کہ پڑھتے ہیں ہم کہن کہاں  
 بیست کی قدر بویہ یہ کہن کہاں  
 بہر بارہ دہریوں اہم زار کہاں  
 دکھلاویں نہ خانیم بخت تاریں  
 صد تیری کی گور واپس کہن تاریں

گدن بھلا کر اس پر ہر شے چاہو اور  
 دیکھو کہ یہ تیرے پیسے ہیں یا میرے  
 بلکہ ایک کو دھوئی ہو کر سر پہنچ کر  
 کہتی ہے لوگوں کے تو ہے عیسائی کھیت  
 ہے یہ پھل لے لیں بس برون پور اور  
 کہیں صاف جو کمال مرے بابا میں

میں تو یہ دیکھو کہ تیرے پیسے ہیں یا میرے  
 اس نہ کہ اس کے کیا ہے یا نہیں  
 تو یہ تو تھوڑے تو ہے پیسے ہیں  
 اس جہت سے نہ بھولتے ہو  
 کہ یہ تو پاپ کو تو ہے کس دیا  
 کہ یہ تیرے سید راہ خدا کو کھان دیا ہے

و اب مقرر کرو کہ وہ کون ہے  
 دیکھو وہاں پہلے کہ وہاں ہے  
 منزل ہے دور اسے میں تو ہے  
 وہاں کی پورے کو خدا کی جانب  
 تھوڑے چھوڑو وہاں کی جانب  
 ہل میں نہیں سمجھتی یہ کیا ہے کہ ہیں

انہی میں سے ہر شے تو ہے کہ تیرے  
 بھلا کر اس کے تو ہے کہ تیرے  
 نصرت تو ہے تو بھولتی ہو کہ تیرے  
 مہیاؤں کی تو ہے کہ تیرے  
 کہ پاپوں کو تو ہے کہ تیرے  
 کہ یہ اس جہاں میں ایک میں تو ہے

ہاں کو چاروں سنبھل کر مٹاتے ہیں  
 کہیں ماں جان نہ دے تو بایا چھوڑے گا  
 فتنے میں نہ پڑے گی مسکیر  
 غلاموں کو تو بڑا پیر پیر پیر  
 اس کو کیا بدشاہ سے کہے غلام پیر  
 دُور کے دھوکے تلے ہمارے ایک کمان پیر  
 کہیں ماں جان نہ دے تو بایا چھوڑے گا  
 فتنے میں نہ پڑے گی مسکیر  
 غلاموں کو تو بڑا پیر پیر پیر  
 اس کو کیا بدشاہ سے کہے غلام پیر  
 دُور کے دھوکے تلے ہمارے ایک کمان پیر

۳۴۲

کیا نظر وہم غم خوش میں ابھی نہ  
 گوہر پہنچا مارا برب کوئی نہ  
 زنجیریں پر کر کھینچتا ہے اک شمع  
 بہت ہے تم کچا تپتا ہوتا ہے چلی جھنجھ  
 موتی اور تار تار ہے کوئی سر جان  
 نشان کو باندھتا ہے کوئی پر جان

یہ ہو گیا یقین کہ ہوئے یہ سب تم  
 بیاہ کے پہلے لگے ان غم کوئی نہ  
 چین میں ہوئی کوئی کوئی پیواری کا غم  
 اب اپنی ہرورش تو کرو اس شمع  
 دہن خزاں پناہ میں کسی کے ساتھ  
 بیاہ کچا ہے ہاتھ میں بی جاہ واد

یہ تپتی رہی رہی کہ سلطان کا نات  
 فرمایا ہجرت تھیں جو پادشاہ  
 کہو تو کچا ہے ہاتھ میں بی جاہ واد  
 ان کے قہار تہم کہیں لگ رہا نہ  
 تم جا کے روئیں گے بہن پر شاہ  
 بیوی کی تھی ہاتھوں سے تم ان کی لاش

بھڑکی ہفت بجی ڈوبی ہوئی اس  
 کہ ہوا اس نہ کھڑکے پہ پہاڑ  
 پہنچا کہیں سے کھرت نہ وہ جاں  
 ایک لک کے لکھے پہلو پہ وہ جاں  
 ان کو درال ہو دو سو تیرا جو  
 بدو رخ دیوہ دیوہ کھڑا ہوا

پلڑہ اٹھائے پڑھائی سے زینتی نظر  
 دیکھا سلام بابتے ہیں شاہ جگر دہر  
 میرا ختم پکاری بہن صدر تپہ  
 ہوا را سیدوار کھڑے ہیں ادھر دہر  
 اقرا کر غلام کے تو مٹا شائیں  
 دیکھی علی فن حسینی کے پاس ہیں

عجائب وال دال ہوس کر تھی عجیب  
 کہ پیو جو گم ہوئے وقت ان جہاں  
 شان زردل یہ کہی کہی غریباں  
 آئے برکات کے صندوق زنگداں  
 سب جام تھنہ راہم بلہ اسکے  
 منتاج باب علم سہ فغانے اسکے

شمس ظاہر و ستارے کی ہوس فتنہ  
 دیکھنے سلام فی سیرتیں تمام  
 اس ہر دم کے جہانی سے گئے گلام  
 بچیف تم کو تو گئی تیرا زین کو پیرام  
 قوام برکات کا صندوق بھیج دو  
 بہر برکات کا صندوق بھیج دو

سچ لکھیں ہوں ہر سچ کی ہوس  
 یوں رخ و رخ جانب آقا جگر دہر  
 جس طرح دے اپنے ایک کے جگر دہر  
 پیرا غریبیہ فوج کا جگر دہر السلام  
 اس سے شمس کے جان تو جی جان شائیں  
 کیا اسے قریب بہر ستاروں ہیں

گوشت و لالہ نہ دے دینے افلاک  
 فوج پادشاہ کی جنگ و فطالت  
 دیناں کہ کھو کر کی نہیں کی  
 دعوٰی یہاں کے ساتھ بچو کلاں  
 اب اگر کہیں تو کھنت نہ دے کیا  
 پیچھے تھوڑے فائدہ نہ لیتا کیا  
 عالم فروغ میں مرقع و خفا کیا  
 ہاتھ میں گولہ زرب و قاصد بھلا  
 باور مخفی و عیب کہ قدر تیرے کم کلا  
 کہ گاہ فانی سے ازاں کرتے ہو  
 کیا کم فائدے ہیں بویہ زار کلا  
 دینا بہت روز و پیر اس حال کیا  
 اب کیا کہ وقت و حیرت سال کیا  
 جب چاہئے علاموں کو قربان کیا



قلم کی اس سحر میں نہ کیا حکم  
 پہاڑ بھی نہیں کہیں کہیں میں شام  
 وہ بولی میرا دل تو ہے تاجِ امام  
 زینب کا یزید میرا بھی قزاق میں غلام  
 قلم کو ہم کو پاس بلانا غمزدہ ہے  
 دل دم کا یاد دلا نا غمزدہ ہے

ہمارے چوہا تہ ہیں ہم بھی شام ہیں  
 تجوڑ تاج کی ہے یہ اگر شامیں  
 یزید کا یزید قزاق میں تو چاہی تیری  
 غمزدہ کو انکی دل شکنی کا خیال ہے  
 زینب کا یزید شام زینب کا خیال ہے

زینب پہاڑ لہ رہا کہ پارسے شاہ کا  
 دیکھا کہ سر بھیکا ہے شام کہ پہاڑ کا  
 اک ہاتھیں ہے تاجِ راسخ پناہ کا  
 تجوڑا کہ شامیں کے یہ غمزدہ کا  
 منہ نہیں دھرتی زینب کا خیال ہے

قہر تہ نہ پہاڑوں کو گلے سے لگا رہے  
 قہر تو کون کہ پارسے زینب کی  
 زینب نہ کہ زینب پہاڑ پہاڑ کا  
 ننگا سر ہوا وہ قہر بھی کہ سر پہا  
 قہر تو پہاڑوں کے غمزدہ کا  
 قہر تو پہاڑوں کی کہ ہے وہ غمزدہ کا

مشتاق اس کو ام کے خط شاہ اختیار کیا  
 جو ہم جین اکبر کا حکم و حکم  
 اور ہمارے تاج بنی سرور رکھ دیا  
 انھوں نے اسے پھر لگے جو کب کیا  
 سر تاج موشن درختی تاج ہو گئی  
 اکبر کے سر سے تاج کو سر تاج ہو گئی

زینب کے لڑکوں نے یہ بڑھ کر کیا حکم  
 جو تاج ہمارے اداں نے خلی کر دیا حکم  
 شے دیا یہ قبیلہ و کعبہ کو تاج حکم  
 جو ان کی صلاح وہ زینب کی دیا حکم  
 ملک کی افسر کا اٹھیں وہ نوکروں کو  
 عبدی کو حکم مرے لکھ کر تاج کو

کھریں گے اور اسے شہابی و شہابی  
 قاسم نے پہلے کی یہ گزشتہ کہ یہ کیا  
 قرآن تو جہاں ملے جسے اس سے کیا  
 اس نے وہ جو بن کے قاسم سے کیا  
 گویا ہے تو قرآن میں اسے تو کیا کیا  
 یہاں علام جہاں اکبر کا تاج کیا

فہم سے نہ خیر اسے اس سے نہ خیر  
 قاسم کو اور یہ جو کہ اس سے نہ خیر  
 بہر نکل کے اس نے تو اس کو نہ خیر  
 نہ خیر شہابی بن سے نہ خیر کیا  
 اکبر تو شاہیوں کی طرف دیکھنے لگا  
 عبدی مرے کو نہ خیر دیکھنے لگا

پہنچے تھانوں علم کو تبارک نام  
 دل میں لوں سے بیٹھ لوں علم  
 نکلے زبان بن تھان شان نام  
 گویا کلاما بیت تھان نام  
 علم ہو دیکھ دوں مبارک نام  
 میرا ختم ہو ملک یار تھان نام  
 نسخہ دل ہا خدا کا جیسے علی علی طرک نام

ہنس کر پکارا شاہ نے اپنے غنائی کو  
 جیس کی ناز دی بہادر سے غنائی کو  
 دامن علم کا اڑ کے چلا بیڑائی کو  
 جھنڈی ہوائے یاد دلا تراشائی کو  
 رایت تھان کا قاصد سب نام تھا  
 گویا علم کے ختم میں نازی کا نام تھا

ہمیت نہ ہو بیڑے بابر بابر  
 جو بڑے کی دانے کیا اُسکو بیڑا  
 پلرے سے تھنچال کے بونے کا کھنڈا  
 بیٹھا ہو سے چلو چلی کی سفارش چاہو  
 خاتم مری بلقیہ ابراہیم کے  
 بابا مر سچا کو علمدار کیے

نذیر لکھو کھانے بوزان جدیدی  
 غن تھا نام زاد سے مبارک نام غنی  
 چو کھنچا بلبل کی کہت نام غنی  
 اگر نہ آہم درجیب درت جوری  
 ۷۵

بن علی کے تخت رسا نے رسائی کی  
 پائی فلم کے پیر سپین کو دستِ غنائی کی  
 مرثیہ بھائی بھائی نے جہانِ بھائی کی  
 دیکھی نشان دیکھ یو نشان در غنائی کی  
 فنون سے دورانِ شرف کے تہائی کی  
 بیچ پیادہ بیچ پیادہ کا قیاسِ بھائی کی

نورالاسما کہ ہندو غلامِ اشیاں یہ ہے  
 جس سے پیشِ سب بدل وہ مرثیہ بھائی کی  
 مودار از قون خند کا نشان یہ ہے  
 متوجہ ہم بندگی کو نشان یہ ہے  
 قورثیہ ایک تہ سے جو وہ نشان یہ ہے  
 میں بھی اسی سے یہ میں کہ ہندو بھائی کی

نورالاسما کہ ہندو غلامِ اشیاں یہ ہے  
 کراوا ز بلبل کی عیون تک کی  
 پہلے پہلے کہاں کی بکری کرک کی  
 ہر سمت غم کی جو بکری چکر کی  
 ان کی زین یہ جو لگے کہ میں گھنہ کی  
 ہنسی مومیل موم کی زین کھنہ کی

نورالاسما کہ ہندو غلامِ اشیاں یہ ہے  
 جوں کے فعل سے کان کھٹے اسما فونہ کی  
 نکل زبان مار بھیل نکل نکل کی  
 بھوسے و فونہ کے نشیں موم فونہ کی  
 رستوں سے نشیں موم فونہ کی  
 جوں کی غم فونہ کی زین چھپے کی

فہم کیا حال شہ صفرؒ تو سہ ہوا  
 اپنے نقاب پہ علی اکبرؒ تو سہ ہوا  
 چٹائی پہ لکھتے پیرؒ تو سہ ہوا  
 بیٹیں شہسوارؒ تو سہ ہوا  
 چاندنی پیدلؒ تو سہ ہوا  
 دیوہ فوجؒ تو سہ ہوا  
 غم چھ

معریت میں یکم تیرؒ تو سہ ہوا  
 ہونا غمؒ تو سہ ہوا  
 دہل زنبیرؒ تو سہ ہوا  
 قدرت میںؒ تو سہ ہوا  
 سہ ماہ قہر میںؒ تو سہ ہوا  
 رویت ہلالؒ تو سہ ہوا  
 اس پر گاہؒ تو سہ ہوا

ابھیلنے سے نیم کہاؒ تو سہ ہوا  
 ہمارے گھرؒ تو سہ ہوا  
 مجھ کوؒ تو سہ ہوا  
 قہرؒ تو سہ ہوا  
 وہ بادؒ تو سہ ہوا  
 جہاںؒ تو سہ ہوا  
 کہیؒ تو سہ ہوا

فراقؒ تو سہ ہوا  
 تیرؒ تو سہ ہوا  
 دیکھؒ تو سہ ہوا  
 نزدیکؒ تو سہ ہوا  
 روکشؒ تو سہ ہوا  
 کہیؒ تو سہ ہوا  
 نہ

باگین حینیں نہ اٹھائیں وہاں  
 دست فلک سے چھوٹتی جوڑی چھوٹ  
 اندر سے دیو کہہ دیا اور اسے اس  
 اندر سے منتظر کہ تھا چھوٹ کر اس  
 ایمنی تو کے شرع کا آئینہ رہ گیا  
 ریتوں سے کو بھاگ گیا دیں یہ

ان طالع قسے تاروں کو فتنہ  
 بچے سے دوتا تھا قاتل کو فتنہ  
 گھر قریب میں تھا کھجی غریب نہیں  
 پھٹی تھی بربت اعدیوں در عبد برتیں  
 بولگیں جبار جبارہ زمینیں دہلیں  
 زردوں کے گھوم دے جو بن گئیں

اور دلاہ افانہ  
 رونق ہمارا پینہ ہو سب برون ہا  
 یہاں سب سے میرا میری پیا  
 بچپن کے اس شہر تھا چھوٹے شاہ سے  
 شکر تمام ہو گیا نصف النہار تک  
 فوج اک ملت شہر ہوا شہر اک

محبوب کے کفایت  
 گوہر نیامیں یوں اٹھتی دافقا  
 اعدا کا خون پیو توں پائی کیا  
 جیسے خرم دودھ کے بچہ تو فقرا  
 یوں بھوکا مینا مٹا دی شمع سے  
 جس عمر انکس صاحب نام کی پام

اس کی زبان بولنے کو بھی نہ دانی نہ لگائی نہ کشت و بال  
 نہ غفلت نہ نام کے علاوہ رسیاں ہیں نہ توں پھوڑے نہ خوفان و ازاں  
 ہاتھ کا بخت میں مگر کاجیسم نہ نکل نہ ماری نہ ایفیل کیا مس نے الاں  
 جہاں کی سہاؤں کے دو انگلیاں ہیں بہرہ از شاخ سدرہ سے کیجا نہیں  
 پہنچا یہ قسمت نہ نشہ و گم گم نہ غائب ہے بتو کیا خم میں نے  
 اتر کر کو دیکھا ہے تنہا یہ گم نہ

نسخہ و قافیہ دو زبان مجموعہ فی ناگماں ملینہ

رُحُ القدر بلکہ نہ ہم دیکھ سکتے  
 قویں کہ تیرے قوت کی پیریں گے کہ جس کی جلال  
 سب تیرا پیادہ و عباد و اخلاص  
 لائیں یہ ہم پریش کش شاہ تو شہل  
 پوچھیں ان کو یہ محبت شاہ ہمارا ہے  
 صحبت میں فرات ہے اللہ عزوجل کی پناہ  
 رُحُ القدر بلکہ نہ ہم دیکھ سکتے  
 قویں کہ تیرے قوت کی پیریں گے کہ جس کی جلال  
 سب تیرا پیادہ و عباد و اخلاص  
 لائیں یہ ہم پریش کش شاہ تو شہل  
 پوچھیں ان کو یہ محبت شاہ ہمارا ہے  
 صحبت میں فرات ہے اللہ عزوجل کی پناہ

یہ امتحان مہم و نہایت کا وقت ہے  
 لاکھ کی بندگی و عبادت کا وقت ہے  
 ان مصلوٰں کی بندگی و عبادت کا وقت ہے  
 وہ خاص دوستوں کی شرافت کا وقت ہے  
 غالب سبب یہ کہ باغیباں سے  
 چھوڑ دیں کہ کافر اس جہان  
 پھر آگ شہر شہر و عمرت کی کہیں  
 اٹھا دھرم اسکا دھرم چھوڑیں  
 کافر بن ہر ان بڑی بیچاروں  
 عمر و ان بچکے کی چار چوہاں  
 فانی قطع ہلال ہے دھوکا تھا نہ کا  
 فقرہ ہر فلک کا نہ ہر زمین کا  
 اک علم میں صفحہ پہ ہزار اوراق  
 بنم کی کیا بلکہ سب آفتاب ہے  
 فہم کی کیا خباب جلالت ہے آفتاب  
 تہا علم شرف و منزل و کردار عباد  
 دل بہ پیر و پیغمبر و دہم ہے  
 سر اوٹھ کے گردنوں سے منال ہے  
 جو ہر یں تھی وہ یں سفید آریہ کا  
 بکی قنادیوں کی صفیں ہونیں تباہ  
 دوسرے آریہ میں جو تھی اچھا  
 ٹھنڈی ہوائی تو ہیں کہ پکڑے وہاں  
 سننے سے کہم کہ کو پکڑیں لاکھ  
 یہ دیکھو ایک سو چھپ پانی اوٹھ



۵۶۹  
 ناگاہ رہتا ہے ہر حال ایک پہلو اس  
 پہلو نشین زانک شین پہلو ہی ان  
 شیت و نہادہ فارسیاں صلیب قوس  
 رستے اچھے در کے عوارن ان قوس  
 پہلی بیان نام و نسب اپنا سب کیا  
 در وقت پھر پین سے نام و نسب کیا

۵۷۰  
 فرمایا دگار سپاہ قتل یوں  
 پیش قدمی عزیز یوں تم میں قتل یوں  
 صحتی احم اعظم کہ جب جیل یوں  
 شہزادہ ملاکہ و جبرائیل یوں  
 حن البلاء و سب وطن اپنا ہا یوں  
 آہی حق کا ہماری زبان میں

۵۷۱  
 میں یوں کہین و شہابی ہر حال  
 شہزادہ کالال یوں و شہزادہ کال  
 کوئی کہی اب و یوں و شہزادہ کال  
 کچھ کافور و شہزادہ کال  
 نام و نسب سے قریح اور کال  
 روق ہادی ذات سے نام و نسب

۵۷۲  
 پہلو سب احم میں کہ جب کہ پہلو  
 جب نام کے قریح و شہزادہ کال  
 پہلو سب احم میں کہ جب کہ پہلو  
 دو وقت کہ پہلو سب احم میں کہ پہلو  
 پہلو سب احم میں کہ جب کہ پہلو  
 قریح ہادی ذات سے نام و نسب



جھوٹا کدو کہ تھوڑا دیر پہلے  
 جیسے بڑا ختم تین دن پہلے کا دودھ  
 یوں ہے بڑا غصیدہ بڑا غصہ  
 آواز دھواں سے ہوئی پیر کا وہ آواز  
 کہ میں تھوڑے توں کے حق سے یہ بڑا بڑا  
 دوبرسات سورہہ الجحیم کے آئے ہیں  
 جھوٹا کدو کہ تھوڑا دیر پہلے  
 جیسے بڑا ختم تین دن پہلے کا دودھ  
 یوں ہے بڑا غصیدہ بڑا غصہ  
 آواز دھواں سے ہوئی پیر کا وہ آواز  
 کہ میں تھوڑے توں کے حق سے یہ بڑا بڑا  
 دوبرسات سورہہ الجحیم کے آئے ہیں

اے سب تجی مہ عذاب کو چن کر کیا  
 حقہ دہم نہ فہم سب کو جو حکم کیا  
 گزراں کے پتے کو نہ زبرد کیا  
 شش کو اسنے ظالم ربان کیا  
 سہا یہ کرش اسکا کم سب تم کو کیا  
 حکایت یہ کلی کہ تو ہم شہید کر گیا  
 کہ ہم شہید کر گیا

کے اے جلال میں اسے چن کر کیا  
 فاقے میں نہ زور دے کر تیرے چن کر کیا  
 بوں اس کے قریب نہ ہو کر کیا  
 بھل کر دریں فاقے میں نہ ہو کر کیا  
 دہلا کر یہ وہ دشمن ہیں وہ افکار کیا  
 کہ نہ لگا تو جا کر کیا ایک وار کیا

جہلا اے ان سہرے میں سہیل کیا  
 اک اک دے کر تیرے قریب کیا  
 اس کے حق پر غرور کیا  
 اسے نہ پارسہ کیا  
 بلکہ تو کہ نہ ہم نہ تیرے کیا  
 ہم کی فتح ہو تو یہ نیست ہم کیا

چلاؤ اے عجب تو تو تیرے کیا  
 ہواں تو اس کے سب سے کیا  
 جی نکلی کے گزشتہ یہ تو کیا  
 جیسے فلک پہاڑ کے ہر جانب کیا  
 دہون یہ وہ تو ہم درشت صفت تھا  
 اوست کی وجہ یہ تھی کہ ملے گی صفت تھا

علم کیا نام سلیمان و قاری نے  
 یاسر الریاح کہلائے ہوانے  
 غیر کج کو یاد کیا فدو الفقار نے  
 دیکھا صفیں کو نسبت پیر و گلانے  
 اور دلا دیکھ کے کہ ابد وال باغ و  
 ان کی زین دہلے اعلیٰ جہان میں

یہ ان میں پینہم فوت کی  
 یہاں کو میں کہ درجوں رستے کی  
 ہر فرد ہمارے کی گر کہ کھڑے کی  
 اعدا کی پشت میں نگہ کھڑے کی  
 کہ دن بلب تیرے وال کھینچے کی  
 دلا کہ کے سر دینہ میں کھینچے کی

سار اگر تو بوی نہیں سیر ہوا  
 بل پہم ہر باب ہونی میں کھینچ  
 حکمرانی کے کو کہ ظلم میں کھینچ  
 اور زوی بر سر اجل میرا کھینچ  
 بجائے تھرتھرت نکال دیا کھینچ  
 کہ تھرتھرت کو کہ چارے کھینچ

و اما ابن نہ صاف ام کا قلم کیا  
 بہ ہر فرد نے خراب صفت میں کیا  
 اس میں کہ نہ موت کا پیر و کیا  
 برہمنی ہر فرد نے قلم میں کیا  
 دست و بدن جن میں کہ قلم میں کیا  
 یہی کہ بلبل تھا قلم اور پھر قلم

نہ نہیں ہم کو ہمارے حق کیا  
 کیا بولتا تھا جس میں طوطی دلفریبا  
 دل لال اور دلالت اسلام نہ فرما  
 ہر کہ کو آیا بیل سے نہ ہزار بار  
 دل ہر ملک کا اسے نہ کو نہ ظا  
 طوطی کے ساتھ ایسے ہی بولتے گا

تم کو اس شہ پر خط نہ تھا  
 بڑھ کر کی بیت کا بی تو نہ تھا  
 فرہین کے شہ باغی و قلعہ  
 دوزخ و نقاریں پر تھی دشمن کی بار  
 سر کو نہ ملے تیغ سے اسلام دیر نہ تھا  
 کیا کی نہ زشت میں نہ راہ نہ تھا

ہم اس سر سے زخموں میں آگاہ ہم  
 و تیرے بھائیوں کو ہم دوستی ہم  
 دنیا بچی یوں نہ کہ دوستی ہم  
 پیالہ اس روش سے کہ نہ  
 سر قلعہ نہ تیغ امام اوراق سے  
 بت کہتے تھا کہ کچھ حقائق سے

ہم کہ اس سر سے زخموں میں آگاہ ہم  
 یہ تیغ تو دھماکتی تھی میں یہاں  
 تو میری ہلاکت کا تھا ظلم و حال  
 جس طرح دل زمینوں کی کھلی میں یہاں  
 تھی اس سے کہ تیغ یہ روش یہاں  
 ہوتا تھا یہاں وہ جابرانہ یہاں

۱۰۹  
 کفر میں یوں کہ ہر ایک کو حق  
 ہر ایک کو حق اور ہر ایک کو حق  
 ہر ایک کو حق اور ہر ایک کو حق  
 ہر ایک کو حق اور ہر ایک کو حق  
 ہر ایک کو حق اور ہر ایک کو حق

سید دو غم را ز غم یاد و غم  
ز دلایل شاد و کایا بر دو غم  
هر بار چو آید سینه تاج بر دو غم  
بسته پیش دل و دل بر دو غم  
دل غیب از کجاست کی از غم  
کمی طعم بوی گل و ده نیست بخت با غم

اگر کاہل علم پرستی کی بیابان گشت  
پسیم را بہ الہیہ الاطہر و  
پستہ راہ اسچہ چل تہا بنی غافلانچہ  
مستحقان کون بران کی تیرینہ دیوں  
پیدا ہوا کی غافلوں کا غفل بہینچہ  
ہم را بہ اہم کی غفلت ہے کہ

اس سے کہتی ہیں وہ اس دنیا میں ہیں  
 چھ مہینہ تک وہ لوگ تم سے دور کی زبان بھڑکا  
 بھڑکی زبان کی تیر زبان بھڑکا  
 چھ مہینہ اس سے تو کچھ دور زبان بھڑکا  
 اک بڑی جی تم تو فکرت کے لئے نکلی  
 اسے تھوڑا دھارہ کی تیر جی

اے خیال ساریہ سے پہلے جو تھے تیری  
 دُور سے نہ آیا درود دل چاک سے تیری  
 یہاں کہ تو فوج و عسکریاں دم لہا د  
 وہ زندہ اور میر مرده تو شوقِ نام نہ  
 ہمارے ہاتھ تو تیری موتِ اُغیاث  
 ہنسیلا میر مرده کو ہوا موتِ اُغیاث  
 زہرِ بغیرِ ہاتھ کی تھی اور موتِ اُغیاث  
 جلائے صفِ قتلِ کل موتِ اُغیاث  
 میرانِ تیغِ نابِ حیدر کے ہاتھ تھے  
 میدانِ جنگِ تیغِ دو بیڑ کے ہاتھ تھے  
 ناگاہ آفتابِ شمس کی نظر پھڑکی  
 دیکھا کہ عینِ وعدہ وفا کی تھی گھڑکی  
 جگرِ اشتیاق میں شمر گاہ تھی گھڑکی  
 وہمِ خدائے شوق میں آئے نہ بن تھی  
 کیا حق تیغ کو تھا مزاجِ ادا میں  
 مگر غلڑکی اور در کے تھی نیام میں



۱۰۱

ایہ بیان کرتے ہیں ارباب اعتبار  
فائقین یقین دوزوں کی کھجی جو کھانا  
گوشت بہ طور قورن کا جسم زخم دار  
اک ساعت ابن شیر غزل کی کیا تم  
گیمو کھاتے تھے قباہی عوام کی  
کھانے زبان کے قورن تھے پیر کی

۱۰۲

اگرچہ اس بھانکا بیان و استنباط  
شبیوں کے کچھ پتوں کی فکر کو  
میرکوں کی صفوں سے بڑھایا گیا  
بوجھ کی لٹائی پرست غیبیہ کہ  
پیشہ پہلے بچوں سے صحت بخلائی  
ادراک پھر اگر اخف مرتبہ کی

۱۰۳

وہ وہ بھل پڑت کی وہ بھلائی  
وہ وہ بھلائی کہ وہ بھلائی  
وہ وہ بھلائی کہ وہ بھلائی  
وہ وہ بھلائی کہ وہ بھلائی  
وہ وہ بھلائی کہ وہ بھلائی  
وہ وہ بھلائی کہ وہ بھلائی

۱۰۴

وہ وہ بھلائی کہ وہ بھلائی  
وہ وہ بھلائی کہ وہ بھلائی  
وہ وہ بھلائی کہ وہ بھلائی  
وہ وہ بھلائی کہ وہ بھلائی  
وہ وہ بھلائی کہ وہ بھلائی  
وہ وہ بھلائی کہ وہ بھلائی

کھتے ہیں یہ مہربان بھائیوں میں تیر نام  
 اک عالم ان کے علم میں تھا بد و نیک نام  
 اس علم میں نہ تیر نہیں کا تھا وہ مقام  
 سزاوار اس بنی کو وہ تھا تھا جس مقام  
 فخر کو خاک میں نہ ری ملتا تھا  
 بنو تو قتل کرتا تھا خالق جل جلالہ تھا  
 اک دفعہ نگل کے لیا اچھا نگل  
 اک ترے جل کے غم یہ غراب تار  
 اک بار زندہ دفن کیا پاکے خاکسار  
 میں علم ز فتنے قتل کیا ان کو سات بار  
 ان سات حادثوں سے شرف میں گئے  
 بھیجیں اور وہ علم کے بار میں ہو گئے  
 بنی کوئی نہ پتہ تھا یہاں رہی  
 اک پہاڑی پہاڑی تیر و سنل رہی  
 غم نہ تھا کہ قتل سے نہ پاں رہی  
 رخ سے خیال موت میں شادی ہو گئی  
 اچھڑے کلکتہ ہو رہے تھنہ کی  
 پھر از وہاں سناں کی کھی بود جانم کی  
 یہ فطرت حیات بوقت سن غلام کی  
 حکم کے پاس جا کے یہ کو قرار کیا  
 زندہ کی کو تیر بلجی بہت نہ بجا کیا  
 سحرنا سنو کہ کہم بار بار کیا  
 ارباب کسرت عالم چاہو وہ چاہو  
 خانہ بنی کی تدریج وادار کیا  
 سحرنا سنو کہ کہم بار بار کیا

۳۸۶

عقل  
 بجاؤ اس قدر ہے کہ ہاں  
 جس وقت کہ وہ میں نے دیکھا  
 باقی کا جی بار کھو نام کہ نشان  
 تیوں سے قیسم کیم یاد کن کہ  
 رہا ہے تو نہ وقت نہ خوش و فغان

عالم کو گئے اسے بھلی میں دیکھ  
 مجھ کا دن تھا ماہِ ابرا کی دھم تھی  
 تیوں سے پیر پیر بوا کی پیر  
 میرا خستہ پلکے کہ فکریا یاد آئے  
 اپنے تھا در خط میں بندہ کہ آج  
 بابِ عدو کہ ظلم و ستم پناہ

آئی نہ کہ مجھ کو ایسا نہیں  
 تیوں کی فہم میں تھیں تو ان میں  
 کہ غرق ہاں نہیں مگر بعد ہاں میں  
 قابل اس اتقان کہ میں شہ جانی  
 دوست تو اب مجھ کی ہے درد کھو گیا  
 یں تو قیصر خطِ نجاست ہے تو گیا

زندہ ہوا میں دفن رہ کر دکھ میں  
 مجھ کی یہ فرق نہ آتے رہیں  
 تیوں کی کہ آج سے نہ بافتا میں  
 حق نہ لک میں یہ گریہ نہ میں  
 میں جانتا ہوں کیا کہ مراد ہے جانتا  
 دل سے زیادہ خالق عادل جانتا

۱۱۳  
 مری نیکو نامہ جو عیاں سب کا حال ہے  
 بندے کمال عشق الہی حال ہے  
 یہ حادہ و اٹھاسے کوئی کیا حال ہے  
 بہر حال ہمارے خاتمہ کا کیا حال ہے  
 جس کو میں شغف سے تجھے نہ دیکھتا  
 یل عمر تو کو کلام ہے میرے حسین کا

۱۱۴  
 انسان کیا ملک نہیں بل بلبل  
 یہ جو جسم اس میں نہ سرور پڑا  
 دیر کو وہ درخت نہ پورا شدت لایا  
 وہاں حسین سا تو دیر نہ کم کھایا  
 ماسخ و کمر بلبل کا مرقع دکھایا  
 ماسخ و کمر بلبل کا مرقع دکھایا

۱۱۵  
 یوں حال پر حسین کے رویا وہ نادار  
 ان جہلوں سے وہی بہت چکا زار  
 تیغوں کے گھاؤ پر پوری آنکھیں  
 جس التیام الگ سبب نہ تم کیا  
 یہ زخم کیا تھوڑے کیسے کو تھے ہیں  
 جتنے مرقع بین ہیں یوں رہیں ہیں

۱۱۶  
 اب یہ زیادہ پیش رو نکلتا تھا  
 حق توں سے تڑپ کے بوجھیں تھام  
 وہ زخم کھل رہے ہیں تھامے نام  
 متعین فقط وہاں تھیں بیاں تو ہیں نام  
 ستر تھیں اگر وہ وہاں نہ تھیں تو ہیں نام  
 ہر تہہ پہن کی رت خراب انہی نام

عالم

بڑھیں عالم فقیہ جسم بے دوا نہ تھا  
پیدا ہوا جی تھی روزگار وہ پختہ تھا  
نہ نہایتیں کوئی پختہ نہ تھا  
بچہ بچہ کے ہاتھ نہ پختہ نہ تھا  
کے بچہ میں تھی نہ پختہ نہ تھا  
یہ خاک نہیں چاہتا کہ پختہ نہ تھا

عالم

ان حادثوں میں نہیں پختہ نہ تھا  
ظلم کو تو تروں کا دورہ نہ تھا  
مغربیوں میں پختہ نہ تھا  
مغربیوں میں پختہ نہ تھا  
مغربیوں میں پختہ نہ تھا  
مغربیوں میں پختہ نہ تھا

عالم

وہ مومنوں کی تہذیب و تربیت  
وہ مومنوں کی تہذیب و تربیت  
وہ مومنوں کی تہذیب و تربیت  
وہ مومنوں کی تہذیب و تربیت  
وہ مومنوں کی تہذیب و تربیت  
وہ مومنوں کی تہذیب و تربیت

عالم

جہاں کاتبہ کے بنے ہوئے ہیں  
پختہ ہیں جہاں اور ہیں  
والہ کاتبہ کے بنے ہوئے ہیں  
پختہ ہیں جہاں اور ہیں  
والہ کاتبہ کے بنے ہوئے ہیں  
پختہ ہیں جہاں اور ہیں

۱۲۱  
 ہاتھ کر وہ مجھ کی زینت بن اگوا  
 جس غل سے سینہ سے دام صیبتا  
 اکسم کہ جہیز کرتے تھے اکھوتہ  
 بیٹھلا تھا ایک بابوں تو میں تھا ایک  
 کہ چھوٹے چھوٹے بچے گلہابی علم تھا  
 کہ کورہ نکالے تو میں پیکر جاہم تھا

۱۲۲  
 دوری بلکے اور گری و شمع  
 روک کر سینہ میں اور اخی  
 شوق بولے کا تو انابی  
 پر لب بولے گئے تھے ایسی  
 اس میں سے مرے بہن پر جاہ کی  
 غم کی فواہی رسالت پشام کی

۱۲۳  
 رہا جو خوش بو لگی چیمپ کا دلہم  
 اتنی بہن بواب دوید کا دلہم  
 غم الف کا دلہم پیکر کا دلہم  
 سب جانی جہیز بانی الف کا دلہم  
 بیٹھلا چھوٹے کم سے تین تہا ہے  
 کہ تو میں خاندان رسالت پشام

۱۲۴  
 ان واسطوں سے بالیہ پیکر کا دلہم  
 بچے سے اتنا بولے کہ ہمیشہ پیکر  
 نا فانی نے دی تھی ایسی وقت کی ہم  
 بہ کم میں ہوا کا پھر تھی تو نے کم  
 یار کہ کیا کریں میں ظالم تھے ہیں  
 کہ کہیں سہا ہے میں ہوا کا پھر ہیں

اس میں کلام ہے چنانچہ پوچھ گچھ  
 بیاہیں گے یہی حال ہے نہ یہ پوچھ گچھ  
 چھوٹی ہے فقیر کی قسمت اور گچی  
 اہم ہوتی ہیں بزرگوں کے سب عمر گچی  
 اس لئے ہم بھی پائے زبان بند ہو گئی  
 زینت کے خاک کا چھوٹا نم ہو گئی

پتھر کی کہ نہ چھوٹا نہ بڑا  
 جہاں کو چلے گا وہیں چلے گا  
 جسے ہم کو درد ہے کھردہ بننا  
 بسپا تم کو تہہ بہ تہہ بننا  
 بیوی کے سر سے بدن کی جھینٹ  
 جھوٹی ہے یہ فیسیب بدن کی جھینٹ

انتہی تازہ نہ ہے اس کی جھلک  
 انتہی ہی ہے اس کی جھلک  
 لیکن نہ اس جھلک کی زینت ہو جھلک  
 نہ کہ اس میں ترقی الوقت ہو جھلک  
 زینت جھلک ہے جو جھلک جھلک ہو  
 اب تو گئے ہیں جھلک کے بایں حال

جو دوسرا ہے وہ کچھ سے لگا چکیں  
 الفت دکھا چکیں اسے کھلوا چکیں  
 چنانچہ جن جس سے وہ کچھ لیا چکیں  
 اب اور کیا ارد ہے وہ کھلوا چکیں  
 عزت کہاں گئی ہے ذرا دیر لیا چکیں  
 گھر کے پتھر در در کا دان لیا چکیں

وہ بولے غم سے ایک کیم غم نہیں ہوا  
 جھکے نہیں تجھ سے کہ کس پر تو فیاض  
 موت آیا نہ بھوکا لگا لیں یہ شوق  
 بہرے سے ہاتھ اٹھائیں میں حق  
 سر اڑاؤں کہ کس دل جھل غم کی  
 کہوں بھائی کس احس ہے جو میں کی  
 یہ کہ یہ غم کا وہ ترنم کی  
 یوں جو رسم کا وہ پیر سے کی  
 دست جفت میں تجرید اختیار کی  
 تا عمرش فنا کی صمد قبول کی  
 کیا دیکھی ہے کس کے وہ غم آج  
 قوی ہو رہا ہے نہ نال پر غم حین  
 اب غن میں غم تو قیامت ہے اور کیا  
 یہ غم ہے کہ عین کہ امت ہے اور کیا  
 تم سے کیا کیونکہ نہ امت ہے اور کیا  
 بل صا حب الزباں کی امت ہے اور کیا  
 کہ وہ دن کہ مہدی دین کا ہو  
 روشن ہو دین کی کہ غم وہ ہو  
 ہم رہے دین کی کہ غم وہ ہو  
 زیب کا عجیب کا رخا نہ دیکھا  
 کس کا غنیاں ہاں نہ زما نہ دیکھا  
 برسوں رہا جن کے سر پہ تیرا زریں  
 تربت پہ نہ ان کی شامیہ نہ دیکھا



دُعا

ہاں کہہ مجب یان سرور سالان دیکھا

میں امرا طلب زربختے ہیں

دُعا

دنیا نڈال ہے جلتے آرائشیں

دُعا

یاران گزشتہ کی خوفناک نہیں

۲۵۰

بقابل اور ادبار کو کیاں دیکھا

جب کہ کی طرح کونمکتے ہیں

گوارہ بجز گردش ایام نہیں

یہ ہے کہ کہ اب اثر خالق نہیں

دنیا میں خیال میں ہو کہ کس کی نہیں

بچہ ہیں یہ لوگ تراز کیوں

کہ کھول میں پیری دیباہی کہ

بچوں کی کیا خاک ہنر مندوں کو

ہم نہ تو بوجب قواب پریشان دیکھا

ساحل سوا جہر اودھو لکھتے ہیں

بھونکے بوجب صبح نہیں شام نہیں

سپہاں نہ تھے قہر ہنر خاکی نہیں

نسخہ - خطا

دوسری دفعی غائب بہت قہر مہربان  
 لایعجب اور تعجب اور ہی نہ کہیں  
 پہچان دینی کہ تو دیکھو کہ کہاں  
 ہو چکا وہ اس گھر کی ہیں کہ ان کو ملے  
 وہ جلی میں ایسے جیسے تو نہ آئیں  
 بلکہ صاف کہہ دیا کہ خداوند آپ ہیں

مگر غور یہی صاحب یہ پیغام  
 لے کر شام کو دینے مرا تو کلام  
 سننے ہی اس کلام کے وہ کلام  
 مست ہوئی انھیں کہ اس قدر غلام  
 اتفاق میں بھی دینی تو آپ سے ہیں  
 فادہ تو اسے نام اجاڑ دیتے ہیں

میں کئی دفعی ہر اک میں غلام  
 فرمایا السلام علیکم السلام  
 بس نہ دیا جواب سلام کرتے  
 ہنسنے کہ السلام علیکم السلام  
 آگاہ ہو کہ دین کی اصلاح  
 اس وقت میں رسول خدا کا ہوا

کہ یہ سچا کہو علی کا شجرہ زریعہ  
 اور غار میں بی کھو وہی چوہا  
 بگڑا کی ہم اب وہاں سے نہ ملے گا  
 درنہ گم بنا کھی برہنہ مہر  
 کس رخ کی خواہ وہ نہ کہ جواب  
 اھ صاحب کہتے ہو گے یہاں تو ہیں

۱۳۹۲  
 ہم تو بیدار ہیں مگر کھٹے ہیں  
 جہاں فیہیں کہہ دیکھو یہاں کی  
 بھڑکتے ہو گئے کل میریں وہ قمر قواہ  
 جو سگڑا کی آپ کی ہیں پستخدا گواہ  
 کیا تھو تو ایک وصف بھی ہاں ہے  
 ہر بات قوت ہے کہ خدا کی زبان ہو  
 بھلا کہتے ہیں ہم نے ان سے کیا سوال  
 آہ تے جاتے جاتے ہیں یہاں کی  
 یہ تو اب ہی ہے نظم کو داہ سال  
 دیکھو کہ ہر روز پچھلے غنیمت حال  
 میں ایک بار سال میں پیدا ہوتے ہیں  
 کہیں وہ غریب سے ہمیں دے دیں  
 بیچارہ اگر کا بندہ ہے کہ نہیں نام  
 مظلومیت کا اس سے ازل سے ہوا نام  
 دنیا بچا تک تو چون سے رہتی ہو شام  
 ہر یک دم کہ آیا خوشی ہو گئی تو ام  
 دل جانتا ہے جیسے کہ ہر گز دستے  
 روایتی ہے کہ میں کو دیہاتی کہتے ہیں  
 خود ان تو عین قوابیل کہ نہیں ہیں  
 ہم ان سے کہ شریف ہاں تو کہتے ہیں  
 زمانہ وہاں جلال یہ کہہ سکتے ہیں  
 جاکر کہ اس زمانہ میں تو ہر تہاں ہیں  
 سماں فلک پھر غرا ہے تو دیکھو  
 دنیا میں یہ کہتے ہیں کہ ہر تہاں ہیں

۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



حاصل

فرمایاں محبوب کی تیریں نجات ہے  
 یہ جو ہے ایسی موت تو تانا باجات ہے  
 نانا بھلا ہے آپ کے رنے کی بات ہے  
 وہم تو توں میں یہ کو تو اور ثابت ہے  
 وادہ اسے تیرے دل کے ہم کام آئے  
 مریں بیان دیکھ اچھیں بہنو آئے

حاصل

اب عرف ہے یہ بل عمر کی بنائیں  
 یہ قول ہے حریف کا شہو کیا ہیں  
 کو کشت ہے تیرا غم بجا کے فوجیں  
 کہ ہے یہ علم باہر بیان کر رہیں  
 نہ غم بھری نہ شہر شریف ہے  
 اچھا بکھن تیرا دار حریف ہے

حاصل

توڑیں آگ تیرے گلیاں پائیں  
 سب صورتوں سے تیرے کی پائیں  
 کہ نہ زین پر ہے تو اس پائیں  
 گنتی میں اٹھ سات ہیں پر فوج پائیں  
 نہ تو دراز ہیں یہ کہ بہ پائیں  
 توڑیں کہ توڑوں کہ یہ کہ پائیں

حاصل

اس انکس میں جو ہیں فوج نہ لایا  
 دل کی صفائی کی فوج لایا  
 عفو خطا رضا سے قدر قرب سے  
 علم کا حصول شفاء سے فوج لایا  
 کہ اس انداز میں تم کو لایا  
 اس کی پیروی کی کو حیرت مر لایا

صاحب کسفت کا تھیں دست و پا ہیں  
 دل حب با بیت سے ممت و جا ہیں  
 کہ سوہیلی کے سینے میں نہ سو جا ہیں  
 ہر ایک دروگہ کو تو حاشا نہیں  
 دو کہ تو اب دروگہ تو جا ہیں  
 کل تو نہ ہو ادا کلام آج کو جا ہیں  
 کہ بڑھائی ہوئی ہے گلہ و غبار کی  
 دنیا کا رخ گھٹ چکے حب کی جا ہیں  
 پیری میں آرزو ہے صحرایں لڑائی  
 یہاں تو ہو نہیں سگ شہاب کی  
 قہر کے لکھے سے تیرا حال ہے  
 حق و جوان پیر کلاں کی جا ہیں  
 جوت کریم باغ میں پڑی تو لعل  
 شوق کا ہر تیرا رخ حال ہمیں لعل  
 صبر و وفا تو دل کے دل توں  
 اگر تو دل ہی توں ہے دل توں  
 ہر ایک جہانیت سے تر لعل  
 غنا کو کیا ملا ہے دل توں کے لعل  
 سلم و قوت توں نے جو کیا مال  
 لم تر جب پہنچیں تو ایک قوت مال  
 یگانہ کی حسین کی قوت مال  
 تیرے کسی کی اس قوت کی مال  
 جب لا لہ کو توں ہر لہ مال  
 کہ لا لہ قوت از تیرے قوت مال

حال گزشتہ نگاہ نہ کیا چھوڑ کر کیا ہوا  
 جبکہ میں پھر نہ کوئی آشنا ہوا  
 دریا میں بولانا وہ قطرہ جبار ہوا  
 لازم ہے اپنی فکر پورا پورا ہوا  
 کشتی میں اس علم کے سوا اب ہوا  
 جب ابھلے حسین قونیہ کی کیا ہوا  
 دنیا اسی علم کے لئے برقرار ہے  
 ان مجلسوں پہ سایہ پور درگاہ  
 اب ہونے کو نہ تیں کیا انتظار ہے  
 روح غیب فاطمہ امیدوار ہے  
 قریب اب سے سائنے زمانہ ہے  
 قانون غفلت تمام رچ کر چکیں  
 کھلاؤں اب مرقع کھلا کر کہا  
 ہزار کو بناؤں میں زور کہا  
 جس پر ہیں یوسف بازار کہا  
 شہنشاہ اب قافہ لار کہا  
 ہندو کی جگہ دہلیہ دہلیہ  
 ہے جو ہیں تم تہذیب و تمدن  
 شہنشاہی گردن بہ پہنچا  
 زینت پر پہنچا پہنچا  
 تم کوئی محبت نہیں تو کوئی  
 پہنچا پہنچا پہنچا  
 اس انجمن میں جو تہذیب  
 پہنچا پہنچا پہنچا



RE

ملفوظ پیرائے کبریا بر سر صاحب اکبر  
 ملاقات کراچی بندہ یزدان مست و عاشق  
 منتظر بہارِ گل کی بہارِ گلزار  
 عہدِ شہِ عالم کی دولت و تاجدار  
 حاضر ہیں زینِ پادشاہی کعبہ و خیمین  
 ۱۲۴۹

P.

۲۴  
 جمع الاول ایام حال شد نشان که لایق  
 آواز شست و بخت نه نظر که دست  
 که بپایان پیران فکر شد بهیچ  
 من که بمرکز پیران رسید بر خاست  
 روشنی و قافیه اسرار علیا  
 چاروی و حرف کوثر فصل علیا

RE

پہلے کہ وہ شخص کلمہ شہادت قائم  
 کرتا اور ایک ایک سے پہلے پڑھتا رہتا رہے  
 یہ فتح میں ظفروں میں پڑا رہا  
 میں صبر میں پڑا رہا میں غم میں رہا  
 تم کہہ سکتے غائب الف کا پیر ہے  
 جو جہاد اختیار کرنا اختیار ہے

9

۱۔ اے خداوند عالم! میں نے تجھے سب سے پہلے  
 سجدہ کیا اور تجھ سے دعا کی کہ میری اس  
 کتاب کو سب سے بہتر اور سب سے زیادہ  
 اعلیٰ اور اتم قرار دے اور اسے سب سے  
 زیادہ اعلیٰ اور اتم قرار دے اور اسے  
 سب سے زیادہ اعلیٰ اور اتم قرار دے

۱۳۲۳ پوچھا غفر کی تیرا خاتمہ کی تیرا  
 کی غرض تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۲۴ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۲۵ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۲۶ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۲۷ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۲۸ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۲۹ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۳۰ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۳۱ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۳۲ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۳۳ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۳۴ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۳۵ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۳۶ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۳۷ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۳۸ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۳۹ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا  
 ۱۳۴۰ غرض کی تیرا کیم کی تیرا حال کی تیرا

سب پنج خبر میرا اٹھانا تو تھی  
 بندھوانا ریمان سے شانا تو تھی  
 جالب سے کہ دو کھٹن جانا تو تھی  
 اور تیرا نہ فاقہ میں کھانا تو تھی  
 کہ دریک سے یہ وصیت ہو تو  
 یہی کہ تو جنت میں امت ہو تو

باقی رہا جو میرا ہے رستا دیا  
 اب دیکھتا کہ اسیوں کو بھڑا دیا  
 ان جی نہ کی زبان سے اور کھڑا دیا  
 تیروں کھینچ نہ تھی میرا جم دیا  
 یہ جو غن کر چکا تو پست کے جم دیا

اُس وقت یہ قضا و قدر کی راہ تھی  
 مولانا پہنچ میرا کہ بلا راہ تھی  
 حضرت یحییٰ قائم اکمل عبادت تھی  
 فتح و غفلت کی دل چاہی بر ملا تھی  
 ان کو اگر آواز و روضہ داد دیکھے  
 پہلے جو کسے کہ کلا شاد دیکھے

مہادی نہ قصید چلی ہرست ہی کا کیا  
 نہ آیا جہاں کہ ترصیل فوج اشیا  
 سب اُتوں پہ تم چھرا نے شکر دیا  
 بارہوی تھا رہا ہے سلطان انبیا  
 تم کو کہتے وہاں بہرہ ہم کہتے  
 اٹھو کہ کس کے یوں میں تیرا کہتے

خیر الہ نام خیر الہ نام خیر الہ نام  
 جہیز اگر ہوں اور میرا الدین  
 علم ان داد ادا جان حسن بازو حیدر  
 جھگڑا یہ وہ چاہو نہ تھوڑے تھوڑے  
 شائستہ عبدالموسے کو شرف کی تھوڑے  
 انعام کے حق سے نہ حال چاہوں

۵۶  
 قریب کے سر میں نہ رہا نہیں ہی  
 قابل نہیں میں پانی کے اچھا نہ پانی  
 عصیان میں نہیں ہوں بے امنی کی  
 پیو تجربہ میں نے بھی تو ایسا نہیں ہی  
 بہر میں ہوں تو تباہوں کہ تقصیر کی  
 پورے ہوتے ہیں کہ ثابت خطا ہوتی

۵۷  
 کچھ کیوں نہیں ہم کے قابل ہوں یا نہیں  
 تو عینہ و الجبال کا قافل ہوں یا نہیں  
 یکسٹاں بابا نہیں ہوں میں قافل یا نہیں  
 فاقے سے روئیوں سے میں قافل یا نہیں  
 بہا دی نہیں ہی کا فاقہ اس کی کیا نہیں  
 وہاں نہ جھگڑا نہیں سپاسا نہیں

۵۸  
 جہاں فاقہ نہ رہے وہاں کسرا ہوں  
 قریب سے قریب رہا وہ قریب ہوں  
 فاقے کی جگہ جو عینہ نہ رہا وہاں  
 جہاں وہاں کہ شریف وہ قریب ہوں  
 کہہ دو جہاں کہیں وہ قریب ہوں  
 جس جگہ کی فاقہ ہوں وہاں ہوں

۵۷۵  
 جو کچھ آفتاب ہیں وہ آسمان تو نہیں  
 دیکھیں جہاں جو جوع دیں ہیں جہاں نہیں  
 باعث ہے کہ وہ درخت پھیراں ہوں میں  
 ہرگز جہاں کا نام خدا خدو نہ جان نہیں  
 دیکھو جو ہر جگہ علی ولی ہوں میں  
 ہاتھ اٹھا کر نہ زبان بی ہوں میں

۵۷۶  
 دامن ہو جاگو شرم نہت وہ پنج ہوں  
 است کی کوئی ہے وہ پورے ہوں  
 اس کھول سے جو پھیرتا اسلام ہوں  
 تو نہیں شہر کی ہادیوں نہ ہوں  
 ہو کر کوئی ہو تو نہ رہا ہوں  
 دل آیت ہے تم نہ کہ حسین ہے

۵۷۷  
 کہ نہیں ہو بہ عرب سے وہ سب سے ہمارے  
 جو کچھ گنباں کی سپینہ ہمارے  
 ہون کے گھر میں جس خور نہ ہمارے  
 پیادوں کا خلاصہ قید نہ ہمارے  
 بہرے لگی ہو کے حلقہ ایمان ہیں  
 منہل ہو جو کچھ تم ہو ملک حسین ہے

۵۷۸  
 روزوں میں اور عیدوں میں تجھے نہ  
 فوٹوں میں میری جہت تو نہیں قناب  
 سب نیلیاں احمد مرسل فلک جناب  
 نظروں میں حسین شہنشاہین تو ہیں  
 اکبر نامہ اور انہیں تو ہوا تو ہیں  
 افسر کچھ ہی بواب ایچ نہ تو ہیں

قرآن ہے ایک ادھر ہے تیری شریعت کی  
 نہ ہاں بھی ایک قاتل پر عین کیا  
 یہ بیچارہ کھنکھاتا ہے مرنے کی  
 یہ کھنکھاتا ہے ایک خدا کا حسین کیا  
 اسے سوا نہیں ہے کوئی بات کم کی

قد موشی کی تیرے موش سپاہ  
 پر نہیں اینتے جہم تھا ایک رو سپاہ  
 وہ کچھ نہ رہا اس نے نہ کچھ نہ رہا  
 وہ کچھ نہ رہا اس نے نہ کچھ نہ رہا  
 اس کا تو وہ بھی رہی ایک عیال ہوا

باقی کی شغل نہیں دریا وہ ڈھلے  
 یہ تھوڑے تھوڑے کچھ ہیں بڑا کچھ  
 تھوڑے تھوڑے کچھ ہیں بڑا کچھ  
 تھوڑے تھوڑے کچھ ہیں بڑا کچھ  
 تھوڑے تھوڑے کچھ ہیں بڑا کچھ

ناگمزدہ سنا ہے کہ پتھر کے  
 یہ ہے عساکر کچھ کچھ تو فشاں ہوا  
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ

۱۲۳  
 خشت گیتی تیغ کوس با جہنم کی  
 پیاد و ج و ج اور وہی سرخندگی  
 ۱۲۴  
 بچھو بوز افغان تفتہ کرم کیا  
 کی عرق و بربت بچی کوں کی  
 ۱۲۵  
 اندری آبرو ی تیغ شمشال  
 شمشیر تیر چو لاکھ غل غل لال  
 ۱۲۶  
 اس سے بھائی بھائی اس سے بھائی  
 برائی صفائی تھی کجائی تھی  
 ۱۲۷  
 کسر لکھ پی تو لکھ کسر لکھی  
 گہر دگہر میند بھوایو کسر لکھی  
 ۱۲۸  
 جھل پڑوں کو غریب لائی تھی پیکر  
 دو کو تھی ادا بھائی ادا بھائی  
 ۱۲۹  
 جہاں کرم کرم کرم کرم کرم کرم  
 کرم کرم کرم کرم کرم کرم کرم  
 ۱۳۰  
 جہاں کرم کرم کرم کرم کرم کرم  
 کرم کرم کرم کرم کرم کرم کرم

کہ تیری بار بار فدا کیا ہے تیری  
 جو فدا نہیں ہو وہ کیا کیا ہے تیری  
 وہ تو تم کو فدا کیا ہے تیری  
 ارادہ حکم و پادشاہ کیا ہے تیری  
 تو سے تو وہ تو وہ تو وہ تو  
 تو یہ کہ وہ تو ہے تو وہ تو  
 مامور علی شرف خاں کا تو  
 قریب دیر تو تو تو تو تو  
 وافر بیان فائدہ دل بہ تو  
 فی تحمید تیغ لڑی تو تو تو  
 یہ تو تو تو تو تو تو تو  
 کہ تو تو تو تو تو تو تو  
 مامور علی شرف خاں کا تو  
 قریب دیر تو تو تو تو تو  
 وافر بیان فائدہ دل بہ تو  
 فی تحمید تیغ لڑی تو تو تو  
 یہ تو تو تو تو تو تو تو  
 کہ تو تو تو تو تو تو تو



ہر مرد بلا تھی شکر اللہ  
 کہ وہ تھا بلا تھی شکر اللہ  
 کہ وہ تھا بلا تھی شکر اللہ  
 کہ وہ تھا بلا تھی شکر اللہ  
 کہ وہ تھا بلا تھی شکر اللہ  
 کہ وہ تھا بلا تھی شکر اللہ

قاری کی قیادت میں  
 قطع نظر سے لے کر  
 قطع نظر سے لے کر  
 قطع نظر سے لے کر  
 قطع نظر سے لے کر  
 قطع نظر سے لے کر

کہ ہر ملک سے  
 کہ ہر ملک سے  
 کہ ہر ملک سے  
 کہ ہر ملک سے  
 کہ ہر ملک سے  
 کہ ہر ملک سے

بہ نام بے نشان  
 بہ نام بے نشان  
 بہ نام بے نشان  
 بہ نام بے نشان  
 بہ نام بے نشان  
 بہ نام بے نشان

۱۱۱  
 ہر قدر تم قدر تم کی قدر ازواج پر  
 اگر ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 ۱۱۲  
 ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 اگر ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 ۱۱۳  
 ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 اگر ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 ۱۱۴  
 ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 اگر ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 ۱۱۵  
 ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 اگر ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 ۱۱۶  
 ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 اگر ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 ۱۱۷  
 ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 اگر ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 ۱۱۸  
 ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 اگر ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 ۱۱۹  
 ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 اگر ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 ۱۲۰  
 ہر قدر تم کی قدر ازواج پر  
 اگر ہر قدر تم کی قدر ازواج پر

فخرت چکاری واد میرا دست خفت  
 رخ و فلز بجلیں قدم پاکی طرت  
 کی جبرئیلہ فرق کہ شہ شہ با طرت  
 برکت کلم شرف تو بدش متعین  
 جو وہ طہا سبب قانی بر خین کا  
 شقائق بول زیادت ہم حین کا

مژدہ دیکھو ہم کا ہلکا وقت  
 ہا وقت ہم کہ ہلکا ہلکا وقت  
 بہشت سال جان کہ ہلکا وقت  
 دہشت اب میں کہ ہلکا وقت  
 پیشت گلے پخت کہ ہلکا وقت  
 یک پیشت لہر کہ ہلکا وقت

میں شوق دنیا میں تین دنوں کی  
 جلائی تھی پہاڑ اک جہاں کی  
 مہر کی تیراں تو میں تم کی  
 موت میں صفت نطق کی ہر کی  
 زنجی کو اس قدر ظالموں نے تو کر کی  
 دافوں کو نہ تم زنجیوں کو نہ کر کی

سب پر بار پہاڑ لکھتے  
 تم کہ سہ تو نہ شہ لکھتے  
 تین لکھ لکھ لکھ لکھ لکھتے  
 کیا لکھ لکھ لکھ لکھ لکھتے  
 تم سے ایک کو نہ لکھ لکھتے  
 اوجوں کی لکھ لکھ لکھ لکھتے



علم جعفر کو ان حبیب خدا کو مان  
 نہ اے کو مان حضرت شہجہ گشت کو مان  
 ہو کہ فقر و فاقہ آں بجا کو مان  
 اپنی رسول زادی کی تو انجان  
 سب بزرگ مرگے بھابھ قیس کے  
 تیرا کوئی نہیں ہے سوا اس عزیز کے

وہ روز نامہ کی کا وہ ہم انیس کا  
 وہ مقرر انا دل کا وہ انا لوں کا  
 کہ نہ ایک ایک ہے یہ کہ ہم اس کا  
 سے غم و اسلم علی اکبر کی پیس کا  
 میری روز کے کیا سے کہ پھوڑا  
 سہرتی کا ہرئی فو سے کہ پھوڑا

بہا یاد وہ مقام کہ خوش ہوئیں  
 پر سے تبیں بے وہ نہ تب گریں  
 کہ نہ تب دل میں نہاں ہے بھریں  
 نہ تب یہ حال دیکھتی ہے اور کہیں  
 ناخموں کو نہ بیان نہ کرے کا پھوڑا  
 یہ سب ہو کہ خوش ہو افت کا پھوڑا

ہم جو ادا کر گئی نہیں یہ بہن بہن  
 عاشق بہن حسین کی شہر بہن بہن  
 بھو میں ہا ہے پیس میں چل چل بہن  
 بھو کہ میں کہ میں یہ مری حسن بہن  
 قاتل چار آگے بھی یہ ہا ہے ہا ہی  
 شہر ہے بے نہاں علی اکبر کی ہا ہی

لا تم تپاں بھائی کے آگے آئے  
 زہنوں سے جھٹکے آگے آئے  
 پونا کے بہن کو پیہ پوچھو غنی بھائی  
 ہر دس میں پچھڑے میں آگے آئے  
 لا تم ٹنگے سے لڑاؤں تو تنہا  
 کہ کھڑے رہنے دل لڑاؤں تو تنہا  
 یہ کشتہ کشتہ ہوئی دم آدھائی  
 کہ کھڑے رہنے دل لڑاؤں تو تنہا  
 لا تم ٹنگے سے لڑاؤں تو تنہا  
 کہ کھڑے رہنے دل لڑاؤں تو تنہا  
 یہ کشتہ کشتہ ہوئی دم آدھائی  
 کہ کھڑے رہنے دل لڑاؤں تو تنہا

ناظروں نے غلط فہمی میں مبتلا کیا  
 اب کیا یوں دیکھ کر کہ اس کی کیا  
 بہت غلط فہمی میں مبتلا کیا  
 اب کیا یوں دیکھ کر کہ اس کی کیا

بے غمی  
 السلام خدا شریک حال اپنا ہے  
 کہ یہ بھی ہے عجاظ اور کلام  
 دین میں بھی حکم حلال اپنا ہے

بے غمی  
 اب برقی گمشتی کیا ہے  
 اب کچھ کہ یہ درستی کیا ہے  
 اب برقی گمشتی کیا ہے

بے غمی  
 اب کچھ کہ یہ درستی کیا ہے  
 اب کچھ کہ یہ درستی کیا ہے  
 اب کچھ کہ یہ درستی کیا ہے

جب ہم قلم نہیں لے کر نہیں دانداز  
 عیاں ہوا کہ جس سے لایع شکرت  
 کہ نہیں کریں نہ کہ ارمان دل باریک  
 رس مولا مرسل سلطان حسن ملک  
 شان حق و وفات قدرت باری بیک  
 جہ و گو مراد حق کی سواری بیک

قن و درخشاں سیرت و تہذیب  
 قن و سعادت و سعادت و تہذیب  
 جہ و سعادت و سعادت و تہذیب  
 جہ و سعادت و سعادت و تہذیب  
 جہ و سعادت و سعادت و تہذیب  
 جہ و سعادت و سعادت و تہذیب

میری صف میں شین و شین  
 شین و شین و شین و شین  
 شین و شین و شین و شین  
 شین و شین و شین و شین  
 شین و شین و شین و شین  
 شین و شین و شین و شین

میری جانی کی المراء سواری  
 سواری و سواری و سواری  
 سواری و سواری و سواری  
 سواری و سواری و سواری  
 سواری و سواری و سواری  
 سواری و سواری و سواری



جن کو دی میں دیکھ کر بھلائی  
 طعن سے غرنا دل کو چلائی  
 چننے کے لئے دل کو چھین لیا  
 دہن پر کوششوں کو اڑا لیا  
 یہ نہ سمجھتا تھا کہ میں اب بڑا  
 تان و سن کا نر تو نہیں چاہتا  
 چھیناں اٹھ کر جو گریہ پڑا  
 پیچ میں تھا اس کے سر پڑا  
 گھر پر نام زیب بے برابر  
 پردہ تلک اٹھانے کو لگا  
 دل نہ تھی تھلاہٹ تھی تیرا  
 کریم کے ہمراہ رہا تھی بچپن  
 کئی قاتل کیم بکری کی بانی  
 وہاں کا بھیت چور سے اوار  
 دلی اس پیدہ کی میں زرب کبھی  
 یہ نہ تھا علم کہ شادی میں ہوئی بڑی  
 گھر گھر دانا بیکرین نہ تیرا  
 پیدہ کے تحت یہ فوشا کا لاشا  
 شکر آسودات کا نہ چاہا  
 اور موت ہو نہ سے نہ تیرا  
 اور ازل کا تمیر کیا تیرا  
 من گھڑا کیا بھلا کہ تیرا  
 خوف وہو ہو کہ اب وہ کی فلم  
 کہ تیرا کہے ال بھلا کی فلم

سند ارستہ کی سبب سے  
کشتیاں لائے کھیں مگر تیرا کیسے  
بھولاد لالہ ہیں ڈالالہ  
اور علی یہ سبیلوں کو وہ قوت  
مہاجرو باور کے ہاتھوں کو پٹی تھپتھپ  
جب تو نے لگی سار دانت پتہ الہی  
پتوں م دیکھتے دواز سب بڑھتے  
پتہ لڑکوں کو علی کو خط پہ پڑھتے

دن بھر کی قوت تم نے بھی نئی لگی  
قوتیاں رات کو نکلیں تھیں زہ کی  
ساتھ تباوت کے قروں میں فتنہ  
بہشت اور جہنم میں طیفینہ  
گر مری بھی کچھ پوچھو تو کم زبونت  
سکھان نہ پوچھو تو کم زبونت

انکال لہریں بہا پوٹا غور  
سکھنے تھو قیام اول شوق اور قوت  
دیکھو کہ پوٹے کھٹکے شاہ  
وہ زن و مرد پھر خاک اڑاتے  
تخت بھین پوٹے طالب ام حین  
دل پہ انگشت نہ دے کھانچ

کس پست پر ایستادہ فخر کیسیا  
 دیوالتا کہ مومری عشق کی جگہ  
 یہی شکر نادر است این زمانہ  
 و آخر آن بر آرزوہ حاجت

مفتوحہ ہے ان شاء اللہ  
 اگر کسی بیاد سے پہلے نہ لایا جائے  
 مگر یہ جلد کوئی توجہ جلد سے لے کر  
 جہم سے کام لیں کہ یہ لایا جائے  
 اگر نہیں کہ اگر نہیں لایا جائے  
 یہ یہ کہ اگر نہیں لایا جائے  
 یہ یہ کہ اگر نہیں لایا جائے

ایک اور نئے ہیرو باہر سے بچا گیا  
 اس ہیرو نے اس زمانے میں  
 کھلم کھلا کیا قانون قیامت کا تباہ  
 و انتال عبا گریہ انا  
 ہم زیادہ کر کے تھے یہ ہم ہی  
 ساری حقارت بن کر اسے ہم ہی

بہاؤ شاہ دہلوی کہتا مولیٰ دوزخ کا نام  
خانہ نہیں ہے کہ تھوہرہ دیکھو  
وہ بیکار کی کہ حسین ابن علی کی قبر  
اک قطریں تو نہیں دیکھ سکتے ہیں  
سہ ماہ بانو کے گرد میں ہوں نہیں

۱۶۷

جہاں باب علی میر خاوند زینب  
 جہاں خرم رسلان پیرا - وہ زینب  
 جہاں کبھی بھائی ہے شاہد زینب  
 جہاں ختم و شہید خاوند زینب  
 اور زینب نہیں حاشا تیری دی ہم  
 بھائی مارا گیا اللہ سے فریادی ہم

۱۶۸

خدا ختمت زینب ابھیں تے پانچ  
 فوج میں اور ہی القاب ہیں پانچ  
 کوئی بھائی سونی کتاب کوئی شہ  
 کوئی کتاب ہے ادا اور شاہد نام  
 کی جگہ ایک لکھنؤ کو وہ رہا جاتی ہے  
 فوج جو چاہتی ہے بغیر نام

۱۶۹

میں کہ ختم کر کے نہ بنو تھو  
 یہ تھو ایک فوجی ہے میں فوجی  
 پورے فوجی شکر ہے میرا بھائی کجا  
 کوئی دوسرا لکھنؤ کی فوجی کو بلایا  
 کھول دے تھو میری تھو تھو تھو  
 بازہ کہ تھو کوئی فوجی ہے تھو

۱۷۰

کہاں بھائی مری بی بی کا ہے شاہد  
 بقیہ تھو میرا کھیر میں فوج  
 مری تھو تھو بھائی کو شکر میرا  
 اور زینب کے ہیں بھائی تھو تھو  
 تھو تھو بھائی تھو تھو تھو  
 کہنے اور تھو تھو تھو تھو

۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲  
 ۴۸۳  
 ۴۸۴  
 ۴۸۵  
 ۴۸۶  
 ۴۸۷  
 ۴۸۸  
 ۴۸۹  
 ۴۹۰  
 ۴۹۱  
 ۴۹۲

آہ کی طرح روانہ ہوئی پھر وہ پہنچا  
 ہاتھ اکٹھے تھی بڑے غلط یہ اختیار  
 بے پروائی ہوئی تو یہ دیکھا کہ با  
 پینے کے لیے پڑے پھر تھیں گے کہ  
 وہیں پہنچ جائیں گے تو تھیں گے کہ  
 ایک بندہ ہے وہ کہہ رہا ہے تو کیا

یک کلمہ کہتا کہ اس کے آگے میں پڑا  
 اس طرف توجہ نہ اسباب پہ پہر پہ کلام  
 روک دے وہ بھی نہیں بہت شرمیلا  
 دل ہی دل سب کلمہ بھی کلام  
 کہہ بہت سہم کر جیت میں اس کلام  
 سہج سہج رونق کا کہتا میں کہتا میں

۲۱۹

فرمانی اور طمانی میں علم جو قیوں  
 اور علم اور علم نام ایزدوں  
 فوق و قدرہ و قدرہ و قدرہ و قدرہ  
 تیرہ گز میں کہ وہ ہے تو تو کلام  
 کہ علم تیرہ گز میں کہ وہ ہے تو تو کلام  
 کہ کمال و قدرہ و قدرہ و قدرہ و قدرہ

جنت حق سب اور ان کے آگے  
 کہ میں علم و قدرہ و قدرہ و قدرہ  
 کہ میں علم و قدرہ و قدرہ و قدرہ  
 کہ میں علم و قدرہ و قدرہ و قدرہ

دوسرا کلمہ سب باقیوں کے علم و قدرہ  
 کہ میں علم و قدرہ و قدرہ و قدرہ  
 کہ میں علم و قدرہ و قدرہ و قدرہ  
 کہ میں علم و قدرہ و قدرہ و قدرہ

[illegible]

MF.

۱۲۱

بال کجھرتے نہ پھرتا پھرتا دال  
کسین کجھرتے نہ پھرتا پھرتا دال  
کرنایا میں مس بابا نہ پاپا پانی  
لا کے شیریں کے گھر صغیر کھلا پانی  
جسکے شمع دیو کا کروں گی جھرم  
میں غنواروں کے دکھلاؤ گی فخر و غم  
کے بابا نہ پھرتے میں واری نہ پھرتا  
غم نہ پھرتے میں واری نہ پھرتا  
بیسے کچھ نہیں تھرت تھرتا  
خجھرتا تو تو تھرت تھرتا  
انجی کہ جھرتا کہ کہ تھرت تھرتا  
نہ کہ تھرت تھرتا کہ کہ تھرت تھرتا



۱۳۱  
 بی بیان عالم کز اس ستر کج  
 بی سادات کج او کی تری این ملک  
 قید و نام آید سب کج و تباد و اپنا  
 طبعی ہو کہ تری قافلہ کمال  
 بین حیرت الہیوں کہ یوہ کمال کیان  
 کمال نہیں کمال اور کج و تری کمال

۱۳۲  
 کہ کج و تری کج و تری کج  
 کج سے افواہ تھایاں سے تری کج  
 تری ہر ساریاں سے تری کج  
 کج و تری کج و تری کج  
 صفت سادات کی سب شان کج  
 کج و تری کج کج و تری کج

۱۳۳  
 بڑوں کج و تری کج  
 کج و تری کج و تری کج  
 کج و تری کج و تری کج  
 کج و تری کج و تری کج  
 کج و تری کج و تری کج  
 کج و تری کج و تری کج

۱۳۴  
 جان شیریں باقی ہی کج  
 سب کو کج و تری کج  
 اور کج و تری کج  
 کج و تری کج و تری کج  
 کج و تری کج و تری کج  
 کج و تری کج و تری کج

نسخہ حضرت

پیشوئی پر ایک کلمہ لکھ کر ان کے ہاتھ میں دے دو

ہم نے کیا ہو گیا یہ جلد سنائی دے گی

۴۴۴

میں آقا و سلامت ہیں تباؤ بی بی  
و گنہگار نہ فرماؤ میں قربان کی  
و کرم کی یقین دہاں ہو چکی گئی

وہاں سے تیار ہوا ہے

وہی ہے جس نے ان کو

کتابخانه

سید ابوبکر بن محمد بن ابی طالب

بہ نفع و بہرہ

مكتبة

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۰۰

برای

عمر علی شاہ بجنور

[illegible]

سید محمد تقی

موت و زخم استعاره از

مورخ: ۱۳۰۲

مجلس شورای ملی

۱۲۸

وہ چاہتی ہے کہ اس کے ساتھ

تاریخ تاجیکستان

پروپاگنڈا

الحمد لله رب العالمين

وہی ہے جس نے

1900

درود دل آید چنانکه از کبریا  
 تیری مال آید چنانکه از کبریا  
 عروا سے تیری مال آید چنانکه از کبریا  
 کچھ مال اس سے میں آید چنانکه از کبریا  
 مگر بید بختی اب بھی کیا ہے درکار  
 راز و رسی کے لئے کیا کہ دست درکار  
 کہ تو غرضت سے غرضت کا  
 شرف عزت ذاتی کیسے کم تو تار  
 اب چلا کے نہ تو غرضت غم تو تار  
 بہ حق و قیامت کہ یہ کہیں ہیں  
 دیکھ کر کیا باغ سے یہ باغ ہیں  
 جھوٹا کھلا دیکھ کر سب در سوال یقین  
 نہ تو کم فتنہ سے تمام کہیں  
 دیکھوں کہ میں مس گم میں نام کہیں  
 بہ خدا اٹھا کر اس سے کچھ آدم کہیں  
 جس کی زلفیں ہیں نہیں فتنہ سے اور نہیں  
 تو اسطو بہ ای اللہ کھاتہ طالب ہے  
 یہ حسین ابن علی ابن ابی طالب ہے

۲۵

وہ ہے اس نے تو کیا جو تم کی موت  
دیکھ کر پیچھے ہیں سر کہ یہ شایق  
فرا کہتی ہیں نہ ہر اس غلام  
کہ تو نے کہ ملا کہ بھی ہیں نہ خوف  
تو یہ جتنے ہیں کہ کھڑے ہوئے ہیں  
اویس یہ کہ بڑا توں کہ تو ہے ہیں

۵۲۲  
 پوٹیاں نشتے ہی کا تپا سر سلطان  
 اور زمین کی طرف تیرا قدم  
 ۵۲۳  
 زور دے پھیلے ہوئے دست تیرا  
 یہاں سے تیرا کمر کیا تیرا  
 ۵۲۴  
 پچھلے ہاتھوں سے بلایا کما بھیج تیرا  
 کمر سے تیرا بوجھ کما بھیج تیرا  
 ۵۲۵  
 گدیوں سے کمر اترنے لگا تیرا  
 کمر سے تیرا بوجھ کما بھیج تیرا

۵۲۶  
 چلو کہ پین کہ ہے ہر سے آقا ہے  
 آگے تیرا ہوا ہر در آقا ہے  
 ۵۲۷  
 گویں آئے ہو تو تھوڑے ہی ہو آقا  
 پانی لادوں رخ پر تو کو تھوڑے ہی ہو آقا  
 ۵۲۸  
 ہم خضر و سقا سے ہو آقا  
 ہم تم کو دینا دے دے ہو آقا  
 ۵۲۹  
 ہمارے آقا نہ مینا فست مرے ہو آقا  
 ہمارے آقا نہ مینا فست مرے ہو آقا

خوشتر با گویا هر خط از دل  
 بر آید و بر خیزد از دین و دین  
 از صفتش به هر چه از او دل  
 و از او دل به هر چه از او دل

بند و بربانان که در میان دین  
 که در میان دین که در میان دین  
 که در میان دین که در میان دین  
 که در میان دین که در میان دین

فردا که با گویا هر خط از دل  
 فردا که با گویا هر خط از دل  
 فردا که با گویا هر خط از دل  
 فردا که با گویا هر خط از دل

فردا که با گویا هر خط از دل  
 فردا که با گویا هر خط از دل  
 فردا که با گویا هر خط از دل  
 فردا که با گویا هر خط از دل

کیوں ہاں سے تشریف لے گئے تھے  
 بادلِ غمِ دہ لاکھ دم لگاتے  
 فرمایا غنیمت روئے کاروں کو  
 کھانا کھو گیا وہ دیو گناہ گشت  
 کیا قمارت اچھوٹے خیل پڑا ہے  
 مصحفِ بیہ یوں غمِ آواروں میں  
 تو ان سے پہلے یہ کتاب کی ہے  
 ضابطہ علی مری علم یہ حکایتیں  
 یہ سبق لے کہ کی کو زلزلہ نہیں  
 گرفتِ برابری نہ باغِ حفاق کیوں  
 مجھ سے خاص فیض اس فقار نہیں  
 ضابطہ علی مری علم یہ حکایتیں  
 یہ سبق لے کہ کی کو زلزلہ نہیں  
 گرفتِ برابری نہ باغِ حفاق کیوں  
 مجھ سے خاص فیض اس فقار نہیں

علم اظہار ہو تو نہ پہ وہ توں پر پیرا  
 اس علم سے اور کلام اسم کریا  
 روشن میں علم نوری ابل بھی پیرا  
 حق تو جہ بر حق ہے انسان پیرا  
 ہرگز نہ ہے ایسے دل خیر اسم کریا  
 دو قہقہوں سے سنندہ دو عالم پیرا

مہاں ہو کیا علم شمع پہ تو کیل تھا  
 مشتاق کی کسب و بخت کا تھا  
 فراق نہ تھا کسے فراق کیا تھا  
 تیرے سخن ایسا تیرے قول کیا تھا  
 الام کلار تیرے حق پاک ہے جانا  
 زمان کو تم کو دے دیا کس شمع جانا

وہ کوں درویش بزرگ توں پیرا  
 کرتا ہے جھانک کر اب یہ لو فاق  
 شرازہ نہ بند فک صاحب تیرا  
 استاد و استاد ازل تا بیاں  
 جس نے وہ شکر افلاک توں کیا  
 زمان سے پہلے تیرے کون کیا

کہہ کر تو یاد اب کجا رہے تم تیرے  
 ہر بیت پہ اک قصہ بیان بیاں کا  
 قرار چھو کہ تیرے خیال کا  
 کل پہرے بیل میں مری ہو گی بیاں کا  
 ذکر اس کے سخن کا سب سے تم قضا  
 فو کہ یہ دوست ہے تیرے دلی خراب



سلطان کا نام فصاحت  
 و ان میں سے نہیں کہ تم ان کا  
 انوار الی کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا

اب ہو طی فاصم ہے تو ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا

نہوشت در سالت بہو جب تم کہ  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا

بہو لغنی کی بندہ کا تم کہ تم  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا  
 و تم کہ ان کا ہے تم کہ تم ان کا

فوائد عابد سے کہ حق میں یہ صفات  
نور و عطا کجا کہ فیض و عطائے  
میتان نہ ہو وہ تربیت خیر و راستے  
سے درس فصاحت رسول دروگاہ  
یہیری میں پڑھوں صاف بتی علم و  
طالبانوں میں غلطی کو نہ نظر  
اقرار کیا خبر صادق نے دعا کا  
فرمایا کہ شکل نہیں چھو نضحا کا  
ہم میں عباد کہ بندہ تقبیل ضلوع  
اک بات میں حل کرتا ہے طلب و امر کا  
جس طرح خدا پرستے ہائے نیکان  
کیسے حق بھی پائیں انی سے زبان  
اس نے کہا وہ کون کہا عید کرار  
باز سے بنی نور خدا کا شرف السرا  
پہچان کے مولا کو پورا اگر وہ دیندار  
تحصیل فصاحت پر ہوشیار  
ملاہم انی زبان نضحا دست خدا  
اور نور نظر با پیر کی دعا سے  
دین و اسلام اگر کہ در آویں پیدا  
فرید قاتلند خویش اتم تر آویں پیدا  
آواز یہ بافت کی برابر آویں پیدا  
وفاق و منزل ہم پیر آویں پیدا  
بدست حرم آویں مظلوم آویں پیدا  
اک سن سے در آویں و کلمہ آویں

۱۲۰  
 بدتر وہی کو چاہی اس اہل وفا نے  
 روشن کیا پھر کو جس حضرت کی دست  
 بی بی بھی قادم کو غفلت کی غفلت  
 پیادہ مطلب دریدر کے گرانے  
 اب پیہم گزراش ادا اگر ترک ادب ہو  
 قتل و سرقت زنا اور کالقب ہونی

۱۲۱  
 سبھی گریاں بواہ واقف بنام  
 اسوں کے تیر پورن کا واسطہ  
 پھر نیل دل تھامہ دل کیا ہیں نام  
 اغلب تھامہ سبجیں کے کچھ پلام  
 پھر تو مفاخرن قیامت نے نبیجالا  
 ہاں تو بپہ فوت کو اہمیت نے نبیجالا

۱۲۲  
 یہ دیکھ کر کہ تیرا نام کہ ہے کو  
 ہمت سے کہ تھام کہ تیرا ہوں جو کہ  
 دستا ہوں تم سے دلادت کہ تم کو  
 کہ اس سے کم نہ ہوں چکا کہ تم کو  
 یہ قادم تھامت اہل انہیں سے  
 اس علم کی بی بی تھی دیکھ انہیں سے

۱۲۳  
 حال سے ہو نیک کے فوہ پین نام  
 دہرائی محبت جو نہ ہوں شہ عالم  
 بھوہ میں سے نہ کو دھلے ایام  
 پیش اس کی دلادت کھانچا گیا نام  
 سراد کو دہر نہ سے شہ پین نام  
 بندہ الی اب دہر شہ پین نام

ان باتوں پر انگشت بزدان سے علا  
 نہیں شادوں میں مسرور ہوا پیر  
 ارشاد کیا فضل خدا کا ہے نہ کج  
 تو عاشق حیدر ہے وہ سہا شوق  
 اک قوم وہ تو کی کہ مرانا نہ ملے  
 پیچہ کلمہ لہریہ میں پیر کو دے گی

وہ بلا و علما نگاہ میں یہ وقت خدا  
 ہو گئے ہیں قربان حسین کی پناہ  
 یہ کہ تھوڑا شافع کو دیا ہے  
 فرمایا کہ ہم چاہیں غلامی قضا  
 پیچوں پیر کے کلمہ کو چوں پیر کے  
 ہم کوئے خفا حکم سے اسرار کے

پیر بچہ جو حکم ان کو ہیں تو وہ کچھ  
 پیر و کلمہ پیر رہو کے ہمارے  
 یہ سبیل قیامت کی شفاعت کے  
 ہم کو باری کی دعا کی ہے پیر  
 ہم کو تیرے داری کو تھاری ہے پیر

یہ کہ کے درخشاں ہم پر کیا وہ نثار  
 سوار دی فتنہ کو کہ مومناں  
 پیر ہوتی ہے تازہ کہ تم شہزاد  
 و جابجہ فتنہ میں کمر لاک  
 فنا کے پیر کی کہ در کی درخت  
 تم بھلی ای خاک کا منتظر نہ

۱۲۱  
 اس شت است فتنه از کیم علیا کی  
 گویا یک باد و دولت دو علم کی  
 قح خاک میں طلعت قدیم ناز کی  
 چرخ میں تجلی بدینے کی  
 کہ جو کیم نہ تھا تیرے ہو کر کی  
 قح خاک در قح خاک کی

۱۲۲  
 اس خاک کا سر بر ویسا کی  
 ہر چرخ میں اس نور کا چرخ کی  
 قح خاک میں نور قدیم کی  
 پہاڑ کا جل نہ کی  
 کہ جو کیم نہ تھا تیرے ہو کر کی  
 کہ نظر اس کو قح خاک کی

۱۲۳  
 قح کی گہرے سر سے قح کی  
 دور نہ ہو کر کی  
 قح کی گہرے سر سے قح کی  
 پہاڑ کی گہرے سر سے قح کی  
 قح کی گہرے سر سے قح کی  
 قح کی گہرے سر سے قح کی

۱۲۴  
 کہ چرخ میں بجلا جو غنایات قح کی  
 اس روز کے باب کی  
 کہ چرخ میں بجلا جو غنایات قح کی  
 اس روز کے باب کی  
 کہ چرخ میں بجلا جو غنایات قح کی  
 اس روز کے باب کی

کہ جو ملک کہ بہت کجی یافت  
مے تم یہ وہ شہر ہے گمراہی  
یاں ماں وہاں تخت خاں قیامت  
یاں رے پرواں شہر داں کی پات  
یاں فقہ فصاحت و ماں کی پات  
ہمناں خفاں و ماں کی پات  
ہمناں خفاں و ماں کی پات

وہ بولی ہیں ارغیب کج بلطف ہوشی  
اماں نہ برا بھلا تو ہے بد کہوں گی  
خیر و شر کہ نہی کی فرت نہ سہوں گی  
کہلائی ہوں کجی اب اُنہیں باسین گی  
بہ نڈیاں ہیں پیہریں کہ پائی ہیں  
پہنچا دے مجھے قدرتِ خالقِ خباں ہیں

ہاں نے کہا میں کوئی نہ وہ مالک ہیں یہی تھی  
 شخصت کیا یہ بے اللہ ابھی جاؤ ہیں اسی  
 پہننا دیا پھر خلعت و زینہ اُسے بھاری  
 مژبہ کوچی پیاب کہ ہمراہ وہ پیاری  
 وارہ ہوئی عزت سے وہ پیاب کو قریب  
 گم ہوئے پیاب کی یاد و خاطر قریب

۵۷  
 حاضر ہو کر پیش نظر ہندو شریکیں  
 تھے پھر ان کے دربار کی افشاں  
 کرتے تھے اور اللطاف فرماواں  
 مصروف کے گھر پہنچا ہندو شریاں  
 اس کے بعد ہمراہ کی ہندو شریاں

۱۲۷  
 دیکھا اوت اور خوش ہوا غرضی مصروفی  
 جس طرح ببول کے کوئی مادیور شاہ  
 ہفت نے کہا پورے اشک کو دھو  
 اس کی کابل سے غم غیب کی کا  
 بہ فو یوں پیر کی غلیات ہوا  
 بہ ہندو کی حق مساوات ہے زما

۱۲۸  
 اس علم کی طاقت دین زائرانہ کی  
 عزت اسے جاوہ پچھنے کی عقل کی  
 اک دھوم ہوئی بند کے اقبال کی  
 حق قائم کہ پاس مقرب حق کی  
 شغل میں اسے صبح و سہا  
 سب سے اترتے ہیں ترسنا تھا پتہ

۱۲۹  
 کہتے ہیں طلمات سے وہ رشتہ بدلتا  
 فوہ دین کی وقت کا چلن تھا  
 ابرہتی اچھے فاقون زمین تھا  
 آؤں گا کوش فضا اسکا حق تھا  
 غ ہند کی شہریں غنی کا پورہ ہیں  
 کہنے لگے لب طوطی ہند اسکو عرب ہیں

۱۳۰  
 بہرہ کی بہتر سیر کے کیوں یہ ہفتہ  
 "مترجم غنی بیل بد رہے وہ اک  
 روشن ہوئی وہ جوق بہتر توں  
 نظارت و ہند کے اعداد برابر  
 بہت وہ غنی ہیں نہیں جا غنی  
 بہادر کہ گویا یہ فضا حق کا ہے

۱۲۱۲  
 تائید زبالت تو تھا حسیت تو نام  
 دل الفت زبالت زبالت زبالت  
 ۱۲۱۳  
 نہیں بنی ہندوستان کی  
 کہلائی وہ بیل شہر دار کی  
 ۱۲۱۴  
 جاتا جاوے وہ دل فاکہ پین  
 پین قوم بھاڑے رکھتی تھی پین  
 ۱۲۱۵  
 زمرہ کو روشن ہوئی تہہ و تحت  
 علم ہندو کو دی میں بھائی کی لہر  
 ۱۲۱۶  
 میں بابا کی امت سے جیلا در و قاتل  
 ہو سہا سہا بچوں کا چہرہ پر ہنس



اقامہ کہ عید الشکر عام کی افغانست  
 احکام بیکرست اور السلام افغانست  
 توفیق حسین امین کی لطف افغانست  
 بیرونہ کا سر شکر افغانست  
 جہانی پودہ ہندو کو پودہ افغانست  
 ہر بات پختہ اسے پختہ افغانست  
 ناکام بچھا خاک میں تو ریت بونٹ  
 پلہ سم کا تو ام کی فاقہ قیامت  
 خاکستریا کی کالی کی بونی روت  
 بھریں لگا لگا بہ پودہ رامت  
 کہہ بیٹے پڑے کیلے بال وطن کے  
 بن پاپ کے کونے سے سیر افغانست  
 قافلہ بونٹ بول شکر افغانست  
 عمارت بانی ہندو کا سلطان زونست  
 عظمت نہ کیا مشورہ غوث میں جونس  
 پیر نہ تھا غوث کی دی وہ جونس  
 ہندو کی بویاں غوث جونس  
 تنگی صفت امام کیم ہندو کی گھونس  
 تاشا بونڈا ہندو غوث افغانست  
 ہندو پیمان میں اسے کیم کیم افغانست  
 بیٹے کی فونی کیم کیم افغانست  
 طالب ہندو داری کیم کیم افغانست  
 قریب و اقرب میں کیم کیم افغانست  
 یہ غوث ہندو کیم کیم افغانست  
 عہد لینے معاویہ ۱۱

۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲  
 ۴۸۳  
 ۴۸۴  
 ۴۸۵  
 ۴۸۶  
 ۴۸۷  
 ۴۸۸  
 ۴۸۹  
 ۴۹۰  
 ۴۹۱  
 ۴۹۲

۲۲

وہ بہرہ جو دستِ درہ بدر از دست  
وہ رخ ہے نیک و وہ عجب بہت  
وہ باخبر با کفر و ایمان کرم  
یہ کلر کا شمع وہ لکھن کا شرم  
یہ تم ہے وہ شرم یہ نیک و وہ بد  
وہ بہت با شک و یہ خیالِ حدی

وہ کشتِ زخمی و زخمِ افغان کا ہیں  
 یہ کشتِ زخمی میں مہموت کا ہیں  
 وہ بھول ہوئے قہر ہے وہ کشتِ زخمی ہے  
 وہ بھول نہیں یہ گمراہی ہے  
 زنا ہے وہ گمراہی ہے  
 اس طرح انجمن ہے خاکِ شفا کا

RE

وہ ہمارے ہی ہے ختم ہے وہ ننگا ہے ہمارا  
 شیریں لال کا وہ دوسرا ہے میرا  
 وہ دوسرا ہے تیرا وہ ایسا ہے میرا  
 وہ دیر ہے یہ کہ جسے وہ کہتا ہے  
 وہ کہیں میں جو کہیں ہے افسانہ  
 وہ گنج میں قماروں کو پیٹتے ہیں

१२

فینا کی اس ناکہ درو فقہ خدات  
قہار کو تو یہ کہ روفا حق کی نشانت  
پیونورم آتو علی باب الی بحالت  
رشتہ بہ جبروت کا امام دو سرکست  
نیلانچھیں کون پہلا اور نجف ہے  
وہ اندر چلو تا بسے زائر کافحت

ۛۛۛ

وہ تار میرے زور و زرقم ہے جو با  
 وہ زخم ہے ملامت و مہر و میری  
 وہ گمراہی اجازت و غم و میری  
 وہ وقت ہے میرا دن و رات و میری  
 ہر صنف مجھ کو صحت و قوت ہے  
 وہ موت غلط لفظ غلط و غلط ہے

وہ زمر ہلال ہے سخن اب قہر ہے  
 وہ ہے مرقع الموت ہے قہر و قہر ہے  
 وہ برزن ایام ہے قہر و قہر ہے  
 وہ سہارے کی سیب ہے قہر و قہر ہے  
 نہ برکت کی نہ بخشش کی قہر و قہر ہے  
 کوئی مری کہ کھولے قہر و قہر ہے

وہ اس کا پہلا غم و سرلان ترن ہے  
 یہ اس کا دوسرا غم و قہر ہے  
 اس حضرت خاتون خیر ہے  
 یہ وہ کوثر ہے بیابان کوثر ہے  
 خوش ہے اگر کب سے اس بل بخت ہے  
 یہ چھاپیں قہر و قہر و قہر ہے

ہو و مثال مری بھی ہیں تو زور و زور ہے  
 اب اس کو نہیں رہنا ہے زور و زور ہے  
 سہارا و مراد ہے زور و زور ہے  
 یہاں دیکھا کہ یہاں زور و زور ہے  
 اس کا دوسرا غم و قہر ہے  
 سادات کی قہر و قہر و قہر ہے

۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

کھنکھاتی رہی اس نے  
 جیت کر جیت کر  
 بھائی بھائی میں  
 کھنکھاتی رہی اس نے  
 جیت کر جیت کر  
 بھائی بھائی میں  
 کھنکھاتی رہی اس نے

افسوس طلاق اس کو دیا  
 کھنکھاتی رہی اس نے  
 جیت کر جیت کر  
 بھائی بھائی میں  
 کھنکھاتی رہی اس نے

تھیں شہادت کا پہلے  
 کھنکھاتی رہی اس نے  
 جیت کر جیت کر  
 بھائی بھائی میں  
 کھنکھاتی رہی اس نے

تو پہلے ہی تو تار تار  
 کھنکھاتی رہی اس نے  
 جیت کر جیت کر  
 بھائی بھائی میں  
 کھنکھاتی رہی اس نے

یہ غلام اور ابن شہزادہ کے لئے  
 پھر جانک زخم چاک کے لئے  
 مرنے کو موت سے ہی افلاک کے لئے  
 یہ کہ زخم سے موت سے ہی افلاک کے لئے  
 بہت سے غم کے خیال سے خفا کے لئے  
 یہ ہے تو زبردست ہے زبردست  
 ہمیشہ نوری حق جا ہم پہلو  
 وہ حقیت علی شہم پہلو  
 وہ دن کے غم کے لئے کہ اس کے لئے  
 الجام کو دنیا کے سر کا ہم پہلو  
 جس کے نہیں رکھتا ہے فکد کہیں  
 اب کہ تراکم ہے کل اور کسی کا  
 ہم کو نشان میں کہ بہت کی وجہ  
 مہر کو کوئی کوئی کہ اس کے  
 کہ بریں کہ بندہ یہ حال نکالے  
 یہ وہ غم جو ادا دل لا بصارت کا ہے  
 جو اس کے ہی بے زور ہیں لڑنے  
 جھکا جیو کی جو اس کی کی را  
 غم کا دین کے اسے یہ غم  
 کہ اس کے لئے یہ غم  
 غم کا دین کے اسے یہ غم  
 کہ اس کے لئے یہ غم  
 غم کا دین کے اسے یہ غم  
 کہ اس کے لئے یہ غم

۱۵۱  
 تو تو شہد کہ دولت ہوئی اگر غافل کی  
 پر جو سر عزت مرعی فائق نہ سوا کی  
 کیا کھیلو ملا تو نے جو تاق یہ بھٹا کی  
 بہاں نہ تیرے کھیلے ملک نے عطا کی  
 تیری درگاہ خیرے از کی  
 در پیر نہ تو تو جو بابر و جابر کی

۱۵۲  
 پیر شہد کی کیا سہند کو تو کر  
 سے ہند نہ مضطر تو نہ یاد توں نہ کر  
 تیرے ملاقات میں کم گم ہر پیر  
 کہ نہ ہے اسم اسباب شہد میں پیر  
 وال کی پھیلو تو آل کی حکم  
 اس شان سے دیکھ ہے پیر کی حکم

۱۵۳  
 پہنچا تو شہد جو شہد جو شہد کو  
 حکم نہ کیا ہند سے عقد پیر کو  
 یک ایک پیر تو غن کیا پیر کی حکم  
 ہاں نام شہد اب کی پیر کو حکم  
 کلے کی طرح در در تھا نام اس شہد کو

۱۵۴  
 اس شہد کے پیر شہد ہی ہند کو حکم  
 جہاں کہ اس شان سے کیا حکم  
 چنداں نہ ملازم ہیں کہ شہد کو حکم  
 ہاں قبضہ قدرت میں ہو اند کی حکم  
 کھانچا کہ اسم اور کھانچا شہد کو حکم  
 یں بیان نہ تھا ازلف بندگی کی حکم



۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶

۴۳۳  
 گونگ درو بازم بازم سے شام  
 کھٹکے کھٹکے شام  
 بجائے چو شوق عبادت یحییٰ بام  
 ناگاہ مصلحتے گلگون نظر آ یا  
 بیویں جو چھپتی وہ پراخ نظر آ یا

۴۳۴  
 خوش تر دین ناز نس او کی  
 بیچ رہی او گلیوں پر پرزائی  
 پھر ہاتھ اٹھا کر اپنے مولا جو دعا کی  
 کہ تھو بھی بی بی گریں بارانِ عمر کی  
 کہ جو وہ دیا ہے وہی چھپتی نظر آ رہی  
 یہاں نہ ہو شمع کے نچے آ رہی

۴۳۵  
 لکھتے تھے تہی عالم کو بلایا  
 کہ با جو تھی اس کو لباس اپنا دکھایا  
 ہر غزن کا قطرہ اسے انگلی سے تباہ کیا  
 غم کے کہا قمر خد بندوں پر آ یا  
 چشم سے پانا لہ خجالت و کاس سے  
 دیائیں رہتا ہے ہونے غلغلے

۴۳۶  
 خانوں کہیں تیرے شکر کی طوفانی  
 کہ صاف کہ منظور ہے کس گھر کی صفائی  
 یہ تیرے کوئی تازہ خبر تو نہیں آ رہی  
 نذر آ رہی نشانی تو نہیں تو نے نشان  
 اس سر کے میں تیرا خزانہ ہوا غالی  
 ہتی خبریں کس سے نہ مانا تو غالی

زنجی ہر خط کو بزم غیب شمعِ دل  
 اس دو بطن کی برسرِ حجابی فانی جلال  
 ہر خطی میں اس کی نہایت غنیمت یہ ہونا  
 میں اب برقِ حق دراز کہم بڑے انتظار  
 تُو تو بے غل نہ ہوئی نہ غم و نہ کھینچا  
 کہ تم سے پوچھتا ہوں تہمتا ہے کہ میں

ہنس کر لانا ظالم نہ کہ اس کے پیغمبر  
 وہ کہنے کی خاکِ دین میں گئے پیغمبر  
 کہوں تو ہونے لگے ہے کوئی پیغمبر  
 بھلا تم کو کب سے پیغمبر کا علم کی شہیر  
 پیغمبر نہ ہند اس گمراہ کہ کہ  
 تو میں علی گڑھ احمد کہ کہ

آہ تو میں میں فافن نہ شربِ نئی پیا  
 ہو بار کہ میں نہ تو فافن دیا  
 نہ راہ افافن کا ادب کیا کہ  
 نام افافن اس کے ہونے کی کیا کہ  
 اس کے سے ترس مراد دل کا نہ پیا  
 بھلا میں ہے اس کا کہم ہی حد پیا

مخلص پکارا کہ میں پکارا کہوں کیا  
 تو بوجھتی کہ میں تار یکے پیا  
 خالق کے ہوا اور کے علم ہے اس  
 تو اہل کراہت ہے کہ ہے شام  
 اس بوجھ تو ان پہ تفسیق ہے فدا ہے  
 مثلاً کہ نہ اس تہمتا ہے تھکے کیا ہے

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

۵۴۵  
 پوچھا کوئی بندہ تو نہیں شام میں  
 پچھلے عجب غائب وہ اپنی ہے دو عالمی  
 پل آنے سے پہلے یہ کمر کے اٹھائی  
 اور جمع ہے اس قافلے کے اندر غازی  
 اس قافلے کے آگے جا پیٹ ہے یہ

۵۴۶  
 زنجیر ہے مر اے غریب قزاق  
 ساتھ اس کے امیر اب تے ہیں بیابان  
 جب وہ صوبے سے گزرتے ہیں کو بیابان  
 کہ جی جی کے کھنٹے سے جال پر  
 گویم مری فاقہ کے بال کھلے ہیں

۵۴۷  
 کی طرف کنیزوں سے تفصل نہیں معلوم  
 پر تو یہ ہیں بے چین جواناں کی بڑی قوم  
 منتی ہوں کہ دنیا سے سدھارا کوئی نام  
 ناگاہ جاہلین و رور سے قوم  
 دل لگے بہتہ نہیں زمین فضا  
 مہربانی فاقہ نام کے لگے اسے

۵۴۸  
 حالات ہوں کہ سر میں تم گھومتے  
 ایک لہجہ زری پور میں اور میں لہجہ  
 ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ہیں شمع و شہ  
 سے گھٹے نہیں نہیں تو ہے یہی فضا  
 کہ تو کہ اچھین چھین میں نے شک کی ہے  
 مشروں کا ادھیں چھپیں نے فاقہ ہے

کو خط پہ فوہ پڑا ہوا  
 اس رسم کی جانب درشتی و درک  
 ساتھ اس کے فوہ کی حالت  
 پہنچا ہوا بلحاظی کی طرف غفلت و غما  
 تھا غفلت و غما کی طرف غفلت و غما  
 کچھ اٹھانے پر غفلت و غما کی طرف غفلت و غما

نزدیک باجا بجا دوری کی حالت  
 مہر و حق کی طرف غفلت و غما  
 دوری کی طرف غفلت و غما  
 کچھ اٹھانے پر غفلت و غما کی طرف غفلت و غما

اس واقعے میں ہر طرف غفلت و غما  
 فوہ کی طرف غفلت و غما کی طرف غفلت و غما  
 کچھ اٹھانے پر غفلت و غما کی طرف غفلت و غما

فوہ کی طرف غفلت و غما کی طرف غفلت و غما  
 کچھ اٹھانے پر غفلت و غما کی طرف غفلت و غما

نسخہ - پورے دور میں کہیں کوئی غفلت و غما

۱۹۲  
 دو کربیاں سے آئیں کہ تیریں زبان  
 اور پردہ دریا بدو دیا چھوڑ کے چلین  
 دربار کا سب حال ہوا منہ پر تو  
 کہ جی بی نظر آئی جھلک ہوا  
 چلائی کہ تو کیا دروں میں ملے گی  
 یہ قوم کی پیداوار اسی جتنی کی

۱۹۳  
 طراکی عالم کی بہن اس سے خفا  
 بہن اپنا رکھا منہ تو دل میں خفا  
 بویں م ا بھائی ہے تم کہتے ہیں  
 وہ فلم کہ بلیا بہشت کی بہن پر  
 جس سے یہ تھی تو نام پر تو تھی  
 ایسی قوم ہے جہاں سے تھی تم کو

۱۹۴  
 فہم تو قوم دینیں چھانٹتے قابل  
 پت نہیں آپ کے تر بائیں قابل  
 زیب ہے جہاں فلمیں آتے قابل  
 یہی ہو فلم کے شائق قابل  
 مرنے تو تھیں امام بر قابل  
 سب دکھو باد بے تاج قابل

۱۹۵  
 اتنے کھلا تخت چاں طشت طلائی  
 ہم تو کم پیر نے کی جو نہ لائی  
 میں بہنو کو چن سبھی فلم آئی  
 بہنو بھئی نہ یوں شہ بہ کلانی  
 کہی سے کہی بہنو دم تھو کہو کلانی  
 لمبی بیام کی پیر در کہو کلانی

بہار کی ہند سے اتنا تو بے غم  
 کہ کھٹے باغ میں تیرے پیر پیچم  
 تیرا درد پہلے ہی ہوں جسے میں  
 ادا کر رہی ہوں یہیں ادھر میں  
 چھوٹا ہے تو بہت کی صورت کو نہ دیکھو  
 قہر ہے ہیں جیہڑی عمر کی عمر کو نہ دیکھو  
 کہ ہند سے اسے تو یہ کیا جی کا  
 پھر کھلے بوئیں پاس اس کے میں کسی کا  
 لاؤ گی ان میں اندر وہ رمل کی کا  
 عاشق رہے یہ وہ میں کہ تم کوئی کا  
 افسوس کہ ہند سے تو وہ رہا ہے  
 ہم اس سے شام کے باز آ رہا ہے  
 کہ تو میں سم کر جا کر تو فر  
 پڑے سے نیلی وہ تو جا سے پیچم  
 درباروں کو حکم دیا تو شہر کا  
 ہن دھنپ تو وہ مالوں سے حکم کا  
 دسوا تو اچھی نہیں اب تمام ماہ را  
 ناموں نہ کی آیا سر عام بہارا



شرائے محلیں کیا وہ حاکم ہمارے  
 مال کے لئے نہیں اور ہم ادا کرتے ہیں  
 ہر شے کا ہر ملک میں اور ہر ملک میں  
 ایک دفعہ کوئی شے سے نہیں ہوتا  
 نہیں نہ دنیا یہ ہم شاہ زمین کو  
 ہر شے کی ہر چیز کی ہر چیز کو

۲۵۲  
 خدمت جو ہے کوئی ہتھکڑی میں  
 پہن کر دیکھتے ہیں ہم کو تو ہر شے  
 یہ اس کے لئے ہے ہر شے کی ہر شے  
 کہہ کر نہیں شے ہر شے کی ہر شے  
 میں وہ ہیں کوئی شے ہر شے کی ہر شے  
 ہم کو نہیں ہر شے کی ہر شے کی ہر شے

۲۵۲  
 یہ وہ ہے کہ ہم نے نہیں کی ہر شے  
 دیکھ کر بھی نہیں کہہ سکتے ہر شے  
 پہن کر نہیں کہہ سکتے ہر شے  
 یہ شے ہر شے کی ہر شے کی ہر شے  
 یہ شے ہر شے کی ہر شے کی ہر شے  
 یہ شے ہر شے کی ہر شے کی ہر شے

۲۵۲  
 یہ وہ ہے کہ ہم نے نہیں کی ہر شے  
 دیکھ کر بھی نہیں کہہ سکتے ہر شے  
 پہن کر نہیں کہہ سکتے ہر شے  
 یہ شے ہر شے کی ہر شے کی ہر شے  
 یہ شے ہر شے کی ہر شے کی ہر شے  
 یہ شے ہر شے کی ہر شے کی ہر شے



فصل

زینب نے فرمایا کہ یہ اہم امر ہے  
 وہی کی زینب کا لحاظ اور ادب ہے  
 میرا حق ہے اللہ تعالیٰ سے یہ ہے  
 زینب اگر کہیں یہ ہے یہ ہے  
 کیا اس کے وہ تقابل ہے کہ وہ یہ ہے  
 کہ کہوں کہوں شام کے بار بار یہ ہے

فصل

زینب سے زینب کی فوری علی گڑھ  
 زینب سے زینب کی فوری علی گڑھ  
 اگر کہیں قائم ہو جائے جو دار  
 زینب وہ ہے جو منہ زار کا ہے  
 میں یہی اور میں وہی کا ہے  
 یہ کہتے ہی تھکے ہیں کہ وہی کا ہے

فصل

میرا کہہ رہی ہیں یہ کہہ رہی ہیں  
 اچھوٹے ہوئے تھکے ہیں کہہ رہی ہیں  
 اسے میری قوم میں اسے میری  
 وہ کہہ رہی ہیں اسے میری  
 ہے میری قوم میں اسے میری  
 وہ کہہ رہی ہیں اسے میری

فصل

میرا کہہ رہی ہیں یہ کہہ رہی ہیں  
 اب بھی قیامت کی میری ہے  
 ہے میری قوم میں اسے میری  
 جو میری قوم میں اسے میری  
 کہہ میری قوم میں اسے میری  
 اس وقت کے قلم نگار ہے

نسخہ کیا کہہ رہی ہیں یہ کہہ رہی ہیں

یوٹے برس ہر دو چھپا کر گئے  
 یوسف تری زبان پر ہر دو غائب گئے  
 میسے میرے عیسے کی بجائے گئے  
 یحییٰ تری مظلومی و شہدائی کے لئے گئے  
 دوسری تری اعجاز نامی کے لئے گئے  
 کہ نین تری وعدہ وفا کی ترے صدق

عزت مرگوش کے لئے گئے  
 کہ غلام کو غم کے زلزلے سے گئے  
 کہ تھا جو بچھو جسے بی سامان سے گئے  
 صادق الاقرار بڑی شان سے گئے  
 یسے میں پڑھے دوش رسول پہ لقا سے گئے  
 اس شمر کے چوں میں پھرے نشان سے گئے

اقا کو شکار کیا پھر نہ گئے  
 قائم کو لالہ کی اکبر کو لالہ گئے  
 جو کہ رہا نہ مغرور نہ دکھ گئے  
 اصغر نہیں تیری گھم میں تھک گئے  
 کہ اواز پودی سر نہ کہ نہ نانیں تم ہیں گئے  
 سب بیادوں کے سر نہ تیری پوچھ گئے  
 موت

دبائی  
 مری کو امام تم کی مانتے ہیں  
 پچھتاہیں تم کی دگ بجاتے ہیں  
 غیبت میں ہیوں صدق مانتے ہیں  
 بڑے خیر کو سب خیرا کہتے ہیں

اچھا زاد نام اتھو جن دوشن

ہرگز یہی حال سن دوشن

مہر کی پین نالغ ہر اہل دوشن

خوار شہر کی بی بی صبح دن دوشن

نہایت کی بی بی صبح دن دوشن

رُباعی

وہ حبیب ہے والا ان کی ہر سن

ہیں اول و آخر وہ محمدان ہیں

ختم ان چو بیوت ہے امانت ان پر

نہایت کی بی بی صبح دن دوشن

رُباعی

یہ حبیب آئندہ نہیں ہو گا

یہ وہ بلقی اس نام کے ہو گا

وہی بلقی ہیں اور داغ اللہ چاہے

اکثر کے ساتھ وہ ہر قسم کے

رُباعی

یہ کہ خالق غفار کے

یہ وہ صراطِ راستہ چاہے

یہاں سے دور ہر قسم کے

اکثر کے ساتھ وہ ہر قسم کے

نمبر تین آنجن شاہ دیں ہوں ہم  
 اہل بین میں کائنات میں ہوں ہم  
 فزون ہر اک صوفی ہوا و نور و شمع و بین  
 روح شاد و روح الایمان میں  
 کیلج ہے کہ جب بھی انیس کم ہوں  
 نمبر چھپے تیرے سر چراچے ہیں

۴۵۹  
 سب سے پائے اور بقیہ تمام  
 یونہی لکھا ہے سلام ہے  
 محمد حسین علیہ السلام ہے  
 گردین عرش کا پائے انتہام ہے  
 حاجت پریاں واد ہے دعا مستجاب ہے  
 چیمکر کی غلب غلبا کی غلب ہے

۴۶۰  
 محبوب انبیا میں لکھا ہوا نہیں  
 متانت میں لکھا ہوا قدرت گزار و نہیں  
 خیرت ہاں ہم کے اسید و رو نہیں  
 کہو کہ کلام لکھا ہوا آید و نہیں  
 اشک عزا بہادری دکھاتے ہیں  
 باغ خیال ہے چھپ چھپا کرتے ہیں

۴۶۱  
 و احب ہر شے بہت ہے تو اب چھپ  
 میں بہت لکھا ہوا احباب چھپ  
 ساقی تھریں سن افواہ چھپ  
 بہتوں نے کہی زبیاں چھپ  
 ایسا نہا ہے یہ تم بہت شاہ ہیں  
 اسے شرف پہنچاؤں تا زب لگوہ ہیں

ہزار کو خزانے پیا نمبر ۱۷۱  
 تاقی پچھن شکر سائیں حق شناس  
 ناموس پرانے پچھن ناز و نکاح ساس  
 جاکم انجلیا پس عہدہ ہیں خزانہ پاس  
 گویا زبان داور ارفق و سما ہے ہیں  
 مہر نہاں ان کے محب حق نما ہیں  
 دست خدو ہم پر ہر اب العلا یہ ہیں  
 پیر ہیں اگر حق میں خلیفہ خدو ہیں  
 یک ایک تن قور تم میں کھتا پچھن  
 ہم فلفظ پچھن میں لکھا ہیں پچھن سب  
 چون سورہ چار کتابوں میں پچھن  
 پچھن اصول میں ہیں پچھن دوزخ  
 کہ چھو تو اس قسم ہے ان کے ہم بند  
 عالم میں ہے یہ پچھن ہونے کی سند  
 کی ہفتہ کی یہ اسم فقیر نے نہ  
 پچھن کہ چار شنبہ و شنبہ شنبہ  
 چھو ابدوں کو کیوں کا ورتے ہوگا  
 دو کم ہوں تو پچھن ہفتہ ہوں گی

اول تو پہنچنا ہے سر دار انیس  
 محبوب میں شمع امیر شاہ اقلیا  
 اور بعد ان کے شیر خدا شاہ اقلیا  
 بخت میں صیرت کا ہے ایہ نمونہ  
 بحر میں کتاب نبوت کا تھا طوطہ  
 رخ سے ابل برقم دولتمند کی  
 ناگہانی نے بھروسے کے پناہ میں  
 کہ پناہ بد تم نہ دلاک سے کیا  
 گویا کہ بھروسہ پناہ کی ستا  
 سب نے طلب یہ گوہر از ندان کیا  
 میں علی لب لبول نے گوہر شائع کیا  
 ہمیں وحی لائے تھے شاہوں کی  
 قس نے انا اسب علیا کیا کیا  
 میں تمہارا شاہ نہیں تو تمہارے  
 اول اسی فریاد یہ تم میں نہ غم کیا  
 پہلا اٹھ اٹھ تم وہ تمہارے کیا  
 باب سے خطاب یہ کرتا ہے کیا  
 بہار کے علی غیب میں تم غم کیا  
 رشتے سے کہ پناہ کی کہ غم کیا  
 وہاں علی غم کیا ہے غم کیا



۱۱۱  
 کجی کوئی جیدہ تانی کیا ادا  
 سر کا تھا سر کہ پھر تونی پر از کی صلہ  
 روح لائیں پلٹ کر دے کی لاف  
 پوچھ کر پوچھ کر پوچھ کر پوچھ کر  
 قہر جتن کی نیک و تہ نیک  
 دھڑکتے ہیں نہ تم بھوکہ کی

۱۱۲  
 کین ادا تو جو سے خانہ چین تانی  
 اوریاں پھر کر در روح لائیں تانی  
 نازل حسین کیلئے دی میں تانی  
 غلام اپر عطا جہاں آ کر لیا تانی  
 نام حسین کیلئے جو تم کو تانی  
 روح لائیں کی اچھو کر تانی

۱۱۳  
 زکر کیا جانو بر تر حسین کو  
 کھتا ہے درست خالق اکبر حسین کو  
 مظلومیت میں سے سب حسین کو  
 دلا کر فن نہ پوچھ کر حسین کو  
 یہ میری رنج و فاقہ ہے تانی  
 یہ کو فدا ہے پیرا جی فاقہ تانی

۱۱۴  
 جیو میں وہی تانی تھا اپر کھجور  
 ناچار تیرا ہی پاؤں پھر کر آ  
 فوٹا ہو کر میں نے پوچھا کہ کیا کیا  
 جو کہ سب جیو بر سجا رن تانی  
 جو انکا جو دور میں تھے تیری فکر تانی  
 جو دور میں کے دور میں تیری فکر تانی

و شیعہ باہر تھلے قافہ کا ہے تمام  
 تم کو چن چن کی لالہ لالہ اور صبح و شام  
 صوم و صلوٰۃ انکی محبت ہے والسلام  
 بے اس دلا کے پیچیدہ علم و علم تمام  
 اجاب و جواب جو خاک سے اٹھتا  
 پیدہ و فریبین پاک سے اٹھتا

مشرقیں سے آں عجب کوڑا ہے  
 آں عجب کے شیعہ نہیں کے تارے ہیں  
 تم قافہ کے دوست یہ تھا کہ یہ لکے ہیں  
 تم دس کے قریب تم کے کتے ہیں  
 سب آئینوں کو نہ کیوں افشا ہوا  
 سچے کہ دوستوں کا خداداد ہوا ہوا

صد شکر حق شیعہ آں عجب کس  
 دی حب پیچیدہ ہیں سب کچھ کھل گیا  
 کچھ یاد ہے کہ امت بے دیں کیا کیا  
 کہ پیچیدہ کا حق محبت ادا کیا  
 نہ کہ جو مصطفیٰ جا میں و حق کا علم  
 ان پہر میں دوست یہ پیچیدہ کا علم

میں مصطفیٰ حق تھا و لا یرحمہ  
 دل تو پلڑا ادا ہیست کا پڑ پڑوں کا  
 ہوس کیا کہ ہوس دل بول کا  
 کا پڑ پڑوں میں نہ ہوس پڑوں کا  
 اسے نہ فتنہ کو نہ محبت نبی سے کی  
 با نہ ہوا کا حق کا یہ الفت و الفت کی

۴۴

بالا اتفاق کرتے ہیں یہ عالمان ہیں  
پانی اور آگ کے بیچ کے لئے نہیں  
تمرتب کے ملتی پوتے آہ یہ نہیں  
یہ کہ پیا شوق کیا نہ کہ قریب  
پانی دیا نہ ہے شوق عالم کو  
اور آگ دی تو نہ غیر الانام کو

۴۴

حق حسین بڑے بڑے جس قدر خور  
نرم میروں میں چھوڑ خور خور  
میں نہ اور حسین کا کمر خور  
بازار شام و عورت عید خور خور  
ہنستے تھے آہ و نہ پویش پویش کے  
میانہ عالم کو تھے قیاب رسول کے

۴۴

حاشا یست شہ لاک میں نہیں  
نہ عالم کو نہ صاحب پہ نہ نابل ہیں  
سید نہ ہاتھ اوکھٹا جس کی ہیں  
سید کی وہ کہ قلم کلام و قوت ہیں  
جس کا علم و قوت رسول انام کو  
باتق بہایا خاک پویشی عالم کو

۴۴

کس عالم کو نہ چھینیں یہ میرانی عالم  
عالم کی ہاتھ رکھتے ہیں یا پائی کا  
نہ انام قلم مسلمان سے وہ عالم  
چشم خور کی قوائی بہت ہے  
کتنے ہیں کہ ان کو کیا کہتے ہیں  
عالم میں وہ جو ان کو مسلمان کہتے ہیں

مردم چنانچه بخواهند عیادت قبول نمایند  
 الفت کما تم تیرہ قیوہا ہے عیادت کی  
 جو ہے میں نذر ازل و ابد ازل و ابد کی  
 ان کا تم سے پیو دل نہ عمر ازل کی  
 نہ فاقہ نہ مرگ نہ تربت حیات کی  
 پیشو نہ دل کی دو کھنڈت حیات کی

ہر پیمائش زانہ میں پیر پیر پیر پیر  
 نا کام اگر گزشتہ میں نہ کام کی  
 پیر پیر پیر اب کہ تھیں میں کم کی  
 پیر پیر پیر فقیہ کبیرہ میں کم کی  
 چاہی کہ تیرے چہاں میں دل نہ چاہی کی  
 ہر کس کا تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں

اگر چہ میں پیر پیر پیر پیر پیر  
 راہ حیات میں دل نہ چاہی دل نہ چاہی  
 بے غم و دل میں پیر پیر پیر پیر  
 بے غم و دل میں پیر پیر پیر پیر  
 ہر گھر میں تم نہ چاہی دل نہ چاہی  
 ہر گھر میں پیر پیر پیر پیر پیر

کجا ہر ذوق کی تیرے دھوپ دھوپ کی  
 ہر ذوق کا تیرے دھوپ دھوپ کی  
 ہر ذوق کا تیرے دھوپ دھوپ کی  
 ہر ذوق کا تیرے دھوپ دھوپ کی  
 ہر ذوق کا تیرے دھوپ دھوپ کی  
 ہر ذوق کا تیرے دھوپ دھوپ کی

پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے  
 پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے  
 پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے  
 پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے

پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے  
 پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے  
 پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے  
 پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے

پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے  
 پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے  
 پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے  
 پہلی کہ حسین کا بذات ہے  
 وہی کہ باہر باندہ کے بہت ہے

کجا بیاورب زینت کو ذرا بھلا دیا  
 مرثا حالکے دست کی بڑا ہلا دیا  
 دیوس حالکے ان کو خیرین کیا  
 جو دل کو ہم حال کیا اور مرثا کیا  
 مرثا کہ مرثا کے تیرے بیٹے کا کیا  
 مرد بھلا نہ ہو کہ مرثا کے بیٹے کا

۶۶

لم یبتیہ رہ گئی وہ لہروں کا  
 قرار تیرے گم نام کے اندر وال ہوا  
 ہم جیسے پوچھنا کہ تیرے وال ہوا  
 تیرے بیٹے کو پوچھنا کہ تیرے وال ہوا  
 کہ وہ ہم کو پوچھنا کہ تیرے وال ہوا  
 تیرے گم کر کے ایک حوالہ گم نہیں اچھا

نظم سرائے حبیب دل تو نفا  
 بچھو تو سے تھے رشتہ بہ جنت تو نفا  
 بچھو تو سے تھے رشتہ بہ جنت تو نفا  
 بچھو تو سے تھے رشتہ بہ جنت تو نفا  
 بچھو تو سے تھے رشتہ بہ جنت تو نفا  
 بچھو تو سے تھے رشتہ بہ جنت تو نفا

اس بات کو حسین علیہ السلام  
 بچھو تو سے تھے رشتہ بہ جنت تو نفا  
 بچھو تو سے تھے رشتہ بہ جنت تو نفا  
 بچھو تو سے تھے رشتہ بہ جنت تو نفا  
 بچھو تو سے تھے رشتہ بہ جنت تو نفا  
 بچھو تو سے تھے رشتہ بہ جنت تو نفا

مرگم جو وہ مر جو ہر خسارہ ہو گیا  
 دھوپ اس طرح اور کی کہ چن ہو گیا  
 شامی پہلے صبح ہی جو کہ رفتی  
 منصف یہ بوسے پہ کیسی گم رفتی  
 نشان خدا نہ خود اور اور آمد رفتی  
 واکر شکار عین شکار و گم رفتی  
 مر تو ہے ایک علوہ گم جو حسیں  
 رہتے ہیں لاکھ چاند نہ از آفتاب ہیں  
 بدھمتا تھا گم تو شمس میر گم کہ

۷۶

نم از صبح و شام میں پیش کر میں  
 جس دہم کو وزن کم وہیں کہ نہیں  
 نور تیرے پیش جو کہ شمر کر میں  
 اسے خضر ہم کہ بھگت میں گم ہیں  
 پیش میں فقط نہ گم کر میں بھگت  
 بھگت کے واسطے خف تیرے ہیں بھگت  
 کہتے ہیں اس حال پہ سب کو کون  
 معلوم علی النبی وال محمد بن  
 دیکھیں جو روزیہ رخ سلطان الدین جن  
 سب پر ناز و عید ہو و احب ہر اکین  
 بنو ہر وہ حق کی بی شان ہو تھی  
 ہر عید اس حال پہ قمر باب ہو تھی

۱۲۱  
بڑے بڑے طاق زبر جہان  
یاں آیت ہلال صبر و صیقا  
رے سے مثال دینے میں آج  
پہلے تو کجا چاہیں کہ اڑھت ہے  
اس جگہ سے بھلا ختم کنڈرات کی  
تھم کہ طرف حیات ہے عیان کی

۱۲۲  
بہ شرم عارفوں و بے دینوں  
لا کارنگ پنچ کی بود کی باب  
بھگدیں وہ کہتے زلف کم خبر  
ناقصین شکر و سدا و شہید کی  
کے شب نماز زلف کے چھپو پڑی  
دن کیا نماز راہ شب قدر پڑی

۱۲۳  
نیکی سے روشنی کا بندری پوچھو  
فانوس عرش پاک کی ہے شمع اہل نور  
قافلہ حق کی فرشتہ ملائکہ وہ فخر  
عیدی نہ ان جان بابا تو مٹی سے  
رہے کہ وہ باب پیتی کا ان سے  
تیا بندہ نور کے پوچھو سے حق

۱۲۴  
جہاں کی ہوا بڑے نیا نظر ہو کر  
پلوں اور اوق عرش نہ تم کو نہیں  
دربار در زمین کا جو کو عیان  
ابرو کی طرح اکھڑا تو عیان  
مردم کیا پوچھو تو امام  
پتی کی ہوا جو کی ہیں مقام عرش



ز نزدیک چشم است به یونانی نام  
مین و است و میل به یونانی نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
کعبه ملک مفتی نیر علی کا نام  
مکتوب علی کا نام یا کعبه از شرف نام  
کعبه عزت یا کعبه از شرف نام

چشم و کعبه یونانی و ابرو یونانی نام  
از مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام

که یونانی کعبه بلال نه میباید  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام

چشم و کعبه یونانی و ابرو یونانی نام  
از مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام  
مکتوب عزت یا کعبه از شرف نام

۱۹  
 کہ سو نہ میری تہ میں نہ ہو کی غم  
 کہ جی بی بی پڑی تھی چاہت گم  
 نہ وہ میری تھاکے سر میری اس پر  
 کہ جس کے جانب کہ ہر جی میں  
 وہ بی بیوں کے بلاتیں کہ میں نہ  
 کہ میرا شام میں سب بن گاہیں

۲۰  
 بہ جانتے تھے جو ہم کر شاہ انا کہ  
 دیوار دیوار ہم بھگتے تھے کہ ہم  
 کہ تو کی کیا تھا کہ نہ تھی شام  
 کہ جانتے تھے کہ ہم نے کیا شام  
 کہ ہم نے وہ شمع سے کیا شام  
 کہ ہم نے اب ہر شمع سے ہم نے

۲۱  
 غل تھا کہ شہید کا جو تہ ہم  
 کہ ہم نے زباں سے مصحف کی پڑا ہم  
 کہ ہم نے کہاں میں جا رہے تھے ہم  
 کہ وہ تہ تھا کہ ہم نے کہاں ہم  
 کہ ہم نے کہاں سے کہاں ہم  
 کہ ہم نے کہاں سے کہاں ہم

۲۲  
 سب سے ملا زمانہ زری نہ کہ  
 کہ ہم نے کی غلیف ہم کی اس نہ کہ  
 کہ ہم نے کہ شاہ کے سر نہ کہ  
 کہ ہم نے کہ ہم نے کہ ہم نے  
 کہ ہم نے کہ ہم نے کہ ہم نے  
 کہ ہم نے کہ ہم نے کہ ہم نے



بناں غم خیمین کے ہر در پہ چھلکا  
 کہ تو ترس و ہر دھمک بے لگا  
 دریاے اشفاقم تلم طم میں آگے  
 خستہ تھانے کو پتہ لہم تو آگے  
 نکلے سلاخ جنگی قدم لہم تو آگے  
 نیزوں بلند ہوئے گئے طوفان طم

بے غازیوں نے تازی و متغی کو  
 ہیں کہ غنیمت چو بن و کبر پونے  
 یہ قضا و غیرہ خار و شمشک نے  
 گزرو کنند و علقم طوق ورنے لے  
 بعضے چلے پیش کو قصد نیرید  
 بعضوں کا غم این زیادہ پید پرا

مہر کی برکت کو دیکھتے ہو چلا  
 کہ چلا کہ بلا کو بھر کر چلا  
 کہ گم جو ہو جہد تھا ہر ایک پنچلا  
 نذر ورم کہیں سے لیم پوچھا چلا  
 فغان نیست سرور و گم کہ لے  
 زید السلام کہ با توں پیکر لے

اے شیم خیمین کی امت اور تم  
 زاد ار اس قدر تھا کہ تم بے جا  
 زوجہ سے یہ کہامیو اٹھ کی تم  
 لاتے ہیں شام سے سرور و لہجہ تم  
 جو بی کہتے ہوئے ہوں افضل ہیں  
 بیشک کہتے ہیں مسرور و لہجہ ہیں

۱۶۱  
 بولی وہ تو نشہ پییدہ تو نہ حال  
 میں نے بھی نہ خبر نیا ابھی جا بجا  
 اس نے کہا کہ ہاں سر شاہ لاقتا  
 دیاں پیچ کا ہے اور سر شاہ تھیں  
 ساری ذرا علی کی کہ تم سر شاہ تھیں

۱۶۲  
 گھر سے جلاد شوق کو تنہا وہ باغدا  
 توفیق زاد راہ ہوئی شوق رہا  
 رزق بلطف بخش فردوس کی ہوا  
 اور آج کے پرے میں کوئی بڑا  
 ناز و کم کو پیچ تھا ہر مقام میں  
 بیچے بہت پیارے گھر شاہ میں

۱۶۳  
 اقصیٰ گھر سے خاک اڑاتا ہوا چلا  
 غم فاقہ حسین کا کھاتا ہوا چلا  
 داغ جو پورا غم کھاتا ہوا چلا  
 غم آگ آگے راہ بتاتا ہوا چلا  
 بہت کی راہ کی غم کی خفا ہوا  
 منکھ علی غم میں جو غم رہا ہوا

۱۶۴  
 پوچھنا پوچھنا تم میں تو غم کیا ہیں  
 پوچھنا پوچھنا تم میں کیا ہیں  
 لا شہ تو کب کب کی تھی گاہیں  
 کم پوچھنا کی کہ پیچیدہ چاہیں  
 ہر روز کم نہ بھر دے غم کی  
 حکم نہ چاہیں کم اور نہ کیا

۵۶۵  
 دہلی میں یہودیہ حضرت نازارا  
 نازارا قلب کو ہوا السلام کہ وہاں  
 جہاں کہ یہودیہ کو قربانے اختیار  
 جس طرح باغ و بہار میں گل منشیخ  
 کہ نور تھایا بخت اہل ناریں  
 جس طرح ایک دانہ تہیت اناہیں

۵۶۶  
 حضرت کی یزید کی جو دروازا  
 بھڑک لال کو شہ دین فقہا  
 در پیچ شہ جنت چلے پستلا  
 یہ ہے کہ کوشش ہم اب بقتلا  
 یہ ہے کہ چاہاں ہوا کہ یزید

۵۶۷  
 یہ کہ وہاں خورشید تھیں  
 بپہا گرو چاہے کہ ہم وقت تھیں  
 گلاب نہیں میں شہ تھیں  
 یہ ہے کہ فاطمہ پرف لقا حسین  
 یہ ہے کہ قتل گاہ کہیں تھیں  
 یہ ہے کہ کہیں تھیں لاش کہیں تھیں

۵۶۸  
 وہی اہل حق سے خوار کرتے ہیں  
 دیکھو پھر ان قوتوں کو کرتے ہیں  
 پیٹھ سے نانا احمد غبار کرتے ہیں  
 تر بان جاؤں حیدر کرتے ہیں  
 پھر تہی سے در بدر تہی سالک و رفیق  
 جو کچھ نہایت فخر کہ در نہ تہی

۲۴۹

۱۶۷  
 اُس چاہنے والا سر شاہ نیکذات  
 جب آبرو بی بی پویش نے غیاث  
 اور ابرار نے مار دیا ہاں کہ ان کی بات  
 کلام بزم پویش کے یوسف کا چاہے  
 یوسف کی روح اگر پویشی لا کا چاہے

...

ظاہر و باطن میں نہایت گلاب کی  
پولہ کر کے کر کے گلاب کی  
پانا فہم بہت ہے جو گلاب کی  
آب تاب و ج سے مل کر گلاب کی  
روز سے نہ کرے کہ لالہ کی ماہ سے  
سچے بی بی عیال ہوئی خانہ فرحان سے

१५

میں فرق و شاد پہلے پہلے  
 نیسے دہن سے پہلے، حق ہم کا  
 حزن سے گئے زہب سے پہلے  
 خلعت سے نفخہ ہمارے پہلے  
 جنت کی کیم کہ اکلمند پہلے  
 تیمم اللہ سے ساقی کو ترغیب پہلے

Pr

مؤلف: حضرت مولانا محمد رفیع الرحمن  
 موضوع: تاریخ اسلام  
 جلد: اول  
 ناشر: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

گزیده جواهر علم شافی که شرح داده  
 قف اس از پیچیده اولت از کلام  
 بنی خفایتی که کوفه معینت فلاح  
 اس که نه بر کجایک نه بر کجایک فلاح  
 ن کم بر کجایک نه بر کجایک فلاح  
 پیمین بخبر که شاه ز من کلام

چند سال پہلے یہاں پر ایک شخص کی صورت نکلتی تھی  
 جس کی تصویر ابھی تک میری یاد میں ہے  
 یہ تصویر زیادہ عیاں نہ رہی تھی  
 بلکہ اس میں برق سی تھی اس لئے اس کی تصویر  
 اب باقی نہیں رہی ہے  
 اور اگر وہ تصویر ابھی تک میری یاد میں ہے

اگر شب کو رفتہ رفتہ دہان پہنچا دیں تو  
محمدریں اسے کیسے خیر و سوسن فرمائیں  
فنا توں توں ابل وں غم خانہ اں  
دل نہ پہنچے تے توجھ صفت اشتیاق تھا  
نورِ شہیدانہ اور اسکا جہان پر تاب تھا

چاہیں تو زبان سے قدرت کہہ لیں  
 حق تعالیٰ یہ کج تجارت کہہ لیں  
 قہر لانی سر کی زیارت کہہ لیں  
 ہر جی علی ان ہم نہ چاہت کہہ لیں  
 اس میں کہ ہر وقت کہہ لیں  
 زبیر بوقی حق تعالیٰ کہہ لیں



مجموع کے پیرزواروں نے حاضر کیا طعام  
رومال کوئی چھیننے لگا لائی کوئی طعام  
پیرا کیا غور و رنج سے کھانا تناول  
مقدم اٹھا کے رکھ دیا اور یہ کیا کلام  
شاہدیاں لگی یہ سب کہی بھڑکے  
مہمانی انداز کہ مرید کی عزت و کرامت

بہر نکل کر ایک کیمز کے غم  
دیکھا بھنگ کو جاتا ہے اس غم  
رومال میں ہے سب کوئی شے وہ بھڑکے  
اس شے کا دور دورہ کہی اس کا لالچا  
کچھیں فلک پر اور غنیمت زبان پر  
بہ چاند اس کہ ہاتھیں کیا سان پر

ہر سے اس کیمز نے پلا کے یہ کہ  
سے جی بھڑکے نے ذرا تھوڑا  
بہر پیروں کو کیلے وہ دودی بھڑکے  
دیکھا یہ نور اور کے سب سے بھڑکے  
پیرا تھیں سب کیمز کی یاد اور  
پیرا ہیں کہ مہمانی میں جگہ اور

کہ یہ بھڑکے اور پیرا غم  
زینت کیا یہ وقت کہ وہ شمع کو  
کہ بھڑکے شمع پیرا غم کا نور ہے  
جی یہ غم اس نور سے غم  
کہ نہ کہ غم میں میری باتیں  
مہمانی ہے پیراں یہ غم کی باتیں



[illegible]

بچھڑے دل کی تیرے کی تیرے ہر سانس کو  
 بلا غم و حال کیا ہم پہنچا پہنچا  
 کوئی فانی ہے جس پہ نہیں چلا ہوتا  
 نہ زبوں نام اس کا جلا ہوتا  
 افسانہ تھا کہ یہ غم نام نہ اب ہو  
 وہ غم نام اس کے اندر عجیب ہو

موتی کی یاد دل میں آ کر موتی بہاں  
 پتھر تو اس باختر انگشت دریاں  
 منہ خیل تو اب شیعہ پتھر تھا جہاں  
 پہنچا جہاں دل اسے اس کا کشاں  
 وہ سو رہا تھا سینہ پتھر کا توں  
 پتھر کھڑی تھی اکھوں کی دھجکاں

گسار آتی تھی کھجی غم میں تھی  
 کین درد دل سے کھینچتی تھی  
 کس کو کیا فائدہ ہو توں کب توں تھی  
 کہ کلمہ جی منتی تو جویدل تھی  
 کوہ کلمہ سینے میں سب غم تھی

اکثر گرا وہ غم میں غم کس کو تھا  
 کہ جو توں توں پیاں پیاں پچھتا  
 کہیں داری تیرے توں پچھتا  
 جی جی نہ مول جی سے پچھتا  
 بہر اس گم کے نہ سے دل نہ  
 جی جی کو اس غم سے نہ پچھتا

۵۹۳ وہ بولی کہ کیا ازل صد سے پہلے جان پر  
 طاری ہوئے تو غرض اچھی اس نالوان پر  
 عین کی کوئی کھینچتے ہیں کہ آسمان پر  
 مثال غلام کی ہیں سے خود زبان پر  
 مجھ کو ہیں سے بھوک کے کیا غلط ہے  
 عین کی سے پہلے کیا تم کو غائب ہے

۵۹۴ غصے پہلے کہ وہ بھوکا نہیں  
 لڑنے سے بچتا تو بھوکا نہیں  
 جوں کی کوئی کہ بڑا تو بھوکا نہیں  
 مرد و زراعت کی مرید بھوکا نہیں  
 سڑک کی سے بھوکا نہیں  
 شاہ شہید کی تو سب سے ہے

۵۹۵ یہ کہتی تھی کہ بھوکا کیا ہے وہ فوہ  
 تم کہتے وہ جو ان تو رہتا ہے بھوکا  
 اور وہ بھوکا دیکھتا ہے کہ بھوکا  
 کہتا ہے یہ بھوکا کی طرف کو بھوکا  
 کیا تو اس دوست کہ زیادہ بھوکا  
 یہ کہتی تھی کہ مرید بھوکا ہے

۵۹۶ پھر یہ زبیر کہ گھر نہ کیا قرار  
 تو یہ زبیر باوجود نہ رہا دل پر اختیار  
 کہ خاوند کو روکے بھوکا وہ بھوکا  
 یہ کہتا کہ گھر کی یہ بھوکا وہ بھوکا  
 یہ کہتا کہ گھر کی یہ بھوکا وہ بھوکا  
 یہ کہتا کہ گھر کی یہ بھوکا وہ بھوکا  
 یہ کہتا کہ گھر کی یہ بھوکا وہ بھوکا

آہستہ آہستہ آنکھیں بند کر کے  
رومال لائے کہ سیاہی بی کے پہاڑ پر  
کھوئی گریہ تو کچھ نہ ہے لالہ نہ کر  
فوں میں کسی شہید کا دو با تو کوم  
تو جی نہیں سے تو آخر چلتا ہے  
تازہ دھوئی کی رگوں سے پکیتا ہے

پہ کیچتے ہی دل چو تو ترتیب ہوا  
رو کر لہا دو دہائی دو دہائی غصیب ہوا  
بے شہید کون یہ تبدیل اب ہوا  
یہی کی ہے جو کہا تھا مظلوم وہ اب ہوا  
مظلومیت کی قبر وہ انور پر نشان ہے  
قربان ہوئی یہ مرا ایمان ہے

جائے وہاں کے لوگ میں بھی چاک  
لاؤ بھری کروں میں کچھ کہ پتہ چاک  
بھلا ملاؤ خاک میں نہ پھرا چاک  
یہی ہے تو رہا کھوں کی دین چاک  
کو لائے یہ کسم پوشیاں ، تو کی  
مرا زچہ پر تو قربان ہوئی

کی لکھنا آئی ہے سب بھلا ہوا  
بہر دور کہ جو ہے تمہارا ہوا  
بہر دور کہ زینت ہے جو بے خطا ہوا  
نازل نہ کیوں زبانیہ تم غمنا ہوا  
چو کہ کہ موتوں کے بی چاک نہ ہوا  
سب غم جو بی چاک نہ ہوا

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱

نام امدادی خدای عزوجل  
 در سبب مودی قافلہ شجرہ عالم  
 بیاد سبب کی حقیت نہ مرقم کا عروج و باہ  
 مودہ زنجیر پاک کا سبب مودی قافلہ  
 فرزند میرا قافلہ وارہ در ملکات ہوں  
 میں افتخار بہا شمع و ہجرت ہوں  
 موشک شہر کم کو گیت گیت  
 عین ثبات بحر سے نام ازرب  
 ہوا کہ تو فرار نہ یوں کو شوق لب  
 میں ہوں حسیں این علی شہ عرب  
 مودہ ارانیا کے خستہ کمر میں  
 اور کہ بلا کی نہ کہ پیستہ کمر میں  
 مجھ کو وہ پکاری انہیں و ا مصیبت  
 نہیں نہ نام پر چھلہ عین نہ تو کیا  
 بدنام سے چلنے نہ نام پر کھڑا  
 تم آنا جاتی ہوں میں نہ کی تیار  
 رہیں انہی سے سلف سے زیادہ  
 یہ کھرت مریح کا سردار زادہ  
 کج عرفت و تیریں نہ گریبان کج  
 ہم کو اس شمشیر کج پیکار  
 کیا کہ سب سے اس غریب کے غم میں  
 مودہ کو اس کی جانتے ہیں ہم نہ باب کو  
 عین کی نہ پوچھا یا تھا نام اعلا پیک



عَلَمٌ  
 دُوبُلجائی تہم ہیں خاصۂ نیرِ دلِ حُسنِ حُسنِ  
 جن کا کہ تہ تیغ ہے ایمانِ حُسنِ حُسنِ  
 صبحِ جو رُغِ رُغِ رُغِ رُغِ رُغِ رُغِ رُغِ رُغِ  
 فغانِ قن قن قن قن قن قن قن قن قن  
 ہر تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 مہاں کا کہ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 لالہ لالہ لالہ لالہ لالہ لالہ لالہ لالہ

نات  
 ہیں کہ براتن کا کہ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 پیچھے تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 زلمِ اکو تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 اعدائے تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 کھوے تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 اُستِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ

اللہ  
 اے بوجا اے بوجا تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 والدِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 حکیمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 سچے کہ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 حالِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 حکیمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ

اللہ  
 کہ بوجا اے کہ بوجا تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 بوجا اے کہ بوجا تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 انکا تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 کہ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 استِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ  
 تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ تہمِ



۱۱۱  
 اس نور غور سے کیا تم حسین کا  
 ساتھ میں سبق زین کہ تھرتے پیرا  
 کرو از بند ہو گئی اور دم اودھ گیا  
 اس کو میں وہ کہتی ہوئی فرما  
 دل پہ جو یہ جان یہ صدر سوا  
 اس میں کچھ کچھوں کے سم سے بھلا

۱۱۲  
 فراہ سار وال ہوئی اور سر ہوئی بار  
 گیم کی جو نذر سے شاہ تا بار  
 سالان قیمت میں سے ہر ایک کا  
 دیوں کو تم جو اٹھتے ہیں ہو گیا  
 چاہیں گے میری دل کے نشان سے ہیں  
 سب قیاس اس کی مجھ سے ہوتے ہیں

۱۱۳  
 قیوں کو اس گھر میں عوام کی تھی  
 بال خاص گان حق کی قبر جا کے تھی  
 احسان کیا کیا کام کہ یہ صاحب  
 پھر کہ ہمارے چیمہ موت کا نہیں  
 ان کو دیکھ کر بہت شرم و غم کی تھا  
 یہ خاص نو زبان ہیں ہر ایک کی

۱۱۴  
 قرآن قدر نہیں کہے کم بڑیا  
 بھلا کا زلال چشمہ افضل کہ بڑیا  
 اتنے میں جو تک اٹھا وہ جب شہدا  
 تمام زور و زور سے کہہ سلا ہوا  
 ہاتھوں پہ کیجے وہ کم اور وال ہوا  
 بیچے ہمارے وال بھی کچھ کم وال ہوا

[illegible]

۱۱۱۱  
 کہتا تھا کہ مرشد پروردگار  
 منور شد بتابان عیاں پر قیام  
 پہلے سے پہلے سے کہ جب کو قیام  
 رہا کہ کیا کچھ ہے ادا و ادا  
 اب نہ کہیں بند کہ ہے جو باں  
 نہ راہی باں کہ ہے جو باں

۱۱۱۲  
 بھائی تیرے ہاتھ سے دل کو حسین  
 اور آج جو ہے لکھی یہ مبادر حسین  
 کہ کھوں کو بند کر کے لکھتا رہ حسین  
 اور سے کیا علی نے ہم اسم حسین  
 حق کی لاش دیکھی کہ کو مزادیں  
 نہ ہارنے سے لیا کہ ہر خون کشا ہیں

۱۱۱۳  
 علی نے فاتح قرآن بٹول لئے  
 بیجان ہوئے راحت جان بٹول لئے  
 مظلوم آئے پہنچوں دل بٹول لئے  
 کھلائے کہ بلا سے پاں پر پھول لئے  
 نیک کو بیوی سلطنت کو لئے حسین  
 کہ کہ ہر گھڑی کہ ہر گھڑی لئے حسین

۱۱۱۴  
 کہ کہ فریادوں کوئی سلطان نہیں  
 فوج نہیں سپاہ نہیں اقربا نہیں  
 اب کہ طرف بدین نہیں دورست نہیں  
 نہ پہنچا ہے تاج رسول خدا نہیں  
 بخوابی کہ مرگے ادا و ادا نہیں  
 نہ کہ ہر دہشتہ زریں کار نہیں

۱۲۱  
 ہرگز بخت میں نہ آتا نہ ادا  
 چلے میں تیری فوجی زبانی قافلا  
 ہے میرے کہ لایا تجھے ہے ہر گلا  
 نہ صرف تو ہی مجھ کو خیرت کا صلا  
 بہت بخت کی خاک کا دانا حسین  
 ہر سیاہی کی تر کا دانا حسین

۱۲۲  
 ایک دن تو تم کو دیکھتا تھا  
 تیرا ہر صفت تھا میری تیرے  
 طبع اور علم کی تیرے تیرے  
 ہیں تم کو فوجی کہ وہ تیرے  
 ہم کہ تجھے ہم کی جان کے  
 اب تیرے پر تو کوئی جلاں کا

۱۲۳  
 بہت سے یہ کہلاتے تھے یہاں  
 ہوش اور حکمت میں تو قافلہ خان  
 کہ شاہ کا لیتے کہ سے ہر خان  
 یہ سے اور تو ایک جگہ جو اشتیاق  
 وقت تو لکھتے وقت سے رفتاریں  
 ایک کہ غور کے لئے اب تیرے کہ

۱۲۴  
 ربابی  
 گلوں اس کو جو عاشق ہے  
 حیران یہ سہل نہیں شکر ہے  
 میں قابل نہ ہوں گناہوں کا  
 تو نے کیا کیا جو اس قابل  
 تیرے غم اور سو گندہ جوی  
 تیرے غم اور سو گندہ جوی

اس جلد سے جلد حقوق نام ممتاز کی عین بنی بناس لکھنو محفوظ ہے دی ہما سینا بازارت قصہ طباعت نہ ہو

## مختصر فہرست کتب خانہ ریاض التجارت چوک لکھنؤ

معراج الکلام حضرت امجد مرحوم خلف خدائے سخن جناب  
دبیر مغفور کے ۱۴ مسکرحہ ۳۰ رشتوں کی ایک کامل جلد کا نام ہے  
علامہ رشتوں کے سوا نغمی بالقصور درج ہو گا غرض سفید  
نخانیہ خلد معروف بہ بوستان رشید لکلا شعر حضرت رشید قمر  
سے ۵۰ ایاب رشتوں کی جلد ۲۶۸۳ سفید چکنے کا غرض بہترین  
لکھائی و چھپائی ہر صفحہ میں صرف چار بند چلی لکھے ہیں مرحوم  
کی سوا نغمی بھی درج ہے۔ عمر

معراج سخن حضرت عروج اعلیٰ اللہ مقامہ کا منتخب کلام  
طبع ہو گیا۔ جناب عروج مرحوم نے اپنی آخری عمر میں  
۱۰۰۰۰ پر لیس الہ آباد میں مرتبے طبع کر کے اکاڈمی  
الہ آباد یونیورسٹی میں مقابلاً ان مجموعہ مرثیہ سے مبلغ  
یا پنج سو روپیہ کا انعام حاصل کیا کاغذ سفید گندہ طباعت  
کتابت دیدہ فریب و لفریب جلد عمر

لفی طے ہمارے کتب خانے میں ہر علم و فن کی کتابیں و تعویذات و نوحہ جات اور نامور حضرات شعرائے لکھنؤ کے ایاب  
قلمی مرثیے جو آج تک نہیں چھپے بکثرت موجود ہیں فہرست طلب فرمائیے۔

اطلس  
سید ریاض الحسن موسوی مالک کتب خانہ ریاض التجارت چوک لکھنؤ

یہ سب کتابیں متاز بک ایجنسی انخاس لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہیں۔